المدینۃ خیر من مکۃ

المنۃ للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین نسخہ لاجواب انتخاب کتاب مستطاب مشتہر بجذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین افضل الفضلا حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ہے اسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب مسمی بہ

مرغوب القلوب

ترجمۂ

جذب القلوب

مترجمہ جناب نبیل فاضل جلیل محقق یلمعی مدقق لوذعی جامع کمالات صوری و معنوی زبدۃ الکملا اعلم العلما مولانا سیدنا شاہ عبد الحق صاحب خلف الصدق آیۃ من آیات اللہ حضرت شاہ غلام رسول صاحب بریلوی ثم الکانفوری طاب اللہ ثراہما

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا اور شایع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہین انمین کتب متفرقات دینیہ اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب متفرقات دینیہ اُردو

احیار القلوب فی میلاد المحبوب -
اعجاز یوسفی مجموعہ وظائف و تعویذات و اعمال و دعا وغیرہ -
رشید المومنین عربی و اُردو -
محامد النبی -
فضائل الشہور والصیام - علامات القیامۃ -
شجرہ احمدی -
کلمات قدسیہ الہامات غوثیہ -
اظہار الحقیقت -
دوازدہ مجلس مسمیٰ بہ ریاض الازہار -
دہ مجلس منظوم معرکہ کربلا -
معرکہ کربلا - جامع مناقب سبطین و حالات شہادت شہدار کربلا از مفتی محمد یٰسین صاحب بدایونی
دہ مخزن مصائب کربلا -
مُہر نبوت -
ریاض الاربعین معروف بہ نجات المسلمین -

ناصر الابرار فی مناقب اہل بیت الاطہار
رموز القرآن -
آثار محشر -
صبح کا ستارہ -
قیامت نامہ بہشت نامہ -
قیامت نامہ مسمیٰ بہ آئینہ نشور
تحفۂ درود ملقب بہ خیر الکلام -
رسالہ کسب الانبیا -
مجموعۂ توشۂ عقبےٰ -
مجموعۂ نود و نہ نام باری تعالیٰ - شامل چھ رسالہ -
انوار محمدی -
شرح چہل حدیث -
فالنامہ یوسفی -
خمسۂ اقبالیہ مع شجرہ -
مجموعۂ وفات نامہ شامل مولود شریف شہید - واضح قلم - نہایت مرغوب عالم ہے -

فہرست مرغوب القلوب ترجمۂ اردو جذب القلوب الی دیار المحبوب

مضمون	صفحہ
	۶۲

تمام شد

بہ عون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ ہے اُسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب مسمی بہ

جذب القلوب ترجمۂ مرغوب

اُردو زبان مفید ہمگنان

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمہ گلوے ارباب ایقان ہے بتصحیح مالا کلام بہ حسن اہتمام سنجیدہ و بہ انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بہ طبع مزین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہی کہ خارج از حیز امکان ہی اوسکی نعم غیر مترقبہ
کی انتہا نہین کہ داخل دائرہ احصا نہین ہر فرد مخلوق مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین
فلاسفہ کے براہین ابطال تسلسل بے سود ہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا[ا] اسپر دلیل ہی پھر شکر
بجالانیکی کیا سبیل ہی بلکہ نعم لاتحصے ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو رحمۃ للعالمین کا ارسال ہی اوسیکا ادای
شکر واجب کما ینبغی ذوات ممکنہ سے محال ہی وجود باوجود اون کا اصل وجود عالم ہے اور جود
و نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی[۲] لاہل الکبائر من امتی بشارت عامہ
ہے اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علت تامہ[۳] ان ظہور اونکا خیر از ہفہ ود ہو[ر]
ہی اور مضجع شریف اون کا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم ولیلۃ الی یوم البعث والنشور
ہے ذات سراسر برکات اونکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہے محبت اونکی وسیلہ
نجات ہی صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم **اما بعد** پوشیدہ نرہے کہ بندہ
درگاہ احد **محمد عبد الواحد** غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب
جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ العلماء
الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتمۃ البررۃ المحصلین محی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

---

[۱] اگر شمار کرو تم نعمتون خدا کو نہ پاؤ تم ۱۲ [۲] میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنیوالون میری امت سے ۱۲ [۳] مرقد مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جگہ زیارت ستر ہزار فرشتون کا ہی ہر دن اور ہر رات مین روز قیامت تک ۱۲

معدن الصفات المرضیہ منبع الملکات المرضیہ من آیات الباری شیخنا واماما الشیخ عبدالحق المحدث
الدہلوی البخاری قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً وتکریماً مین تالیف
کی ہے زبان اُردو مین ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہین
ہین اس سے بہرہ یاب ہون اور سو جان سے قربان نام بلدہ ختمی مآب ہون لیکن وجوہ چند در چند سے
یہ وقت میسر ہوا کہ ۱۲۹۶ھ مین سید العلماء سلطان الفضلاء امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث
والفقہ والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشدزادہ آفاق شاہ عبدالحق بن شیخ سادۃ الواصلین سید
شیوخ العارفین سرخوش رحیق مزوق خمخانۂ تحقیق سرجوش صہبائے فیض آمائے تدقیق سرمست
نشہ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دریاے گوہرہائے توحید سیاح لجۂ پر موجہ
تجرید سیاح اقالیم کشف شہود پرتو خورشید عین الوجود ثمرۂ شجرۂ باغستان رشادت وہدایت
رائحہ طیبہ چمنستان مفضل وولادت شیخ معرفت پیر طریقت شبلی دوران جنید زمان الشیخ
الاجل الکامل الفحول مولانا ومرشدنا حضرت شاہ غلام رسول بریلوی ثم الکانفوری روح
اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام وزیارت مرقد سید الانام علیہ وعلی آلہ السلام
سے شرف حاصل کرکے مراجعت فرما کے وارد دارالامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر کمال اشتیاق ہو کر
حاضر آستانہ شریفہ ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمناے دل کا کہ سالہا
سال سے جاگزین دل اخلاق منزل تھی آپ کی خدمت معلی مین مظہر ہوا آپ نے ازراہ
کمال عنایت میری عرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند عرصہ مین کمال خوبی اور لطافت کے
ساتھ سلیس اُردو زبان مین ترجمہ لکھا اللہ تعالے آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور اس
ترجمے مین ایک لطف اور بھی ہے کہ اوسکے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو
جو تغیرات وتبدلات مدینۂ طیبہ مین زمانہ حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے
ہین ہمارے حضرت نے اوسکی طرف بھی جہان جہان مناسب تھا ارشاد فرمایا ہے
اور اس ترجمہ شریفہ کا نام ترجمہ مرغوب جذب القلوب رکھا گیا ہے اللہ تعالی
مسلمانون کو اس سے نفع پہونچاوے بحرمت سید الامجاد وہو الہادی الی الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ[۱] رب العالمین والعاقبۃ للمتقین[۲] والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد واصحابہ اجمعین بعد اس کے جاننا چاہیئے کہ بندۂ مسکین ضعیف عبد اللہ عبید الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی اللہ غفر لہ اللہ لہم سن بارہ سو اناسی ہجری نبوی مین ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف و سعادت حاصل کر کے دار الامارۃ کلکتہ مین وارد ہوا اور کسی جہت سے چندے وہان ٹھہرا اوس درمیان مین مسلمانان کلکتہ خصوصًا دوست دلی محب قلبی فاضل بے بدل عالم با عمل مولوی قاضی عبد الواحد سلمہ اللہ تعالے لا کے بپاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو مین لکھا اللہ تعالی قبول فرمائے اور مسلمانونکو اوس سے نفع پہونچائے بھائی مسلمانونکی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اس ترجمہ مین جہان کہین غلطی پاوین اصلاح فرماوین کہ بموجب اجر و ثواب ہوگا وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتصام

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہی فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے مین علمائے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضایل و اخبار مین کتابین لکھی ہین اور اون سب مین

ف۱ سب تعریف ثابت ہی واسطے اللہ کے جو پروردگار ہی سب عالم کا اور نیکوئی عاقبت کی ثابت ہی واسطے پرہیزگارونکے اور رحمت کاملہ نازل ہوجیو اوپر رسول اوسکے کے کہ اسم مبارک اونکا محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر آل و اصحاب اونکے کے اور سب پر ۱۲ ف۲ اور اوپر اللہ کے بھروسا ہے اور باستعانت اوسکے گناہون سے بچتا ہے ۱۲

تالیفات عالم المدینہ سید نور الدین علی بن سید عفیف الدین عبد اللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تر اور عمدہ ترین تواریخ ہین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفے ہے جسکو دوسری کتاب مسمی باقتفار الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنے سے سن آٹھ سو چھیاسی مین اختصار کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتشزدگی ہوئی تھی اوسمین جل گئی اور مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہے کہ سارے احوال مدینہ طیبہ اور وقایع وحوادث جو اس مین واقع ہوئے ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوسمین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو ترانوے مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر رسالہ نہایت منقح اور مہذب منتخب کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے رکھا اب اس زمانہ مین مشہور ومتداول آدمیون مین یہی خلاصہ ہے اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب وفاء الوفا کے تھے اگر اتفاقًا بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین اور سید سمہودی علیہ الرحمۃ کا ایک رسالہ اور ہے کہ جسمین خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا سبب اوسکی تجدید عمارت مین مذکور ہے اور اس رسالے مین شناخت حجرات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہے کچھ اس رسالے سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہے اور اگر احیانًا کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھ نقل کیا گیا ہوگا تو بے ذکر ماخذ نہوگا الا ماشاء اللہ اور اس کتاب یعنے جذب القلوب الی دیار المحبوب کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور مصاف کرنیکی توفیق سن ایک ہزار ایک مین بلدہ دہلی مین پائی واللہ الموفق للعباد ومنہ المستعان فی المبداء والمعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین باب پہلا تعداد اسماء والقاب شریف مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفًا وتعظیمًا مین باب دوسرا اس بلدہ طیبہ کے فضایل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے وقت وہان کون لوگ رہتے تھے باب چوتھا

ذکر سبب ہجرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مین باب پانچوان
بیان ہجرت سید المرسلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ
کو کس عنوان سے تشریف لے گئے باب چھٹا کیفیت بناے مسجد شریف نبوی اور ساری
مقامات عالیہ مین باب ساتوان ان تغیرات وزیادات کے بیان مین جو بعد رحلت فرمانے
حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ائمہ وسلاطین وامرا سے ظہور مین آئے اور انکے
اوضاع واحوال انکے ذکر مین برسبیل اختصار واجمال باب اٹھوان مسجد شریف اور روضہ
مین ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل وخصوصیات ومناقب مین باب نوان
ذکر بناے مسجد قبا اور مساجد منوریہ مین جو ماثورہ ہین اور مظاہر انوار محمدیہ صلے اللہ علیہ
وسلم وعلے آلہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ باب دسوان بعضے ان کنوؤن کے ذکر مین
جنھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے اور مشہور وماثور ہین باب
گیارھوان ان بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر مین جو مکے ومدینے کی راہ مین ماثور و
مشہور ہین باب بارھوان بیان فضایل جنت البقیع اور ذکر مقابر مشہورہ مین جو
اس مین واقع ہین باب تیرھوان بیان فضایل جبل احد مین کہ محب ومحبوب سید
الانبیا ومنزل سید شہدا ہے صلے اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ باب چودھوان بیان
فضایل زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ مقصد اعلی ومطالب
اقصاے مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات
مین باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس
والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہ واجب ہے یا مستحب اور بیان توسل
واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب رسالت مآب کے علیہ
وعلے آلہ الصلوٰۃ والسلام باب سولھوان ذکر آداب زیارت میں فیض
بشارت حضرت خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور مع الخیر اپنے
وطن کے پہونچنے مین ہے باب سترھوان ذکر فضایل درود
مین اور جو کچھ کہ اوس سے متعلق ہے اوسکا بیان

پہلا باب

تعداد اسماء والقاب شریف مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیما مین جاننا چاہیے کہ اکثر اسماء دلیل ہے عظمت مسمی پر چنانچہ کثرت اسماء الٰہی جل سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر دلیل ہے علی الخصوص جبکہ نسبت ہر نام مشتق ہوا چھے ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ کے کوئی شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علمانے ڈھونڈھکر سو نام کے قریب نکالے ہین اور بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور ان اوراق مین فقط جتنے نام کہ اوسکے شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آلے بسم اللہ العلی العظیم ایک طابہ ہے بہ تخفیف بای موحدہ دوسرا طیبہ بسکون یای تحتانیہ تیسرا طیبہ بہ تشدید تحتانیہ چوتھا طائبہ اور جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہے کہ جتنے نام کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہین اونھے ہی لینا چاہیے مگر شاید اس مقام مین عموم پائے جانے کسی دلالت کا جواز توسیع پر گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامون کا اطلاق مدینہ منورہ پر کئی سبب سے ہے ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہے نجاسات شرک سے دوسرا یہ کہ وہانکی ہوا سلیم طبعون کے ساتھ موافقت رکھتی ہے تیسرے یہ کہ وہان بوی بد کا نام ونشان نہین چوتھے یہ کہ وہانکی ہر چیز اچھی ہے لوگ کہتے ہین کہ مدینے کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو مین یہ بات نہین ہے اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہو ابی عبداللہ عطار کہتے ہین شعر طیب رسول اللہ طاب نسیمہا فما المسک وما الکافور والصندل الرطب اور حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی مین ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت مین کچھ عجیب نہین جہان خوشبو ہین انفاس حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہونچی وہان خوشبوی مشک وعنبر کی کیا حقیقت ہے

بیت ور ان زمین کہ نسیمی ز سر طرہ دوست ❊ چہ جای دم زدن نافہای تاتاریست ❊

اور بھی وہان جتنی خوشبو کی چیزین پھول وغیرہ ہین اون سب کی

---

۱ یعنی ساتھ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو ہوگئی ہوا مدینہ کی کیا چیز ہے مشک کافور اور صندل ۱۲

خوشبوئیں کچھ ایسی اچھی ہیں کہ اور جگہ کی چیزوں میں اس قسم کی خوشبوئیں ہرگز نہیں پائی جاتیں خصوصاً گل سرخ میں کہ ساتھ نسبت خاص آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور و معروف ہے بیت ز نسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد ؛ ز کدام باغی اے گل کہ چنین خوش است بوئیت ؛ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان اللہ امرنی ان اسمی المدینۃ طابہ اور بھی ابن شبہ سے منقول ہے کہ نام مدینہ طیبہ کا توراۃ میں طابہ اور طیبہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ جو شخص زمین مدینے کی طرف بوے بد کی نسبت کرے یا وہاں کی ہوا کو کہے اچھی نہیں وہ شخص واجب التعزیر ہے اوسکو قید کرنا چاہیے جبتک توبہ نہ کرے زمانہ نبوت سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب اور اثرب بروزن مسجد کے کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای تعالی و تبارک کے حکم سے اوسکا نام طابہ اور طیبہ رکھا کہتے ہیں کہ یثرب نام ایک شخص ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب اونکی اولاد زمین پر پھیلی تو وہ شخص یہیں آکر رہا اور علمای تاریخ میں اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینہ کا ہے یا اس ناحیہ کا جو اس مغرب کی طرف جبل احد سے واقع ہے اور اسمیں چشمے اور کھجور کے درخت بہت ہیں اکثر علما اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں اور وارد ہونا اثارب کا بصیغہ جمع اسکی تائید کرتا ہے اور ابن ابی اکر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں اور پیشوای مورخان مدینہ طیبہ اور بعض علما بھی کراہت کرتے ہیں کہ مدینہ کو یثرب نہ کہا کریں اور تاریخ بخاری میں ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہے کہ جو شخص ایکبار یثرب کہے چاہیے کہ اوسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے ہیں کہ جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اوسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور روایات بھی آئے ہیں اور وجہ مکروہ ہونے اس نام کی یہ ہے کہ وہ مشتق ہے ثرب سے بمعنی فساد کے یا تثریب سے بمعنی مؤاخذہ کی یا یہ کہ اصل میں چونکہ وہ نام کافر کا ہے اس سے ایسی مکان پاک کو جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نہ تھا اور وہ جو قرآن مجید میں واقع ہوا ہے یا اہل یثرب لا مقام لکم بلفظ منافقوں کی زبان سے ہے اور بعضی احادیث میں جو یثرب کا لفظ واقع ہوا ہے کہتے ہیں کہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور جملہ اسمای شریفہ اس بلدہ مکرمہ سے ارض اللہ اور ارض الہجرۃ ہے ان دونوں ناموں کو صحت

له یعنی تحقیق اللہ تعالی نے مجھکو حکم دیا ہے کہ مدینہ کا نام طابہ رکھوں ۱۲ سله اے یثرب والو تمھو ٹھکانا نہیں ۱۲

آیہ کریمہ سے ہوتی ہے وہ آیہ کریمہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا ہی اور اکالۃ البلدان اور اکالۃ القری بھی ہے بنظر اوسکے تسلط کے تمامی بلاد پر ہر بابت مین چنانچہ مکہ معظمہ کو ام القری کہتے ہین باعتبار اوسکی اصالت کے علما نے کہا ہی کہ مضمون اکالۃ القرای کا بہ نسبت مفہوم ام القری کی نسبت بلیغ ہی اسواسطے کہ مان ہونا دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف کل کے چاہتا ہے دوسرے کے کم کرنے اور مٹانے کو اور ازجملہ اوسکے نامون کے ایک نام ایمان ہی یہ اوس آیت سے معلوم ہوتا ہی جو تعریف مین انصار رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہی یعنی کہ والذین تبوؤا الدار والایمان اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لایق ہی کہ مرجع اور مآل ہی یہین سے ایمان ظاہر ہوا ہی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ ایمان کا یقین والون کے دلون پر الہام اور القا کرتا ہی اور فرشتہ حیا نے باہم عہد کیا ہی کہ مدینے ہی مین رہین اور مدینے سے باہر کبھی نہ جا وین اور حقیقت مین یہ دونون صفتین مدینے مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین کہ الحیاء من الایمان ہرہ اور بارہ بھی کہ دلالت کرتے ہین معنی خیر پر اس بلدۂ شریفہ سے ہین اور بلد کہ اللہ تعالی لا اقسم بہذا البلد مین اوسکی قسم کھاتا ہے بقول بعضے مفسرین کے مراد اس سے مدینہ طیبہ ہے کہ حلول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات مین مشرف ہوا اور بعضون کے نزدیک مراد اس سے مکہ معظمہ ہے اور نازل ہونا اس صورت کا مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہے واللہ اعلم بیت رسول اللہ بھی اس شہر مکرم کے القاب مین سے ہے اور وجہ اسکے ملقب ہونیکی اس اسم کے ساتھ ظاہر اور باہر ہے اور اس جہت سے کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلد مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہی

بیت زہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول ＊ گہی بہ بیت خدا و گہی بہ بیت رسول ＊

جابرہ اور جبارہ تخفیف بای موحدہ اور جبارہ بہ تشدید یا بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہی اور حدیث للمدینۃ عشرۃ اسمائ بتعدد روایات پہلے دونون نامون پر کہ جابرہ اور جبارہ تخفیف با ہی دلالت کرتی ہی اور جبارہ جو بہ تشدید با ہی صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل کرتا ہی اور وجہ اس تسمیہ کی کئی ہین اگرچہ جبر کے

سلہ کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان ١٢ سلہ اور جو پکڑ رہین ہین اس گھر مین اور ایمان لین

سلہ یعنے قسم کھاتا ہون مین اس شہر کی ١٢۔

معنی پور اگر نکلے لیں تو ظاہر ہے کہ غربا اور فقرا اور ٹوٹے دلون کو جس چیز مین نقصان اور کمی واقع ہو یہان وہ نقصان جاتا رہتا ہے اور پھر پاتے ہین اور اگر جبر کے معنی وہ لین جو مرادف قہر کی ہین تو بھی ظاہر ہے کہ غرور والون اور گردن فرازون کی یہان گردنین ٹوٹتی ہین کہ مجبور اور مقہور ہو کر اسلام اور تابعداری یہان کی قبول کرتے ہین اور مجبورہ بھی اس بلدہ شریفہ کے اسماے سے ہے اسواسطے کہ بلدہ شریفہ مجبور حکم الہی ہی حضرت سید الانبیا کے یہان تشریف رکھنے مین حالت حیات مین اور حالت ممات مین اور جزیرۃ العرب[1] بھی بقول بعضے محدثون کے حدیث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب سے یہ شہر مکرم مراد ہی اگرچہ اور علما کہتے ہین کہ یہ لفظ شامل ہے تمام ارض حجاز کو اور محبہ اور جلیبہ اور محبوبہ اس بلدہ مکرمہ کے مخصوص اور مرغوب نام ہین اور حدیث اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ اس بات کی مثبت ہے حرم اور حرم رسول اللہ باضافت بھی اس شہر مکرم کے القاب مین سے ہے حدیث مسلم مین آیا ہے کہ المدینۃ حرم اور حدیث طبرانی مین واقع ہی حرم ابرہیم مکۃ وحرمی المدینۃ[2] تعیین حد حرم مدینہ مین اور اثبات احکام حرمت حرم مین علما کا اختلاف مشہور ہے اور اپنی جگہ پر مذکور ہے اور شاید ان اوراق مین کچھ اسکا ذکر آوے اور حسنہ بھی اسکے اسماے شریفہ سے ہے کہ حسن ہے حسنا اور معنی حسنا تو بسبب کثرت باغات کے اور اکثر چشمون وغیرہ کے اور وسعت فضا کے اور وفور قبون اور عمارتون اور مزارات اور مشاہد کے اور معنی بسبب تشریف رکھنے حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شاہد اور مشہود حضرت حق کے ہین اور مقصد اور مقصود تمام ابرار کے اور بجہت موجود ہونے آل اور اصحاب اور اتباع حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ جامع کل کرامات و برکات کے ہین عرف من ذاق و وجد من عرف مصرعہ ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی: اور قسم خدا کی قطع نظر لذات باطنیہ سے کہ ثمرۂ اعتقاد ہی اصل حسن وزیبائی جتنی اس شہر مین دکھلائی دیتی ہی اتنی کسی شہر مین نظر سے نہین گذری اور کہین سننے مین نہین آئی مگر بعضی جگہ کہ یہان کے نور کا ایک ایک شمہ پایا جاتا ہے اور اس شریفہ کے برکات کا اثر ہے جیسے دہلی یا مثل اسکے سو اسکی وجہ ہے کہ ایسی درگاہ عالیجاہ کے بعضے بعضے غلام وہان سوتے ہین بیت ہر کجا یوسفی بود ماہی از یکی بابست

[1] یعنی نکالدو مشرکونکو عرب کے جزیرے سے ۱۲ [2] یعنی ابراہیم کا حرم مکہ ہے اور میرا حرم مدینہ ہے ۱۲

اصل آن از آفتاب این جمال افتادہ است خیرہ بہ تشدید او رخیرہ بتخفیف بھی نام اس بلدۂ شریفہ
کے ہین اس سبب سے کہ یہ بلدۂ طیبہ جامع ہے جمیع خیرات دنیا اور آخرت کا اور حدیث
المدینۃ خیر لہم لو کانوا یعلمون کہ حضرت نے خبر دی ہے فتح بلاد سے اور لوگون کے مدینہ
چھوڑنے سے وسعت معیشت کی طلب مین اور انکے متوجہ ہونے سے ان بلاد کی طرف
اس بلد مکرم کا خیر ہونا ثابت کرتی ہے دار الابرار دار الاخیار و دار الایمان و دار السنۃ و دار
السلام و دار الفتح و دار الہجرۃ و قبۃ الاسلام یہ سب القاب اسی ڈیوڑھی شریف
کے ہین زادہا اللہ تعظیماً و تکریماً شافیہ بھی اسی شہر مکرم کا نام ہے حدیث شریف مین
آیا ہے کہ خاک مدینہ کی شفا ہے ہر مرض سے یہان تک کہ جذام اور برص سے اور شفا
پانے کو یہان کے میوہ جات کا استعمال بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور بعضے
علمائے قدیم نے کتاب اسرار المدینۃ مین لکھا ہے کہ تعلیق اوسکی نجار والے کو نافع
ہے اور جو وہان حاضر ہوتا ہے اوسکے امراض قلبی اور گناہ کی بیماریان دور ہوجاتی ہین
عاصمہ بھی اسماے شریفہ اس بلدۂ مکرمہ سے ہے اس جہت سے کہ مہاجرین یہان آنے سے
ایذاے مشرکین سے بچے بلکہ جتنے وہان کے رہنے والے ہین اور جتنے وہان کے
قصد کرنے والے ہین دنیا اور آخرت کی آفتون سے بچتے ہین اور نام رکھنا اوسکا معصومہ
بمعنی محفوظہ کے بھی جایز ہے اسواسطے کہ اگلے زمانے مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت
داود علیہ السلام کے لشکرون اور گروہون کے سبب سے بعضے جابرین اور متکبرین کی ہاتھ
سے محفوظ رہنا اور آخر کو ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برکات سے دجال اور طاعون
سے محفوظ رہے اور رہے گا یا اسی لفظ عاصمہ کو بمعنی معصومہ لیکن تو بھی گنجایش ہے غلبہ بھی
اس شہر مکرم کے اسماے شریفہ سے ہے اور یہ نام قدیم ہے کہ زمانہ جاہلیت مین بھی اس نام
سے اسکو موسوم کرتے تھے جیسے یثرب سے غلبہ اور قہر اور تسلط لازم ہے یہان آنے اور
یہان اوترنے کو یعنی جو شخص یہان آیا اور یہان ٹھہرا آخر کو غالب اور مشتہر ہوا چنانچہ یہود کی
عماقہ پر غالب آئے اور اوس اور خزرج قبایل انصار یہودیون پر اور مہاجرین اوس

سلہ مدینہ اون کے واسطے بہتر ہے اگر وہ جانتے ١٢

اور خزرج برادر عجمی لوگ مہاجرون پر الاماشاء اللہ اور ایک اس بلد طیب کے اسماے شریفہ مین سے
فاضحہ ہے یعنے بد اعتقاد اور بدکار لوگ وہان پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا ہوتے
ہین اللہ اپنے غضب سے بچاوے مومنہ بھی اس مکان شریف کے اسماے سے ہے اس جہت سے کہ
اہل ایمان کی سکونت وہان ہوئی اور وہین سے احکام ایمان جاری ہوئے یا یہ بات کہ برکت
اور الفت اور مسکنت کہ علامات مومن سے ہے اس بلدۂ معظمہ مین پیدا ہین یا یہ کہ کلمہ اپنے
معنے حقیقی پر ہو کہ یہ بلدۂ مکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر از روی حقیقت کے ایمان لایا ہو
جس طرح سنگریزون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین تسبیح کی اور پتھر
وغیرہ حضرت سے بولے اور جبل احد بہ نسبت محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخصوص ہوا
اور حدیث شریف مین آیا ہی والذی نفسی بیدہ ان تربتہا لمومنہ اور روایت ہے کہ توریت مین
اسکا نام مومنہ ہے مبارکہ بھی القاب شریفہ اس بلدۂ منورہ سے ہے احادیث صحیحہ مین وارد
ہے کہ حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق مین اور جو چیز اس شہر مین ہے
اسکے حق مین دعای برکت کی ہی اور اسطرح فرمایا ہی کہ الہی جتنی برکت تونے مکہ معظمہ مین دی
ہے اس سے زیادہ یہان عنایت کر اس دعای شریفہ کا اثر ظاہر ہے جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے
مجبورہ مشتق جبر سے بمعنے مسرور کے یا حبر سے بنا بمعنی نعمت کے بھی اس بلد مکرم کے اسماے
شریفہ سے ہے اور مجبار اس زمین کو کہتے ہین جو جمیع النبات اور کثیر الثمرات ہو یعنی گھانس
اوسکی جلد اوگتی ہو اور ثمر اوس مین بہت ہوا اور یہ دونون باتین مدینہ منورہ مین مشاہد
اور محسوس ہین محرموسہ اور محفوظہ اور محفوفہ بھی اس بقعہ شریفہ کے اسماے شریفہ
سے ہین اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ پہلے بعضے نامون کے معانی سے ظاہر ہوئی
ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر دو سرے کوچون کے سرے پر ایک فرشتہ بیٹھا نگہبانی
کرتا ہے مرحومہ اور مرزوقہ بھی اسکے اسماے شریفہ سے ہے پہلا نام توریت سے منقول
ہے اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ یہ جگہ ہے تشریف
لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کی اور باعث اوترنے رحمت

سلہ یعنی قسم ہی اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے قبضہ قدرت مین ہی تحقیق خاک تو بہ کی مومنہ ہے ۱۲

حضرت ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی ملتا ہے مسکینہ بھی اوسکے اسماے شریفہ سے ہے اور وجہ تسمیہ کی مومنہ کے معنی دریافت کرنے سے معلوم ہو گئی ہوگی اور حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالیٰ نے مدینہ سے خطاب کر کر فرمایا کہ یا طیبہ یا طابہ یا مسکینۃ لاتقبلی الکنوز درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہی وہان کے رہنے والونکی طرف کہ ہمیشہ مسکینت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف رغبت نہ کرین اللہم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین اغنی فی اہل بلدۃ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین مسلمۃ بھی اس بلدہ کے اسماے شریفہ سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک چیز ہے فرق اسی قدر ہے کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہی اور اسلام مین اقرار اور تابعداری معتبر ہے اور احتمال یہ بھی ہی کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہو وین امان اور سلامت سے مطیبہ مقدسہ یہ بھی اس بلدۂ عظیمہ کے نامہاے مبارک ہین ان دونون کے معنے بھی قریب قریب ہین پہلے اسماے کے معنی سے مقر بھی اسکے اسماے شریفہ سے ہے مشتق قرار سے حدیث شریف مین آیا ہی اللہم اجعل لنا قرارا ورزقا حسنا مکینۃ بھی اس بلدۂ مکرمہ کے اسماے شریفہ سے ہے بمعنے مکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناجیہ بھی اسکے نامہاے پاک سے ہے اشتقاق اسکا نجات سے ہے یا ناجاہ سے یعنے خوش کیا اسکو یا نجوہ سی کہ زمین بلند کا نام ہے اور ان سب معانی کے وجوہ پائے جاتے ہین مدینہ یہ اسم شریف اوسکے اور نامون متبرک سے مشہور زیادہ ہی اصل لغت مین مدینہ چند گھر مجتمع کو کہتے ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کے تعریف سے تجاوز کر کے مرتبۂ مصریت تک پہونچا یعنی سب سے ادنیٰ قریے کا درجہ ہی اور سب سے اعلیٰ مصر کا اور مدینہ اور بلدان دونون کے درمیان مین ہین اور بعضی لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجے مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت کے تھا اب مدینہ نام ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولین تو بھی بلدہ منظمہ

لہ یعنی اے زمین پاک اور اے جاے معطر اور اے مکان مسکن گنجون کو قبول نہ کر دراپنی مسکینت پر رہ ۱۲

سہ الٰہی مجھے زندہ رکھ مجکو مسکین اور موت دے مجکو مسکینون مین اور حشر کر میرا گروہ مسکینون مین ۱۲

مراد ہوگا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف لام وکے ساتھ آتا ہے اور اسطرحکا تفاوت لغت عرب مین بہت آیا ہی چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی اور مدینہ کی طرف کیجاے گی تو اوسکو مدینی کہینگے بیے کے ساتھ اور اگر کسی کو منسوب کرین مدینۃ الرسول کیطرف تو اسکو مدنی کہتے ہین بغیر یکے اور اللہ تعالے نے قرآنمجید مین اس نام شریف کو کئی جگہ ذکر فرمایا اور توریت مین بھی واقع ہوا ہی سید البلدان بھی ایک اوسکا نام مبارک ہی حدیث شریف مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے ایا طیبۃ ایا سید البلدان بیان فضایل مدینہ منورہ مین یہ معنے بھی واضح ہوجا ئینگے انشاء اللہ تعالے۔

باب دوسرا

ذکر فضایل بلدہ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع امت واتفاق علما اس بات پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہین لیکن آپسمین ایک دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہی بعد منعقد ہونے اجماع تمامی علما کے اس ٹکڑے زمین کی فضیلت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے ملا ہی ساری اجزای زمین کی نسبت یہانتک کہ بہ نسبت کعبہ کے بھی اور بعض علما لکھتے ہین کہ اوسنا ٹکڑا تمام آسمانون سے افضل ہے یہانتک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے آگے اسبات کو کہین وسکو انکار نہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہین بلکہ اگر ساری اجزاے زمین کو آسمانون پر اس جہت سے کہ حضرت کی قبر شریف اجزای زمین سی ہی ترجیح دین تو گنجایش رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام منجر اوس خلاف کو ہوتا ہی جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہے اور اس مقام مین امام نووی کا کلام اس بات کو چاہتا ہے کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہے اور بعضون نے زمین کو آسمانون پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونیکی جگہ ہی جمہور علما کہتے ہین کہ اگر زمین انکے رہنے اور انکے اجسام شریفہ کے دفن ہونیکی جگہ ہی تو آسمان انکی ارواح مقدسہ

کے رہنے کا مقام ہے اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام کے قبرون مین جمہور کے کلام کا
جواب بہت ظاہر ہے اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین انکے جسمون کے رہنے کی جگہ ہے ویسے
ہی آسمان محل ہے اونکے ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہے کہ استثنا کرنے اُتنے مکڑے زمین مین
اختلاف ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے یا مدینہ افضل ہے مکہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت
عبد اللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علماء مدینہ کا مذہب یہ ہے
کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے اور اور علما بھی مدینہ کی فضیلت دیتے مین مکہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ
موافق ہین لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہے مکے سے مگر خانہ کعبہ سے
نہین حاصل کلام کا یہ ہے کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی افضل ہے مطلقاً خواہ مکہ
سے کہین خواہ کعبہ سے اور کعبہ معظم افضل ہے شہر مدینے سے نہ قبر شریف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
باقی مدینہ کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہے اور
دلیلین جو مدینہ کی افضلیت پر بیان کی ہین جہان فضایل اور محامد مدینہ منورہ کے ذکر ہونگے ظاہر
ہو جاینگی مگر خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ساری بلاد سے بہت
دوست رکھا اور آپ خود اسمین تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آپ کو امید تھی وہان حاصل ہوئے
اور جتنے کمالات سے آپ وعدہ دیگئے تھے وہین حصول ہوئے اور قوت اسلام اور رواج دین
وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول و آخر کی وہین سے نکلین اور وہی جگہ ہے ساری کمالات
ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہے کہ وہین قبر شریف اور
مرقد منیف خلاصہ موجودہ سرار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس فضیلت کے برابر کوئی فضیلت نہین
اور اس نعمت کے برابر کوئی نہین نعمت دنیا اور آخرت کی اسواسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و
واجبات کے حضرت کے برابر زیارت کی نہین اور احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے وارد ہے کہ
پیدایش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہے جہان دفن ہو تو ضرور ہے کہ پیدایش حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوئی اور اسی طرح پیدایش اکثر آل اصحاب اور تابعین کی جو اسمین
شریف مین مدفون ہین یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل مکے کی فضیلت مین یہ ہے کہ مکے کی مسجد بن
بلکہ ویسے ساری حرم مین ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینے کی مسجد مین ایک رکعت برابر

ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہے قائلین فضیلت مدینہ اوسکے جواب مین یون کہتی ہین کہ
اسباب فضیلت کچھ زیادہ ہونے ثواب مین منحصر نہین ہو سکتا ہی کہ یہ خاصیت مکے کے ساتھ
خاص ہو اور اور طرح طرح کی کرامات و برکات و منفعت اسلام اور اہل اسلام مخصوص مدینہ
ہو اور اس کلام کی تائید اور تقویت مین کہتے ہین کہ عرفات کی طرف جانیوالے نماز عرفات
مین اور ظہر یوم النحر کا منا مین افضل ہے اسی نماز سے جو مسجد الحرام مین پڑھی جاے باوجود ملانے
اس زیادتی مذکورہ کے بھی ور سبب اوسکا وہ برکت ہے جو رعایت کرنے اتباع سنت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی علاوہ یہ ہی کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت عدد کے کچھ اور نہین
ہے اور یہ ہو سکتا ہی کہ یہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار مین کم ہو اور کیفیت اور برکت اور
عظمت مین زائد ہو اور مطلق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت مین کافی ہوتی تو ظاہر ہی کہ داخل
کعبہ کے افضل ہونے مین خارج مسجد الحرام سے کسیکا خلاف نہین ہوا ہی باوجود اس بات کے کہ
کعبے کے اندر نماز فرض کی صحت مین علما کا اختلاف ہی امام مالک جایز ہی نہین رکھتے چہ جای
زیادتی ثواب پس معلوم ہوا کہ وہ جو فضیلت زیادتی ثواب مین منحصر نہین ہین اور وجہ بھی ہو سکتی
ہے کہ سبب قبول درگاہ الہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتون اور رحمتون کی جگہ سے
افضل ہے تو ضرور ہے کہ برکت جو اس مقام سے ایسی توریت اور قبول نصیب ہو کہ ساتھ
زیادتی اعمال اور زیادتی طاعت کے حاصل ہو اور اسبر اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات صلے
اللہ علیہ وسلم جبکہ اس جاے مقدس مین صفت حیات سے قائم اور باقی ہین اور ہمیشہ طاعت
مین مشغول اور اسمین شک نہین ہے کہ اعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام بندون
سے ساتھ فرض زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہین اور جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ
ہمیشہ مدد اور طلب مغفرت اور شفاعت امت مین مشغول ہین تو امت کو قرب جوار مدینہ سکی
بہ نسبت نفع طاعت کیثو کے کے زیادہ نفع ہے حاصل کلام یہ ہی امام تقی الدین سبکی
کا نہایت وقت اور لطافت کے ساتھ رحمہ اللہ تعالے علیہ دوسری جو کہ مکہ کی فضیلت
پرلاتے ہین یہ ہی کہ مکہ مقام اداے مناسک مثل حج و عمرہ ہے ساتھ ان فضائل و ثوابات کے
جو ان اعمال کے ادا کرنے مین وارد ہین جواب کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالے نے مدینہ کے

جانیوالون کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہی کہ عوض حج اور عمرہ کے ہو سکتی ہی احادیث مین آیا ہے
کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوی اور جو شخص
قصد مسجد قبا کرے تاکہ دو رکعت نماز اوسمین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب ہوا ب دیکھو کہ مسجد
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین شب و روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہے اور سکے کا حج جبتک سال نہ
گذرے ہوی نہین سکتا تیسری دلیل مکہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی مکہ
خیر بلاد اللہ اور دوسری روایت مین آیا ہے احب ارض اللہ الی اللہ اور بھی سید الکائنات علیہ
افضل الصلوٰۃ مکہ معظمہ سے برآمد ہوتے وقت مقام حزورہ مین اور بقول بعضونکے حجون پر کھڑے
ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب کر کر فرمایا کہ اے بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہے
اگر تیری قوم مجکو مجبور با ہر نہ لاتی تو مین باہر نجاتا یہ بات دلالت کرتی ہی افضلیت مکہ پر اور اسکی محبوبیت
پر رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہی کہ یہ فرمانا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہونے فضیلت مدینہ سے تھا جب مدینے مین بہت دنون تشریف
رکھی اور وہان سے دین ثابت ہوا اور برکات حاصل ہوی اور فتوحات ظاہر ہوی اور نیکیان پھیلین تو
یہ بات ظاہر ہوی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہے سب شہرون سے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے
سے مکے سے زیادہ مدینے کیواسطے برکت مانگی اور اسکی محبت خدا سے طلب کی چنانچہ جن احادیث مین یہ
مضمون مذکور ہے انشاء اللہ تعالی ان احادیث کو ذکر مین لائینگے اور اللہم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ
او اشد اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضہ سے روایت ہے کہ کہا سنا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
کہ فرماتے تھے المدینۃ خیر من مکۃ اور امام مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت
عبد اللہ بن عباس مخزومی سے طریق انکار سے کہا کہ آیا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہے مدینے سے انھون نے کہا کہ مکہ
اللہ تعالے کا حرم ہے اور جگہ ہے اوسکے امن کی اور اسی مین ہی اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے
حرم اور اسکے گھر کے باب مین کچھ نہین کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہے مدینے سے انھون نے پھر کہا کہ مکہ
خدا کا حرم ہی اور اوسی مین اوس کا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور

---

۱ یعنی مکہ بہتر ہے سب خدا کے شہرون سے ۱۲ ۲ یعنی بہت محبوب ہے کی زمین کا اللہ کیطرف ۱۲ ۳ حجون ایک مقام ہے
معلات کے قریب ۱۲ ۴ یعنی ای اللہ محبوب کر طرف ہماری مدینہ کو محبت ہماری کی مکہ کو بلکہ بہت زیادہ ۱۲ ۵ مدینہ بہتر ہے مکہ سے

خدا کے گھر مین کلام نہین کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت دینے مین مدینے کی مکے پر کعبہ معظمہ مستثنے ہے اور مدعا فضیلت دینا مدینے کا ہے مکے پر سوای بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک مین روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اللهم انك اخرجتني من احب البقاع الی فاسكني في احب البقاع اليك بعد ظاہر ہونے اثر قبولیت اس دعا کے یہ جگہ محبوب ترین سب جگہونکی ہوئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک بھی اور اسیواسطے بعد فتح مکہ کے اس طرف عود نہ فرما کر مدینے کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی کہے کہ رہنا دار ہجرت مین بسبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے پس حضرت کا نہ پھرنا مکے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ باب فضیلت سے جواب اسکا یہ ہے کہ حکم الہی بہ نسبت اقامت مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی افضلیت مدینہ پر اور ناشی اسکی بھی احبیت سے عند اللہ ہوگا اذ الحبيب لا يختار لحبيبه الا ما هو احب واكرم عنده بہر حال یہ مباحثہ ہی جو علما مین واقع ہوا تجھکو چاہیے کہ نسبت نگاہ رکھو اور محبت کے مشرب پر قایم رہو اور یہ اعتقاد رکھو کہ بعد جناب باری جل وعلی شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر وجہ سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو افضلیت حاصل ہے اور جو چیز حضرت کے سوا ہی خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اونکے اونمین فضیلت متفاوت ہے جیسے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھتی ہونگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی مکہ معظمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنیکا مقام ہی تجھکو چاہیے کہ خدا تعالی کے حکم کے تابع رہو اور حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت مین جھگڑا اور تحقیق نکر مکے مین حضرت کی شان جلالی کو دیکھو اور مدینے مین حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے حکم کا مشاہدہ چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ نور محمدی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ اب تم اے مسلمانو ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے مدینہ طیبہ کے فضایل اور محامد ذکر کرتے ہین وباللہ التوفیق

سلہ اے اللہ بیشک تو اگر باہر لایا مجکو اس جگہ سے جو محبوب ترین سب جگہونکی تھہرا اوس جگہ مین جو محبوب ترین سب جگہونکی طرف تیری ۱۲ سلہ محبوب اپنی محبوب کے واسطے اختیار نہین کرتا مگر وہ چیز جو اسکے نزدیک محبوبتر اور مکرم ہو ۱۲

فصل منجملہ فضایل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت پروردگار تعالی وتقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے مین تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہرہ باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی بلدۂ شریفہ مین ظاہر کیے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھرایا اور اسکی پاک مٹی کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسایگی سے مشرف ہوکر ساری عالم کو فیض بخشے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضع دفن مین صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف نہوگی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی کہیانتک کہ سب صحابہ کی راے اسی پر ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح مبارک مین دفن ہون اور منجملہ فضایل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس بلدۂ طیبہ کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب مدینہ منورہ کے پہونچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ہذہ ارواح طیبۃ اور گرد و غبار جو چہرۂ مبارک پر پڑتا اسکو چہرۂ مبارک سے پاک نہ فرماتے اور اگر کوئی صحابی سر اور منہ گرد و غبار کی جہت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ نام رکھنا مدینے کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے کہ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ علی مرتضی سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ شیاطین ناامید ہوگئے اس بات سے کہ انکو کوئی مدینے مین پوجے ایک تحریش[1] ہی کہ باقی رہ گئی ہے ان کے درمیان مین حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے اس جزیرے کو اور ایک روایت مین اس قریے کو شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے

---

[1] یہ ہوا مین خوش آیندہ ہین ۱۲ [1] تحریش آمادہ کرنا لوگون کو شر اور فساد پر ۱۲

اگر ان لوگوں کو نجوم گمراہ نہ کرے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا نجوم کا کیونکر ہوتا ہے فرمایا
کہ حق تعالیٰ پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہیں کہ قمر فلانی منزل میں آیا اس سے پانی برسا اور
منجملہ اوسکے یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے رہنے پر اپنی امت کو ترغیب
دی ہے اور وہاں کی شدت اور محنت پر فرمایا ہے کہ صبر کریں اور وہاں کی موت اختیار کریں من
صبر علی لاوائہا وشدتہا کنت لہ شہیدا وشفیعا یوم القیامۃ ۱ علما کہتے ہیں کہ مطیعوں کی گواہی دینگے
اور گنہگاروں کی سفارش کرینگے اور فرمایا کہ من مات فی المدینۃ ۲ کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ اور ابن
ماجہ اور عبدالحق نے تصحیح اس حدیث کی کرکے ان لفظوں کے ساتھ روایت کی ہے من استطاع ۳
ان یموت بالمدینۃ فلیمت فمن مات بالمدینۃ کنت لہ شفیعا وشہیدا اور حدیث میں وارد ہے
کہ پہلے سب امت سے کہ ہم شفیعین اہل مدینہ ہونگے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ
سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ میرا انتقال مدینے میں واقع ہو اسی طرح اصحاب
واتباع رضی اللہ عنہم نے دعائیں بھی کی ہیں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے اللہم لاتجعل منایانا بمکۃ اور بھی حدیث میں آیا ہے کہ روے زمین پر ایسی جگہ کوئی نہیں
ہے کہ دوست رکھوں میں اپنی قبر وہاں سوا مدینے کے اور نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی اکثر دعا یہ تھی اللہم ارزقنی ۴ شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک اور کہتے ہیں امام
مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہیں کیا اور بعد حج فرض ادا کرنے کے پھر مکے
کو نہ گئے اس ڈر سے کہ سوائے مدینے کے کہیں اور نہ موت آجائے ساری عمر مدینے میں رہے
اور دفن وہیں ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح میں متعدد طرق سے
وارد ہے المدینۃ ۵ تنفی خبث الرجال کما ینفی الکیر خبث الحدید اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ انہا

۱ یعنی جو شخص صبر کرے وہاں کی ایذا پر اور شدت پر تو ہونگا میں اوسکے واسطے گواہ میں اور سفارش کرنیوالا
قیامت کے دن ۱۲ ۲ یعنی جو شخص مدینے میں مریگا میں قیامت کے دن اوسکی سفارش کرونگا ۱۲ ۳ یعنی جو شخص مدینے
میں مرسکتا ہو مرے پس جو شخص مدینے میں مریگا میں اوسکا گواہ اور سفارشی ہونگا ۱۲ ۴ یعنی ای اللہ میری نہ کیجو
موت مکے میں ۱۲ ۵ یعنی ای اللہ میرے شہادت دے مجھے اپنی راہ میں اور مجھکو موت دے اپنے رسول کے شہر میں ۱۲
۶ یعنی مدینہ دور کردیتا ہے آدمیوں کے میل کو جیسا کہ دور کردیتی ہے بھٹی لوہے کے میل کو ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

طابة تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الفضة اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہی مدینہ طیبہ سی
اور اکثر علما کے قول سے ایسا معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ خاصیت مدینہ منورہ مین ہمیشہ سے ہی روایت
کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر
کہ مدینے مین ٹھہریگا دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوسنے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس ہوکر بیعت توڑنیکی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت مانگی
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی قضیے مین یہ حدیث فرمائی اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر
بن عبد العزیز مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ نخشی ان نکون ممن
نفته المدینة اور تمام و کمال یہ خاصیت اسوقت ظاہر ہوگی کہ جب دجال نکلیگا اور مدینہ منورہ مین
جانے نپاویگا اور سب بڑے آدمی اوسکی تابعداری کو مدینہ منورہ سے باہر نکلجاینگے اور وہ جاسے
متبرک نجاست شر و فساد سے پاک ہوجائیگی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہی اسوقت طہارت مدینہ
منشرکین وغیرہ سے جو مخالفین دین اسلام ہین پر ظاہر ہے اور وہ لوگ جو گناہونکی خباثت مین اور ذنوب
کی نجاست مین لتھڑے ہوے مدینے مین رہتے ہین اور وہین مرجاتے ہین تو ممکن ہی کہ اون کے
دور کرنیکا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعض علما اور شارحین سطرف گئے کہ ملائکہ نقل ا
طلمانی بدنونکو زمین مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینکتے ہین واللہ علم بالصواب حاصل کلام کا یہ ہی کہ جو شخص
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل ہی وہ اس خبث کا اہل نہین ہی کہ موجب ہو باہر نکالے جانیکا
مدینہ سے اور بعض لوگ اس حدیث کے مضمون کو حمل کرتے ہین پاک کرنے نفس پر شہوتون اور رذیلون
نفسانیہ سے یعنے ٹھہرنا مدینہ منورہ کا اور تحمل کرنا وہانکی سختیون پر ایسا نفس کو گھلاتا ہی کہ بالکل کہ
کدورات نفسانی اور شہوات جسمانی اوسمین باقی نہین رہتی تاکہ بازار حشر مین قدر و قیمت اسکی بڑھے
اور اس بات مین شک نہین ہی کہ روایت تنفی الذنوب کی اس احتمال کی تائید کرتی ہی اسواسطے کہ باقی
رہنا گناہونکی کدورتونکا اس کثرت و برکت و رحمت کے ساتھ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار مین نازل ہوتی
و فایض ہین ہو نہین سکتا ان الحسنات یذہبن السیئات حاصل کلام یہ ہی کہ سب قسم کی طہارات مذکورہ اس بلدہ

۱ یعنی مدینہ پاک ہی اور گناہونکی نجاست کو ایسا دور کرتا ہی جیسا کہ بھٹی دور کرتی ہی چاندی کے میل کو ۱۲ منہ یعنے
ہم ڈرتے ہین کہ کہین ہم ان لوگون سے ہون جنکو مدینہ دور کردیتا ہی ۱۲ منہ تحقیق جکیان ایجاتی ہین برائیون کو

طیبہ کو لازم ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ مدینے کے حق مین بارہا دعائے
خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اللھم بارک لنا فی مدینتنا و بارک لنا فی صاعنا و بارک لنا
اللھم ان ابراہیم عبدک و خلیلک و نبیک و انی عبدک و نبیک و انہ دعاک لمکۃ و انا ادعوک
للمدینۃ بمثل ما دعاک لمکۃ و مثلہ معہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہین
کہ ایکروز حضرت علیہ السلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا جو سقیا مین جہان سعد بن
وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پہونچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وضو کو مانگا اور وضو
کرکے قبلہ کی طرف منھ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست
تیرا ہے اسنے تجھسے مکے والون کے واسطے دعای خیر و برکت مانگی ہے اور مین بھی بندہ تیرا ہون
تجھسے مدینے والون کے واسطے دعای خیر و برکت مانگتا ہون خداوندا برکت عطا کر اون
کے مد اور صاع مین جیسا کہ برکت دی تو نے مکے والونکو برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو
برکتین عنایت کر اور احادیث اس باب مین بہت ہین اور جسجگہ کہ دعاے برکت مد اور صاع
کی نسبت وارد ہی مراد اس سے برکت خیر دنیاوی ہی اور جہان مطلق واقع ہی بغیر ایسے قیود کی
وہ دارین کی نعمت کو شامل ہی اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ مین آنکھ سے
دکھائی دیتے ہین اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ و وبا مدینہ
منورہ سے جحفہ کو چلی جائے اور مدینہ مین پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائین تپ و وبا بہت تھی نقل ہے
کہ جس زمانے مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے حضرت کے اصحاب عارضۂ تپ
مین مبتلا ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین
بیمار پڑے تھے کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی
خبر گیری کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرما رہے ہین

سلہ یعنی ای میرے اللہ برکت دے ہماری واسطے ہمارے مدینے مین اور برکت ہمارے پیمانے صاع مین اور برکت
ہمارے پیمانے مد مین ای میرے اللہ تحقیق ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا دوست اور تیرا نبی تھا اور مین تیرا بندہ اور تیرا نبی
ہون اونسنے دعا کی تھی مکے کی نسبت اور مین دعا کرتا ہون مدینے کی نسبت ویسی ہی دعا در مثل اوسکی ۱۲
سلہ جحفہ ان دنان سعادت نشان مین مشرکین و طاغی لوگون کے رہنے کی جگہ تھی - ۱۲

شعر کل امرء مصبح فی اہلہ ؂ والموت ادنی من شراک نعلہ اور دوسرے گوشے مین بلال اور عامر کو دیکھا کہ کفار قریش پر لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھ اشعار پڑھ رہے ہین اور زمین مدینے کی شدت سے شکایت رکھتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال یہ وبا اس بلدہ سے جحفہ کی طرف لیجائے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزات باہرات سے ہے نقل کرتے ہین کہ ایام جاہلیت مین جو شخص مدینے مین آنیکا قصد کرتا اور چاہتا کہ وبا سے مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع تک پہونچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام کرتا اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے ہے کہ اگر کوئی یہان پہونچکر آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی تمام ہوئی اور اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا یہان تک کہ زبان سعادت نشان حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص نے شعراے عرب سے کہ نام اوسکا عروہ بن الورد تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اس جگہ پر پہونچا تب اس طریقہ بد کو عمل مین نہ لایا اور یہ شعر پڑھا شعر لعمری لئن عشرت من خیفۃ الردی نہاق الحمیر انّنی لجزوع ؂ اوسکو کوئی آفت نہ پہونچی جب سے وہ بد عادت چھوٹ گئی اور ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت واقع ہوا اور وجہ تسمیہ اوسکی یہ تھی جو مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس موضع تک مسافرونکو پہونچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ شہر مطہر آخر زمانے مین دجال سے محفوظ رہیگا اور روایت صحیحین سے ثابت ہے کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک جماعت ملائکہ کھڑی کی جائیگی کہ دجال کو داخل نہونے دیگی اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ روے زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا جہان دجال نہ پہونچیگا سوا مکے اور مدینے کے اور حدیث مسلم مین آیا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اوسکے قصد مدینہ کرے گا اور جبل احد کے پیچھے آکر اتریگا ملائکہ اوسکا منہ شام کی طرف پھیر دینگے اور شام مین ہلاک بھی ہو جاویگا اور صحیحین مین آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگون سے دجال کیطرف نکلیگا

---

۱ ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے اہل مین اور موت زیادہ نزدیک ہے اوسکی جوتی کی شراک سے ۱۲ ۲ یعنی قسم ہے میری جان کی اگر مین موت کے ڈر سے گدھے کی بولی بولون تو مین بڑا بے صبرا ہون ۱۲

اور کہیگا کہ تو وہی دجال ہی کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہی آخر حدیث تک ابو حاتم مصر سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ ایسا سنا ہی کہ وہ مرد خضر علیہ السلام ہین اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح مین روایت کی ہی کہ ایکبار وز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور زبان معجز بیان پر ذکر اسکا مکرر جاری رہا صحابہ رضنے پوچھا کہ یارسول اللہ علیہ وسلم یوم الخلاص کیا ہی فرمایا وہ دن ہی کہ دجال آویگا اور جبل احد پر چڑھکر نگاہ کریگا اور اپنے لوگون سے کہیگا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہی کیا چیز ہے یہ احمد کی مسجد ہی بعد اوسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کریگا تو ہر راہ کے سرے پر ایک فرشتے کو پایگا کہ حراست اور حفاظت مدینہ کرتا ہوگا پس وادی مدینہ کے قریب جو سب سیلونکا مجمع ہی خیمہ ڈالیگا اور مدینہ مین تین بار زلزلہ آویگا اوسمین جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہونگے نکلکر دجال کی طرف چلے جائینگے اور مدینہ ہر خبث ونجاست سے پاک ہوجائیگا یہی یوم الخلاص ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلون مین خاصیت شفا رکھی ہے اور بہت سی حدیثون مین آیا ہے کہ مدینہ کے غبار مین شفا ہی ہر بیماری سے اور بعضے طرق مین آیا ہے ومن الجذام والبرص اور بعضے اخبار مین تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے اور وادی بطحان بھی کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب رض کو حکم فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کرین چنانچہ مدینہ منورہ مین یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہی اور دوا کے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب مین آثار وارد ہوتے ہین اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنیکو منع کرتے ہین اوس عموم سی اس خاک پاک کو مستثنے کرتے ہین واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین فیروزآبادی فرماتے ہین کہ مین نے اس خاک کو خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ ایکسال کا طپ اوسکو آتی اور کسی طرح نگئی مین نے تھوڑی سی وہی خاک لیکر پانی مین گھولکر غلام کو پلادی اسنے اسی دن صحت پائی؛ اور شیخ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہین کہ کاتب الحروف بھی اس تجربہ سے مشرف ہوا ہی جس زمانے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے مین پائون پر ورم آگیا اطبا اسکے علاج سے

ف یعنی جذام اور برص سے ۱۲

عاجز آگئے اور سب کے نزدیک عارضہ ہلاک قرار پایا مین نے اوسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالے نے تھوڑے دنون مین بہت سہل طرح سے اس محنت سے خلاصی دی اب وہانکے پھولون کا حال صحیحین مین آیا ہے کہ جو شخص سات خرمے عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسیطرح کا جادو اوسکو اثر نہ کرے ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والیکو کہ نہایت سخت مرض ہے عجوہ کھانیکا حکم دیتی تھین اور عجوہ ایک قسم ہے خرمے کی اہل مدینہ اوسکی حقیقت جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصل اوسکی وہ کھجور کا درخت ہے جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے مین اس کثرت سے ہین کہ شمار مین نہین آسکتے سید علیہ الرحمۃ نے تاریخ کبیر مین ایک سو اونتیس گنے ہین اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات کی طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی ہذا محمد سید الانبیاء وہذا علی سید الاولیاء ابو الائمۃ الطاہرین[1] بعد اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ ہذا محمد رسول اللہ وہذا علی سیف اللہ[2] اسی سبب سے اوسکو صیحانی کہتے ہین کہ صیحہ لغت مین بمعنی آواز ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کان احب التمر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العجوہ[3] اور غالب ہے کہ یہ خاصیت اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنی سات کے سوا شارع کے کوئی نہین جانتا یہ از قسم اسرار ہے ہمکو اوسپر ایمان لانا چاہیے اور وہ جو بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ زمین خاص آبکی تاثیر سے ہے یا کیفیت ہوائے خاص سے یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاصیت سے یا یہ کہ اکثری امور سے ہے نہ امور دائمی سے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھا اور آج معدوم ہے ان احتمالات کا منشا عقل ناقص ہے اور راہ ایمانداری سے نہایت بعید ہے کہ حضرت سرور انبیا

[1] یعنی یہ محمد ہین سردار انبیا اور یہ علی ہین سردار اولیا ائمہ طاہرین کے باپ ۱۲ [2] یعنے یہ محمد ہے خدا کا رسول اور یہ علی ہے خدا کی تلوار ۱۲ [3] یعنے سب کھجورون سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم عجوہ محبوب تھی ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم کو دوست رکھنا اور اوسکو رغبت سے نوش فرمانا سنا ہو پھر اوسکی خاصیت شفا مین تاویلین باطل کرے یہ بات اوسکی بے نصیبی سے خبر دیتی ہی نعوذ باللہ منہ شعر ہو لب بکوزہ نہی کوزہ نبات شود ٭ زکوۃ قطرہ چکہ چشمۂ حیات شود اور منجملہ شرافت اور فضیلت اس بلدہ طیبہ کی یہ ہی کہ اس زمین پاک پر مسجد نبوی ہی کہ آخر مساجد انبیا ہی اور مسجد قبا ہی کہ وہ مسجد ہی مین سب مسجدون سی پہلے اوسکی بنا ہی اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہی چمنہای جنت سے اور مسجد شریف مین منبر ہے کہ بہشت پر بنا رکھا ہی اور اوس زمین پر ایک پہار ہے جبت کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی احد اور مقبرہ بقیع ہی کہ مقام ہی آل و اصحاب کا اور اوس زمین مشہد مین مزار ہی جناب سید الشہدا یعنے سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور بہت سے مشاہد اور مقامات متبرکہ ہین کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامات مین اخبار اور آثار وارد ہین انشاء اللہ تعالی کچھ اون مین سے ان اوراق مین مذکور ہونگے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سارے بلادونکی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت سے چنانچہ اسکا ذکر بیان سبب ہجرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم مین واضح ہوگا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اوس بلدہ طیبہ سے بغیر ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہی اور مورد ہونا ہے وعید کا اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو پھرتے تھے اور مکہ شریف مین قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ کا یہی رویہ آجتک ہے

شعر صبر از دوست محال بود اہل شوق را ٭ در زانکہ در بہشت برین رفتہ جا کنند ٭ اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہو چنانچہ ذکر اسکا بہت سی حدیثون مین واقع ہوا ہی بعد اوسکے علما اوسکی تحدید حدود اور علم احکام تحریم مین مختلف ہین امام ابوحنیفہ کے نزدیک حرمت مدینہ کی معنی مجرد تعظیم و تکریم ہین نہ ثبوت احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہا اور امام شافعی کے نزدیک حرمت اور ترتیب احکام مین دونون حرم ایک طرح ہین کچھ تفاوت نہین اور تحقیق اس مسئلہ کے ابواب فقہ مین ظاہر ہے سید علیہ الرحمۃ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے واللہ اعلم او منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کی تعظیم بہت کی اور آپ نے مدینے کی تعظیم کی وصیت فرمائی ہے اور بد دعا اور وعیدے جو ایذا اور تخفیف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہی ثابت

ہوتا ہی سوا اوسکے اور احادیث بھی اس مضمون مین وارد ہوئی ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المدینۃ مہاجری یعنی مدینہ ہجرت کی جگہ ہے وفیہا مضجعی یعنی اوسمین میری خوابگاہ ہے یہ اشارہ اس بات پر ہی کہ میری قبر شریف اوسمین ہوگی وفیہا مبعثی یعنی یہین سے میرا اٹھانا ہے یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہین مبعوث ہونگے حقیق علی امتی حفظ جیرانی یعنے چاہیے ہے کہ اونکے حقوق کی رعایت مین ایک سمہ فروگذاشت نکرین اور جو کچھ کہ میرے ہمسایے سے صادر ہوا وسکا مواخذہ نہ کرین جہانتک ہوسکے اوس سے درگذر کرین تا اجتنبوا الکبائر جبتک کہ ان لوگون سے گناہ کبیرہ نہو اور جب ہو تو جو حق شریعت غرا ہی حق اللہ ہین یا حق العباد ہین اوسکو قایم کرین من حفظہم کنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیمۃ ومن لم یحفظہم سقی من طینۃ الخبال اور طینۃ خبال ایک حوض ہی دوزخ مین کہ پیپ اور خون دوزخیون کا اوسمین جمع ہوتا ہی نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ لا یرید احد اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار کما ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء بعضے لوگون نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہی لیکن ظواہر احادیث اسکے خلاف پر ناطق ہین اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے اللہ تعالے کی تقدیر کا جاری ہونا اسطور پر آیا ہی کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کرنے کا اہل مدینہ کے ساتھ قصد کرکے چڑھ آوے وہ اوسنے مدت ہین اوسکے وبال مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوتا ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے ہوکر دونوں دست مبارک اٹھا کر دعا کی اللہم من ارادنی واہل بلدی بسوء فعجل ہلاکہ چنانچہ بعض وقائع کا وقوع یزید پلید کی زمانہ مین

---

۱ یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہی ۱۲ ۲ یعنی اوسمین میری خوابگاہ ہی ۱۲ ۳ یعنی یہین سے میرا اٹھانا ہی ۱۲ ۴ یعنے لازم ہے میری امت پر حفاظت کرنا حرمت اور تعظیم میری ہمسایہ کی ۱۲ ۵ یعنی جو شخص میری ہمسایون کی حرمت کو نگاہ رکھے مین قیامت کے دن اوسکا گواہ اور سفارش کرنے والا ہونگا ۱۲ ۶ یعنے جو شخص میرے ہمسایون کی نگاہ نہ رکھے پلایا جاوے گا طینۃ خبال سے ۱۲ ۷ یعنے جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ ارادہ برائی کا کرے تو اللہ تعالے اوسکو گلا دیتا ہے آگ مین جیسے سیسا گل جاتا ہی آگ مین یا نمک گلجاتا ہی پانی مین ۱۲ ۸ یعنے اے اللہ میرے جو شخص میری برائی کا اور میرے شہر والون کی برائی کا ارادہ کرے اوسکو جلد ہلاک کر دے ۱۲

اس حدیث شریف کا مصداق ہی امام احمد حنبل حدیث صحیح مین حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ ایک امیر امراے فتنہ سے مدینے مین آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ مین تھے اور کبر سن کی جہت سے اونکی بصارت مین ضعف آگیا تھا لوگون نے اون سے کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جایئے اور اپنے تئین اوسکے فتنہ سے بچایئے کہتے ہین کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونون ہاتھ اپنے دونون بیٹون کے کندھون پر رکھکر مدینہ منورہ سے چلے اتفاقا ایک جگہ بسبب ضعف بصارت کے ٹھوکر کھاکر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہے وہ تو اس جہان فانی سے تشریف لیگئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مین نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے تحقیق اوسنے مجھے ڈرایا اور روایات نسائی مین آیا ہے کہ من اخاف اہل المدینۃ ظالما اخافہ اللہ وکانت علیہ لعنۃ اللہ والملایکۃ والناس اجمعین اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ اوسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہین سوا اسکے اور احادیث اس باب مین بہت ہین سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھاگے تھے ارطاہ تھا اسواسطے کہ قرطبی ابن عبدالبر سے روایت لائے ہین کہ حضرت معاویہ نے بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بسر بن ابی ارطاہ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ پر بھیجا کہ مدینہ والون سے اوسکے خلافت پر عہد بیعت لے اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو اوس زمانے مین علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ تھے خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب ولایت مآب کے پاس پہونچے اور بسر شہر مدینہ مین داخل ہوا اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المومنین اور اوسکے حکم کی خلاف نہ ہوتا تو مین ایک شخص کو بھی مدینہ مین زندہ نہ چھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبداللہ کو حاضر نہ کروگے تو

سلہ یعنی جو شخص ڈرا اہل مدینہ کو ظلم سے تو ڈرائیگا اوسکو اللہ اور ہوگی اوپر اوسکے لعنت خدا اور ملایکہ اور سب آدمیون کی

تو میرے عہد و ذمہ سے باہر ہوجاؤ گے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت امیر المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال بیان کی اور ان سے بسر کی مجلس مین جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہے اسمین امید فلاح نہین اور ترک مین بھی امان نہین اب کیا تدبیر کرین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کرہا اور جبرا بیعت کرنے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرۂ بنی سلیم مین چھپ رہے علماے رحمہم اللہ تعالی کہتے ہین کہ یہ لعن جو ارادۂ ظلم اور فساد پر وارد ہوئی ہے لعن کفار اور اہل شرک نہین ہے کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہوجائے اور جنت مین کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑتا ہے خدا کی رحمت خاص سے اور نہ داخل ہونا اہل قرب کے ساتھ جنت مین اور حقیقت مین مقصود تہدید ہے بے ادبی اور ترک حرمت اور عظمت مدینہ منورہ پر یہان تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ مدینہ منورہ مین گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا کہ بعض علما کہتے ہین کہ حرم مکہ مین ایک گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب

فصل یزید پلید کے زمانے مین جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد اقبح قبایح جو واقع ہوے اون مین سے وہ واقعہ حرہ تھا اسکو حرۂ واقم اور حرۂ زہرہ بھی کہتے ہین وہ ایک جگہہ ہے سواد مدینہ طیبہ مین ایک میل پر اور اس واقعہ مین جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک حرمت اس خیر البلاد کا ظہور مین آیا اگرچہ ذکر اوسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہی مگر چونکہ وقوع اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہی اوسکے واقع ہونے سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال مین گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا انجام جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکے طرف کیا جائے بعضے علما کے نزدیک مصداق اوس خبر کا بھی کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے ویران ہوجائے گا اور آدمی اوسکو چھوڑ دینگے اور جانوران صحرائی اوس مین آکر رہینگے یہی واقعہ حرہ ہے لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہے کہ وہ حال قرب قیامت مین ہوگا اسواسطے کہ بعض علامات اور آثار جو ان اخبار مین وارد ہین اس قضیہ مین

نہین پائے گئے جیسا ابن شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ چالیس برس یہ بلدۂ کریمہ ویران رہیگا اور وحوش اور طیور اور درندے اس مین رہینگے بعد اوس کے دو چرواہے قبیلہ مزینہ سے آئینگے مدینہ منورہ کو اس حال پر دیکھکر آپس مین تعجبًا کہین گے کہ یہان کے آدمی کہان چلے گئے پس ثابت ہوا کہ وقوع ایسی حالت کا آخر زمانے مین ہوگا اور اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد ہین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ایسا پیش آوے گا کہ اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر کرینگے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کریگا فرمایا اسرار السوء یعنے بڑے آدمی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آیا ہے کہ ہلاک میری اُمت کا ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ مین ہے صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے ہین فرمایا گوشہ نشین ہوجانا خلق سے اور دوسری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے مدینہ مین ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہان سے صاف نکل جائیگا جیسے تم بال مونڈتے ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل کی قدر ہو اور بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خدائے پاک مجھکو سن ساٹھ کے حادثون سے اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھنا اور وہ دن آنے سے پہلے مجھکو دنیا سے اوٹھا لے یہ اشارہ تھا زمان یزید پلید کی طرف اس واسطے کہ وہ بیدولت سنہ ساٹھ مین تخت شقاوت پر بیٹھا اور واقعہ حرہ اوسکے زمانے شقاوت نشان مین واقع ہوا واقدی کتاب حرہ مین ایوب بن بشیر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین باہر آئے تھے حرۂ زہرہ مین پہونچکر کھڑے ہوگئے اور آیہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی صحابہ رض نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی گئی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین ہے اونھون نے عرض کیا پہر استرجاع کا کیا سبب ہوا

؎ ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسی طرف پھر جانا ۱۲

فرمایا مارے جاینگے اس حرہ سنگستان مین بہترین امت میرے بعد صحابہ کے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب اس جگہ آپ پہونچتے تو دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کرتے اس حرہ مین مارے جائینگے میری اُمت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی روایت آئی ہے او حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ توراۃ مین آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید ہونگے کہ قیامت کے دن اونکے منہ چودہوین رات کے چاند سے زیادہ روشن ہونگے اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین پانی بہت برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر تشریف لائے جب اوس جگہہ پہونچے جسکو حرہ وراقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اوس وقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھاکر کہنے لگے اے امیر المومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ یا ابا اسحق کعب یہ کس زمانے مین ہوگا فرمایا اے زبیر کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پانؤن سے واقع ہو اب جاننا چاہیئے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال اور تفصیل کے اس واقعے کو لکھا ہے ہم ہر جگہہ جس نہج پر کہ ان لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہے خواہ مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تاکہ تحریر اور تقریر اصل قصہ مین تغیر اور نقصان واقع ہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہل مدینہ کا مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہے یہی واقعہ حرہ ہے کہ مدینہ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے مین کہ بقایاے صحابہ اور تابعین سے مملو تھا حادثے اور فتنے پے در پے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنون کے خوف سے اوس جاے مطہر سے رحلت اختیار کرکے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مرنی کو ایک فوج عظیم شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اور ان اشقیا نے اون حضرات کو اسی مقام حرہ مین نہایت ذلت و خواری کے ساتھ شہید کیا اور تین دن تک ہتک حرمت مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین مشغول رہے اس جہت سے اسکو واقعہ حرہ کہتے ہین اس

قصے مین ایکہزار سات سو مہاجرین اور انصار اور علمائے تابعین شہید ہوے اور عوام الناس سوا عورتین اور لڑکون کے دس ہزار اور سات سو حافظ قرآن شریف اور ستانوے آدمی قوم قریش کے درجۂ شہادت کو پہونچے اور اون بے دولتون نے فسق و فساد اور زنا کو مباح کیا یہانتک کہ لوگ نقل کرتے ہین کہ بعد اس واقعہ کے ایک ہزار عورت نے بچے زنا کے جنے اور ان نالایقون نے مسجد شریف مین گھوڑے باندہے اور وہ روضہ ریاض الجنۃ مین گھوڑون کی لید اور پیشاب کیا اور لوگون سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تمکو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت کی طرف عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن شریف اور سنت سے لینا چاہیئے اونکو یزید نے اوسی وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہین کہ اہل اخبار نے لکھا ہی کہ مدینہ منورہ اوس زمانے مین مطلق آدمیون سے خالی رہا اور وہان کے میوہ جات وغیرہ نصیب جانوران جنگلی ہوے اور کتون وغیرہ نے مسجد شریف کو اپنا آرامگاہ بنایا مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا اور طبرانی نے ایک خبر طویل مین عروہ بن زبیر سے روایت کی ہی کہ حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے عقد بیعت اور اطاعت یزید پلید سے انکار کیا اور اوسکے حق مین گالی گلوج کرنا شروع کی یزید نے یہ سنکر قسم کھائی کہ واللہ مین عبد اللہ بن زبیر کے گردن مین طوق ڈالونگا بعد اسکے ایک شخص ان کے بلانے کو بھیجا اون کے یارون نے اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی کا طوق بناؤ اور یزید کو قسم ہے بری کرنے کے واسطے اپنی گردن مین ڈالو اور اس کے اوپر جامہ پہن لو یقین ہی کہ اوس کے ہاتھ سے سلامت رہو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی ہرگز اوسکو اس قسم مین سچا نکریگا مین ہرگز غیر حق پر نرم ہونے والا نہیں جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم نہ ہوجاے بعد اوسکے عبد اللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی اور لوگون کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر شامی ساتھ دیکر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ بعد مدینے کے قتل و قمع کے مکے کی طرف جانا اور عبد اللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم بن عقبہ مدینے مین آیا سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان

کے باقی لوگون کو قتل کرنے کے کی جانب متوجہ ہوا اور راہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کرکے ابن زبیر کے محاصرہ کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگادینے کی وصیت کی حصین بن نمیر منوز راہی مین تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہی سے بھاگ اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ ظہور مین نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ سن باسٹھ مین یزید پلید نے عثمان بن محمد ابی سفیان کو کہ اُس کے چچا کا بیٹا تھا مدینہ منورہ پر بھیجا کہ اوس کے بیعت وہان کے لوگون سے لیوے اوس نے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ یزید پلید کے پاس سے پھرے تو اوھنون نے یہان آکر یزید پلید کو گالی دینا اور بُرا کہنا شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے ہمنے اوس کی بیعت توڑدی اوس جماعت مین منذر بھی تھے اوھنون نے کہا کہ واللہ کہ اوسنے مجھکو لاکھ درہم دیے ہین اور احسان کیا ہے لیکن مین سچائی کو ہاتھ سے ندون گا وہ شرابی اور بے نمازی ہے یہ حال سنکر باقی اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری ہوئی اور سب نے بیعت توڑدی بعد اس کے اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلے اور ہمنے اوس سے مقابلے کا قصد نہ کیا جبتک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابو الحسن مداینی سے کہ ایک راوی ہین نقل کرتے ہین کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق وفساد یزید پلید کے منبر پر چڑھکر اوسکی بیعت توڑی عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنا عمامہ سے جدا کیا اور کہا کہ اگرچہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا ہے لیکن وہ دشمن خدا دایم السکر ہے مین نے اپنے تئین اوسکی بیعت سے یون الگ کیا جیسا اپنا عمامہ اپنے سر سے الگ کیا دوسرے کھڑے ہوے اوھنون نے پانون سے جوتیان نکالین اور یزید کی بیعت سے الگ ہوے یہانتک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھر گئی بعد اوسکے عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے

سب کو دار مروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی اون سبھون نے یزید پلید کو اپنا حال کہلا بھیجا اور اُس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوس نے مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کم بخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ کی خونریزی پر تیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کریگا اوسکو ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتیار ملینگے اور سو دینار بطریق انعام اوسپر اضافہ ہون گے اوسمین بارہ ہزار آدمی مستعد ہوے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ عبد اللہ بن زبیر سے جاکر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا واللہ ہرگز جمع نہ کرون ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ سے پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھ سے کوئی حادثہ ہو تو حصین بن نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جنپر تجھکو بھیجتا ہون تین بار اونکو دعوت کر اگر تیری بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اون کے ساتھ لڑائی کر یہانتک کہ جب تو اونپر غالب آجائے تین روز حرم مدینہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور ہتیار اور کھانا ہو اوسکو لشکریون پر حلال کر اور تین روز کے بعد اون کے قتل سے باز رہو اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نہ کر کہ انھون نے اس جماعت سے اتفاق نہین کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پہونچی تو سب کے سب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہوکر جماعت بنی امیہ سے جو دار مروان مین محصور تھے کہا کہ اگر تم اگر ہم سے اس بات کا عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نہ کروگے اور جاسوسی وغیرہ عمل مین نہ لاؤ گے اور ہمارے دشمنون کی مدد نکرو گے تو ہم تمکو چھوڑ دینگے ورنہ اسی وقت ہم تمکو قتل کیے ڈالتے ہین بنی امیہ منافقانہ عہد و پیمان کرکے اون کے ساتھ ہوکر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ مہان ہو تھکر تین روز لڑائی موقوف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تدبیر کیا ہے اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سواے لڑائی کے کوئی تدبیر نہین جس سے یہ فساد و فتنہ دفع ہو اور یہ خیر البلاد اس شر و فساد سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین

اُس سے فساد اور زیادہ بڑھیگا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور گردن اطاعت اوسکے سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی اُسکے سبب لڑائی پر مستعد ہوکر مدینے سے باہر نکلے عبداللہ بن غسیل سوار ہوے لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھاکر دو صفون کے بیچ مین لاکر کھڑا کیا وہ بے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجۂ شہادت کو پہونچے مسلم بن عقبہ نے اُن کا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخرالامر یزیدی غالب آئے اور اُن نالائقون نے موافق حکم یزید پلید کے تین دن حرم مدینہ کو مباح کیا اور مال اور اسباب لوٹا اور زناکاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی مثل اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور پندرہ روز تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرداگرد مدینے کے کانٹون کی باڑہ لگائی اور دشمنون کی راہین ہر طرف سے بند کرکے ہر طرف پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرائے مسلم بن عقبہ واقعے سے ڈرکر حرہ کے ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس معرکہ مین کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان کے بنی حارثہ کے پاس آکر اون کو کچھ طمع خام دیکر ایک طرف سے راہ کھلوا دی لشکریان یزید اوس طرف گھس پڑے اہل مدینہ سبکے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف کو آکر مقابلہ اور محاربہ مین مشغول ہوئے نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ میرا بیٹا تمھاری قید مین پکڑ گیا ہے اوسکو چھوڑ دو اور تضرع اور عاجزی بہت سی کی اوس بے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کٹواکر اوسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے بیٹے پر بس نہین کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش کرنیکو آئی ہے نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید مین رکھا اور کھانا پانی اونکو کچھ نہ دیا سعید[1] بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے

---

[1] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

سامنے لائے اوسنے اون سے کہا کہ یزید کی بعیت اختیار کرو اونہون نے فرمایا کہ بعیت کی ہین نے
ابوبکر رض اور عمر رضی اللہ کے طریقے پر اوسنے کہا کہ اسکی گردن مارو اور اس درمیان مین ایک آدمی
نے کھڑے ہوکر اون کے جنون کی گواہی دی اوسنے اونکو چھوڑ دیا اور مسلم بن عقبہ مسرف
کہلاتا ہے اس جہت سے کہ اوس نے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب
الحرہ مین نقل کرتے ہین کہ یزید پلید اوسکے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہے اور بستر
ہلاکت پر پڑا ہے اوسنے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض نہوتے تو مین اس مہم کے سر کرنے
کو تمکو افسر کرکے بھیجتا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسیکو نہین دیکھتا ہون مسرف
یہ بات سنتے ہی اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تجھکو قسم ہے اے امیر المومنین کہ یہ کام دوسرے
کے حوالے نہ کر مجھ سے زیادہ دشمن اہل مدینہ کا نہ ہوگا مین نے اس باب مین ایک خواب
دیکھا ہے کہ ایک درخت مع اپنی شاخون کے بقیع مین عثمان بن عفان کے انتقام مین فریاد
کر رہا ہے مینے نزدیک اوسکے جاکر سنا کہ وہ درخت کہہ رہا تھا کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے
نکلے گا اوس روز سے مجکو یقین ہے کہ مین اہل مدینہ کو قتل کرونگا اور اسی امید پر اپنے دل کو
تسلی دے رکھی ہے یزید نے جو اس بات پر اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا
کہ اچھا تم تیار ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ مدینہ ہو اگر وہ لوگ تمھارے داخل ہونیمین مدینے
کے اندر اور قبول بعیت اور اطاعت مین سد راہ ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک
ایک کو نچھوڑنا سبکو قتل کرنا اور سب اسباب اور مال اون کا لوٹنا اور اگر ایسا نہ کرین بلکہ بعیت
اور اطاعت قبول کرین تو اون سے تعرض نہ کرنا وہان سے عبداللہ بن زبیر کے طرف
جانا اور اوسکا کام تمام کرنا لکھا ہے کہ یہ مسرف ناعاقبت اندیش شہدائے حرم کو دیکھکر
کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل کرنے کے اب بھی مین دوزخ مین جاؤن تو مجھ
سے زیادہ بدبخت کوئی نہ ہوگا اور ذکوان روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جس مرض
مین مبتلا تھا اوسکی دوا کھاکر کھانا مانگا طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہے غذا ادہر
نہ کیجئے ورنہ دوا فائدہ نہ کریگی اوسنے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون کرون مجھکو اپنی
حیات کی تمنا فقط اس واسطے تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کرون

وہ مراد میری حاصل ہو گئی اب سوا موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہی کہ اللہ تعالی نے
ان ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھکو سب گناہون سے پاک کر دیا ہوگا سید علیہ الرحمۃ فرماتے
ہین کہ یہ بات اُسکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اسواسطے کہ شہید کرنا
اس جماعت مرحومہ کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اُسکے وبال اور نکال سے اُس
نالایق بدبخت کو چھوٹنا محال اور مشکل ہو جائیگا گناہ بخشا جاتا کس کا اور منجملہ صحابہؓ کے جنکو جبراً
قتل کیا وہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے سات بیٹون کے شہید ہوے اور
عبداللہ بن زید حاکی وضوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو مکے کی فتح
مین حاضر تھے اور جھنڈا اُنکی قوم کا اُنکے ہاتھ مین تھا اور یہی نقل کرتے ہین کہ یہی مسرف
شقی اور مروان بن الحکم شہداے حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے کے پھرتے تھے
یکایک عبداللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اُنکی اُنگلی شہادت کی آسمان کی طرف
اُٹھی ہے مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھائی ہے تو
ہمنے کسقدر اُنگلیان اپنی حیات مین تمہارے ہاتھون سے آسمان کی طرف نہین اُٹھائین
اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرع و زاری نہین کی اور کتنی دعائین نہین مانگین ایک شخص
یہ بات سنکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت مقتولین کے ایسے ہی تھے
جیسے تم کہتے ہو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل مین تھی وہ بولا کہ ان لوگون نے مخالفت
دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہے کہ مروان بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا
یزید نے بڑا شکرانہ اُسکا ادا کیا اور اُسکو اپنا مقرب ٹھہرایا ابن جوزی روایت لاتے ہین
کہ سعید بن مسیب فرماتے تھے کہ اُن راتون کو جن مین واقعہ حرہ درپیش تھا کوئی شخص سوا
میرے مسجد شریف مین حاضر نہ رہتا تھا اہل شام مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے تھے
کہ یہ بڈھا دیوانہ یہان کیا کیا کرتا ہے اور کوئی وقت نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان
اور اقامت کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اور اُسی اذان اور اقامت سے مین
نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا اور اُس واقعے مین ایک بڑا قبیح امر یہ ہوا
کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن ناعاقبت اندیشون نے گستاخی کی نقل

کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انکی ریش مبارک جڑ سے اکھڑی ہوئی ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا صورت ہے آیا تم اپنی ڈاڑھی کے ساتھ کھیل کیا کرتے ہو اور منھ سے نوچا کرتے ہو انھون نے فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہے اہل شام کا واقعہ حرہ مین ایک جماعت شامیون کی میرے گھر مین گھس پڑی اور جو کچھ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی بعد اُسکے دوسری جماعت گھسی انھون نے میرے گھر مین کچھ نہ پایا تو انکو نہایت غصہ آیا ہر شخص نے میری ڈاڑھی اکھاڑی اور اس حال کو جو تم دیکھتے ہو پہونچایا ان شیاطین سے اِس طرح کے اور بھی قبایح بے شمار ظہور مین آئے اب سنو ان ظالمون کا انجام کار کہ دلالت کرتا ہے اُنکے خسر الدنیا والآخرۃ ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار نے بجبر و اکراہ اہل مدینہ سے بیعت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے خوف سے جیسا حالت اکراہ اور اضطرار مین بیعت اور اطاعت کرنا قبول کی اُن مین سے ایک شخص نے کہا کہ بیعت کی مین نے مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اِس طرح کی بیعت اُنسے قبول نہ کی اور قتل کا حکم دیا جب قتل ہو گئے تب اُنکی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالے نے مجھے اسپر قدرت دیوے تو واللہ مین اسکو جلادون مردہ پاؤن یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب مسرف قتل اور لوٹ مدینہ سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ و مقاتلہ عبد اللہ بن زبیر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا دو تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم واصل ہوا وہ بی بی اپنے عہد کے موافق چند غلام اپنے ساتھ لیکر اُسکی قبر پر گئین کہ اُسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اُسکی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن سے لپٹا اُسکی ناک کی ہڈی چوس رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈرے اور اُن بی بی سے کہا کہ قادر مطلق نے اُسکے اعمال کی سزا دی اور تمہاری طرف سے انتقام لیا یہی عذاب اُسپر کافی ہے وہ بولین نہین واللہ جب تک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہے پورا نہ کرلون اس مسرف سے ورنہ گذرون اور کہا کہ اُسکو پائنتی کی طرف سے نکالو اس طرف بھی ایک اژدہا آگیا

؎ یہ شخص قبیلے قریش سے تھے۔

اُن بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالیٰ سے دعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ میرا
بغض مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہے مجھکو فرصت دے کہ مین اُسکو گڑھے سے
نکالکر جلا دون بعد اُسکے ایک لکڑی ہاتھ مین لیکر سانپ کی دُم پر ماری کہ اُسکی قبر سے
نکل گیا پھر اُسکی لاش کو نکالکر جلوا دی واقدی کہتے ہین کہ ہمکو ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ
بی بی یزید بن عبد اللہ بن زمعہ کی مان تھین بعد متوجہ ہونے مسرف کے مکہ معظمہ کی طرف
یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی قوم کو ساتھ لیکر پھرتی تھین
جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی آئی آ پہونچین اور اُسکو قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا ضحاک
کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پر دیکھا تھا ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون نے
اُسکو دار پر سنگسار بھی کیا یعنے اُسپر پتھراؤ بھی ہوا اور ذکر جلانے کا اِس روایت مین نہین
آیا شاید سولی رکھنے کے بعد دو تین دن کے جلا دیا ہوگا پس جس شخص نے جلانے کی
روایت نہین کی اُس نے قبل جلانے کے اُس کو سولی پر دیکھا ہوگا واللہ اعلم بالصواب
قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اِس واقعے کے بعد تین راتین نہین گذرین کہ مرگیا اور راہ مین مدینہ
منورہ کے اُسکا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سخت بُری حالت مین مرا لیکن وہ بے حیا
کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا بعد کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ
کے کوئی عمل ایسا جو میرے نزدیک سب عملون سے محبوب اور تیری درگاہ مین قبولیت
کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا اگر تو مجھے باوجود ایسے عمل نیک کے
بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت عالم مین نہ ہوگا بعد اس کے
حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین یعنے یزید پلید نے بعد میرے
والی اور حاکم کیا ہے جلد مکہ معظمہ مین پہونچکر عبد اللہ بن الزبیر کا محاصرہ کر اور اُس سے
لڑنے مین کمی نہ کر منجنیق نصب کر دے پتھرون سے مار اگر وہ خانہ کعبہ کی طرف پناہ
لاوے تو کچھ خوف نہ کر اور منجنیق پھینکنے سے باز نہ رہ حصین بن نمیر اُسکی وصیت پر
چونسٹھ روز اُس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور منجنیق کعبہ اللہ
کی طرف پھینکنی لکھا ہے ان لوگون کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اُس نے

اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگائی تھی یکایک ایک ہوا ایسی تیز چلی کہ کعبہ مین اُس سے آگ لگ اُٹھی اُسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پہونچی کہ مرض ذات الجنب مین جہنم واصل ہوا یہ خبر پہونچتے ہی پریشانی اہل شام اور بنوامیہ مین پڑگئی سب کے سب رسوا اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعۂ حرہ چہارشنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذی الحجہ سنہ ۶۳ ترسٹھ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرۂ محرم کو سنہ ۶۴ چونسٹھ مین اور قتال مکہ اور پتھراؤ کرنا بیت اللہ کا منجنیق سے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاوّل کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ ربیع الثانی کو بعد واقعۂ حرہ کے واقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کرتے

والله اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع غریبہ کے کہ حضرت سیّد الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے خبر دی ہے ظہور نار حجاز ہے کہ اُس دیار عظمت شعار مین واقع ہوا اور اُسکا ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے اُس زمین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اُسکے ظاہر ہونے مین ڈراتا تھا بڑے لوگون کا اور خاص بلدۂ شریفہ مین ظاہر ہونیکی حکمت یہ تھی کہ یہ زمین رحمت اور شفاعت کی جگہ ہے ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہ ہوگا اور بعد ظاہر ہونے اِس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریاے رحمت نے اُس نار غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتداے سلخ جمادی الاولی سنہ ۶۵۴ چھ سو چون ہجری تیسری جمادی الآخرہ تک مدینہ منورہ مین بڑے بڑے زلزلہ آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور سارے گھر اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسری ماہ مذکور کو بعد نماز عشا کے ایک طرف ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جسمین قلعہ ہو برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اُسکو کھینچتی ہے اور جس پہاڑ تک پہونچتی ہے اُسکو جلا کر راکھ کردیتی ہے اور رانگے کی طرح پگھلاتی ہے اور بادل کی طرح گرجتی ہے اور دریا کی طرح جوش مارتی ہے اور گویا اُس مین سے نہرین سرخ اور نیلی نکلتی ہین اور مدینہ منورہ کے قریب پہونچتی ہین اور ساتھ اُسکے ایک ٹھنڈی ہوا بھی اُس طرف سے مدینہ کی طرف آتی ہے قسطلانی کہ اُسی زمانے والونسے مین کہتے ہین کہ اِس آگ کی

روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اس آگ سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہے اور لوگ راتون کو اُسکی روشنی مین کام کرتے تھے اور اُن دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہو گئی تھی بعضون نے مکہ معظمہ مین اِس آگ کی روشنی دیکھی یمن و بصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اُسکی روشنی سے اونٹون کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے ہین کہ طول اُس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیڑھ قد آدم سیل کی طرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اُسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے تھے وہ سب ملکر سد راہ ہو گئے تھے کہ مدت دراز تک اُس وادی سے اعرابی لوگ اور مواشی گذر نہ سکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی اکثر اُس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ کو تشویش دیتے تھے اِس سد عظیم کا پیدا ہونا اُنکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار کہ در کار خداوند خطاست زانکہ او ہرچہ کند عین صلاحست و صواب + حاصل کلام یہ ہے کہ عجائب اِس آگ کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اُس آگ کے عجائب احوال سے یہ ہے کہ پتھر کو کھالیتی تھی لیکن درختون مین کچھ اُسکا اثر نہ ہوتا تھا اور کہتے ہین کہ امیر عزالدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مینے سنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے مجھکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھ کر کے اُس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار اُس آگ کے قریب پہونچے کچھ ہمکو حرارت اُسکی محسوس نہ ہوئی ساتھ اسکے کہ پہاڑون کو کھاتی چلی جاتی تھی مینے ایک تیر اپنی ترکش سے نکال کر پھینکا تھا اُس طرف دراز کیا سب تیر کے پر جل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اِس جگہ پر مطری کہتے ہین کہ اِس بات کے سننے سے میرے ذہن کی ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اُسکا درختون کو آثار تحریم نبوی سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے حرم کی تعظیم اور رعایت ادب کا حکم فرمایا ہے لیکن قسطلانی کہتے ہین کہ اُسکی شدت حرارت سے کسی کو نزدیک

۱؎ جمال مطری مورخین مدینہ سے ہین ۱۲ ۲؎ امیر عزالدین منیف مدینہ سے تھے ۱۲

جانیکی مجال نہ تھی دو تیر کے فاصلے تک اُسکی حرارت کی موجین اور ہیبت کی موجین موجزن تھی
تھین اور بھی وہی کہتے ہین کہ مینے ایک شخص نہایت معتبر سے سنا ہے کہ ادی مین ایک
بڑا سا پتھر پڑا تھا آدھا اُسکا حرم کے اندر داخل تھا اور آدھا باہر باہر کے الگ کو آگ
لگ گئی اور نصف داخل تک جو پہنچی تو بجھ گئی اُس روایت مین جو جمال مطری لائے ہین
اور کلام قسطلانی مین ظاہرا منافات معلوم ہوتا ہے سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قسطلانی کا
کلام زیادہ قبول کے لائق ہے اسواسطے کہ وہ اُس زمانے والون سے ہین کہ اُس آگ کے
احوال کو اپنے مشاہدے سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی انھون نے اس آگ کے
احوال مین کمال تفصیل سے لکھی ہے اور پتھر کا آدھا جلنا اور آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا
منجملہ معجزات سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ بعد اتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور
حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہی جبکہ یہ آگ اللہ تعالی کی آیات اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہی تو ہو سکتا ہی کہ اوقات مختلفہ مین اشخاص متعدد پر
احوال مختلف ظاہر ہون یعنے بعضون کو اسقدر گرم معلوم ہوئی اور بعضون کو اتنی سرد یہ بات
چندان غریب نہین اور اللہ تعالی کی قدرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھ عجیب
نہین واللہ علی کل شیء قدیر[1] آگ کی نہ تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف مین دونون کلام
متفق ہین لکھا ہی کہ قاضی اور امیر مدینہ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہو کر خدائے تعالی
کی درگاہ مین تضرع و زاری مین مشغول ہوے اور رد مظالم اور اقرار حقوق مین کوشش کی
اور بردے آزاد کیے تاکہ دریائے مغفرت الہی جوش مین آوے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب چھوٹے
بڑے لڑکے بالون سمیت حرم شریف مین شب باش ہوے اور گرداگرد حجرہ شریفہ کے برہنہ
سر ہو کر حق تضرع اور عاجزی اور زاری بجا لائے حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب کی برکت سے
اُس آگ کا شمال کی طرف منہ پھیر دیا اور اُس بلدہ عظیمہ والون کو اپنی رحمت کا امیدوار کیا
[illegible] آگ [illegible] جو ساتھ جنگلون مین پھیلی تھین وہ بھی اسی طرف کو پھر گئین اُس آگ کے
ٹھہرنے کی مدت بقول بعضون تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اسکی روز جمعہ

[1] اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲

چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز یکشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموع اُس مدت کی چند روز ہوتے ہین ان دونون حکایتون مین بھی مخالفت ہے ولیکن لکھا ہے کہ چند روز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی دھیمی پس ہوسکتا ہے کہ قسطلانی نے غلبہ کے دنون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے بجھانے اور بے نشان ہوجانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دار الابرار مین ظاہر ہوئی اور حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ اور کوئی آفت اُسکو نہ پہونچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات غرق ہوئے اور بڑی عمارتین گرگئین اور اِس آگ کے نکلنے سے دوسرے سال کے شروع مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبریٰ قایم ہوئی یعنے لشکر تاتار نے خروج کیا اور خلیفۃ المستعصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھنچی رہی اور علم دین کی کتابین گھوڑون کے نیچے روندائین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر رکھکر گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہوگیا اور آگ اس طرح کی لگی کہ دار الخلافہ اور اکثر مقامات اور مقبرہ رصافہ مدفن خلفاے بغداد اور بڑے بڑے مکانات برکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اُسی وقت سے خلافت خلفاے عباسیہ منقطع ہوگئی واللہ الخلق والامر لہ الحکم والیہ ترجعون اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہے کہ اسی سال مین اُس آگ کے بجھانے کے بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تاکہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کُنہ دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہے اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے مصرع کند ہرچہ خواہد بر حکم نیست لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالم قدرت سے

لہ خدا ہی کے واسطے ہے پیدا کرنا اور فرمان روائی اسی کے واسطے ہے حکم اور تم طرف اسکے پھیرے جاؤگے

۲ہ نہین سوال کیا جاتا اُس چیز سے کہ کرتا ہے اور وہ سوال کیے جاتے ہین ۱۲

اور پردہ اسباب عادی کے باہر ہے اس سے مدینہ منورہ کا بچ جانا کمال واسطے شرف اور
امتیاز کو ظاہر کرتا ہے لیکن اسباب عادی چونکہ موضوع اسواسطے ہین کہ مشبحات اُسپر
مرتب ہون تو ظہور اُسکا آثار کا چندان غریب نہین ہے جیسے غیر عادی سے غریب ہے اور
اسیواسطے اگر کوئی انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی دلالت کا کرے اور بدن اُسکا اُسی
نبی کے معجزے سے یا اُسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجہ نبوت اور مرتبہ ولایت
کے ثابت ہونے مین قدح نہ کریگا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اس انکار سے ناطق ہو تو البتہ
قادح ہوگا اسواسطے کہ یہ پردہ غیب سے ہے اور دائرہ اسباب کے باہر ہے
باب تیسرا۔ اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا تھا
اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے وقت وہان کون
لوگ رہتے تھے علماے سیر اور تاریخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہین کہ جب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسی آدمی تھے وہ اطراف
بابل مین دس دن بارہ فرسخ کے پھیلاؤ مین اُترے بعد توالد اور تناسل کے ایک جماعت
کثیر پیدا ہوئی پھر اُن سب نے ملکر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ کیا پھر جب اُن
لوگون مین کفر اور کافری شروع ہوئی سب کے سب متفرق ہوے ہر ایک ایک طرف کو
چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہوگئین پس اُس جماعت نے کہ سام بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالی
کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی اور مدینہ منورہ کی زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے
پہلے وہان کھیتی انھون نے کی اور کھجور کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے ہین
اسواسطے کہ وہ عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد تھی اور بعد ایک مدت کے اُنکی املاک
اور اموال وغیرہ مین بہت ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتین اُنکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین اور
عمان اور حجاز کے شام اور مصر تک اُنکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے فرعون اُنھین
کی ذریات ہین اور ارقم بن ابی ارقم زمین حجاز مین اُنکا بادشاہ ہوا اور عمرین اُنکی دراز اور
عیشین اُنکی فراخ ہوئین یہانتک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک صورت جنازے کی نظر
نہ آئی تھی اور آواز رونے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے اس سرزمین پر یہودی رہنے لگے

علمای تاریخ اس باب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے مین یہودیون کے اُترنے اور رہنے کا کیا
سبب ہوا ابن زبالہ رحمہ اللہ کہ بڑے علماے حدیث سے ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین کہ مینے
ایک حدیث بناے مدینہ مین سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل رضہ سے سُنی اُسی کے مطابق ایک اَور
حدیث بھی بواسطہ ایک قرشی کے بانی عبید اللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے مگر جبکہ مادہ
اتفاق کا صورت اختلاف سے زیادہ تھا مینے دونون کا مضمون اکٹھا کیا وہ اس طور پر ہے
کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اُنکے ساتھ تھے
پھرتے وقت اُنکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا چونکہ بلدۂ نبی آخر الزمان کا ذکر تورات مین سُنا تھا
ایک گروہ نے اُن مین سے مشورہ کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑ اس شہر مین
رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے گرد رہا کرتے تھے اُنکے ساتھ موافق ہوگئے
اور اُنکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہے لیکن تاریخ والونکے
نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہے یعنے یہود سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب اور
ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ ان بلاد مین پھیل گئے
اور مکہ اور مدینہ اور حجاز وغیرہ اُنکے تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر سوجھا حضرت موسیٰ علےٰ نبینا
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد غرق ہونے فرعون اور فتح بلاد شاہ اور ہلاک کنعانیان ایک لشکر
عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو نہ مارنا باقی کا استیصال
تمام کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے جب موسیٰ علیہ السلام کا لشکر غالب تو اُن لوگون نے بموجب
حکم رسالت کے ساری قوم کو بادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا انمین ایک
جوان تھا اولاد ارقم سے نہایت حسین وجمیل اُسکی صورت دیکھکر بمقتضای طبیعت بشری اُسکے
قتل مین توقف کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً اُنکے حاضر ہونے سے
پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی
آمد آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اُس سے ملاقی ہوکر کیفیت حال پوچھنے لگے لشکر والون نے
کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف رکھا تھا اور سوا عورتون اور لڑکون کے
اُس قوم سے ایک متنفس بھی ہمنے زندہ نہین چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سُنکر نہایت ناخوش بیزار ہوئے

اور کہنے لگے کہ تمنے خلاف حکم پیغمبر کیا اس جوان کو بھی کہ اُسی عموم مین داخل تھا کیون نہ قتل کیا
اب تمہاری جگہ ہم مین نہین ہے تب لشکریونے آپس مین کہا کہ اس تقدیر پر ہم لوگونکو جہان سے
آئے ہین وہان سے بہتر جگہ اور نہ ملیگی بس یہ سب کے سب زمین حجاز مین چلے آئے اور یہین رہ پڑے
یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونیکے بعد حجاز مین یہود کے رہنے کی اور بھی ابن زبالہ کیطرح مین اصح ہے
جو طبری نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل زمین حجاز مین بخت نصر کے واقعہ مین آئے جسوقت کہ
بلاد شام مین اُسنے دخل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا تو انھون نے
مشورہ کر کر سوا عرب کی طرف چلے آنے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی نعت پاک اپنی کتاب مین پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان ایسے صفات حمیدہ
کے ساتھ کسی قریے مین قری عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہین ظہور فرمائے گا
جب یہ لوگ شام کے شہرون سے باہر ہوئے تو قری عرب سے جس قریہ مین ایک شمہ بھی صفات
قریہ محمدیہ سے پاتے تھے وہان فروکش ہوتے تھے اسی طرح جب چلتے چلتے یثرب مین پہونچے
یثرب کو سارے صفات مذکورہ کے ساتھ متصف پایا انمین ایک جماعت تھی اولاد ہارون پیغمبر
علیہ السلام سے اُسنے یثرب مین رہنا قبول کیا اور ایک گروہ تھا وہ اسکے گرد و پیش خیبر وغیرہ
مین ٹھہرے اور جب ان لوگون مین کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس مضمون
کا لکھکر دیجاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو خبردار اُنکی
اطاعت اور بیعت سے اپنا مُنھ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہین بعد طلوع آفتاب
عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحی سے انصار نے اُس نعمت کے لینے مین چنانچہ
تفصیل اسکی آگے آتی ہے سبقت کی یہود ناعاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا اور نکال
اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشا ہے قدرت کا پہلے یہود انصار سے نزاع
کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہونگے ہم اُنکے
ساتھ ہو کر تم سے خوب سمجھینگے اللہ تعالی نے قضیہ بالعکس کر دیا وہ سعادت انصار
کو ملی جسکے یہود متوقع تھے مصرع این کار دولت است کنون تا کرا رسد بیت

سعادت بہ بخشایش داور ست نہ بر کتف و بازوی زور آور ست ابن شیبہ جابر رضی اللہ
عنہ سے حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام حج
ادا کر کے دیار شام کو متوجہ ہوے اور گذر اُنکا مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز
یہود بے بہبود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اُنکے درمیان سے اُٹھا کر جبل احد پر
جا ٹھہرے اِس اثنا مین مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی تھا صد اجل بادشاہ
لم یزل کے پاس سے آپہونچا حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام نے اُسی پہاڑ پر ایک قبر کھودی
اور کہا اے بھائی موت تیری قریب آگئی اب تو اُس عالم کی طرف متوجہ ہو حضرت ہارون
علی نبینا و علیہ السلام اپنی حالت زندگی مین قبر شریف کے اندر جا لیٹے وہین روح مبارک
حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام اُنکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ
ہوے واللہ اعلم ف۱ اکثر قبایل یہود کی سکونت باہر مدینے کے مسجد قبا کے نواح مین تھی
اور بید غدغہ عیش کیسے گذران کرتے تھے کہ باقتضاء حکمت قادر ذو الجلال اوس اور خزرج نے
اُن یہودیون پر چھاپا مارا اور اُنکا کام تمام کیا **فصل** قصہ انصار کے چھاپا مارنیکا یہود پر بعد حذف
روایت کے اور قطع نظر بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہے کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے
جو بقول اکثر مورخین بیٹا سالح بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین بلدۂ طیبہ کر موسوم فرمایا ہے عیش اور خوشی سے گذران تے تھے
اور مارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہے سب موضع اور قریے باغات
اور عمارات پر مشتمل متصل چلے گئے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اُس راہ مین مسافرون کو
اسباب سفر جمع کرنے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہ ہوتی تھی اور میوہ جات کی کثرت
اس درجے پر تھی کہ اُس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکریان اپنے سرون پر رکھکر
ہاتھون سے رسیان بٹتے ہوے درختون کے نیچے سے گذرتے اور ٹوکریان بغیر اُنکی ہلائی درختون
کے میوہ جات سے بھر جاتین ایسی زمین اس کیفیت کے ساتھ جو تمنے سنی دو مہینے کی راہ تک

ف۱ مترجم کہتا ہے غفار اللہ کہ علما ہی مدینہ کے نزدیک اس روایت مین بہت ضعف ہے وہ کہتے ہین کہ جسکی جبل احد پر
قبر ہے وہ کوئی اور ہارون ہے نہ ہارون نبی علیہ السلام ۱۲ ف۲ قبایل انصار انھین اوس خزرج کی اولاد سے ہین ۱۲

طول وعرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کلمہ واحدیہ متفق امن و امان سے رہتے تھے مگر چونکہ کافر نعمتی آدمی کے خمیر طینت مین داخل ہے اس نعمت کی قدر نہ پہچان کر خدا سے درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہوجاوے تاکہ اونٹون اور گھوڑون پر سوار ہو کر ان منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زاد راہ اٹھا کے لیے چلا کرین اس لطف زیادہ ہے قادر مختار جل جلالہٗ نے انکی دعا کی قبولیت مین بہت جلدی فرماکر لشکر قہر انکے بلاد کی طرف بھیجکر ان انتظام امور عیش و آرام کو برہم کردیا لَئِن کَفَرتُم اِنَّ عَذَابِی لَشَدِیدٌ سیل عرم کو کہ اسکی تفسیر بعضے علما مطر شدید کے ساتھ کرتے ہین اور بعضے سیل فنا نیر تلخ بار کے ساتھ انکے دریا کی طرف روانہ کی اور وہ سد جو طول مین فرسنگ در فرسنگ تھی کہ بعضون کے نزدیک اسکا بانی لقمان اکبر عادی جسنے ساری ولایت مین کی سیلین و کنز کو باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا بن یسجب ہے اور سیل کے زور سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا کہ جس پتھر کو پچاس آدمی قوت دار الٹ نہ سکتے تھے ایک ملخ اس سد سے اکھاڑ دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور اولاد کہلان بن سبا اکابر و سادات مین سے تھے اور ان مین سے عمرو بن عامر ماء السماء رئیس اعظم تھا اسکی طریقہ کی حمیریہ نام کاہنہ تھی اسنے اپنی کہانت سے بعضے علامات اور آثار سد ٹوٹنے کے دریافت کرکر پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی اس دیار سے نکل جانیکا عزم بالجزم ٹھیرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکل جانا معیوب سمجھکر اسنے ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانا جلاے وطن کا ہوجاے ایک یتیم کو کہ برسون اسنے اسے پرورش کیا تھا خلوت مین بلاکر جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اسوقت تو مجھسے کسی بات پہ جھگڑا کرنا اگر مجھسے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت نکلجاے تو تو اس سے زیادہ میرے ساتھ پیش آنا کہ مجھکو جلاے وطن کرنے مین صریح عذر ہاتھ لگجاے اور بے سبب چلے جانے سے لوگون کو تعجب لاحق نہو بعد اسکے ایکدن سب وساے قبیلہ کی دعوت کی اور سب کے سامنے عمرو نے اس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اس یتیم نے الٹ کر اس سے زیادہ سخت کہا بلکہ ایک طمانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین

لہ اگر کفر کروگے تم تحقیق عذاب میرا البتہ سخت ہے ۱۲

اس دیار میں ہرگز نہیں رہنے کا جب تیمم دست پروردہ کا حال یہ ہو تو غیر ونسے ہمکو کیا امید رہے ساری املاک واسباب جو اُٹھانے کے لایق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون سے حسد کی جہت سے اُسکے نکل جانیکو غنیمت جانکر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو بیچ باچ کر اپنے تیرہ بیٹون کو کہ سب طریقہ حمیریہ کے بطن سے تھے اور ایک گروہ کو اولاد کہلان بن سبا سے ساتھ لیکر وہان سے باہر نکلا اور عذاب غرق وہلاک سیل عرم سے بچ گیا باقی جتنے وہان رہ گئے سب ہلاک ہو گئے یقین ہے کہ سبب اُسکی نجات کا یہی ہوا ہو گا کہ اُس سے انصار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِن تنصر اللہ ینصرکم القصہ عمرو بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح وثنا بیان کی اُن مین سے ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ ثعلبہ بن عمرو جد اعلے اُس وخزرج ہے ملک حجاز کیا اور اُس مین قیام پذیر ہوا بعد چندے جب اولاد تابعین اُسکے بکثرت ہوے تو یثرب مین آکر قوم یہود مین بود وباش اختیار کی اور اُنکے ساتھ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسما قسمی ہوئی کہ ایک دوسرے کی ایذا کا خواہان نہ ہوگا اس طور پر رہنے سہنے لگے اس مین اُس وخزرج کو بھی اللہ تعالیٰ نے ثروت عنایت فرمائی وہ باعث حسد وحقد یہود ہے یہود ہوا قریظہ ونظیر آخر کو عداوت پر مستعد ہوے اور قسم توڑنے مین کچھ حیا نہ کی اور بیحد وحساب اُنپر ظلم کیے جب اُس وخزرج اُنکے ہاتھون پر تنگ آئے تو ابو جبیلہ کو ظلم یہود سے اطلاع دی اُسنے ایک لشکر عظیم لاکر اُس وخزرج کا انتقام یہود سے لیا اور سارا مال واسباب یہود کا اُنکے حوالے کیا پھر نئے سرے سے اُس وخزرج مدینے کے اسافل اور عوالی یعنے طرف شمال اور جنوب مین مستقل ہو کر اور صدمۂ نزاع یہود سے فراغ بال حاصل کر کے آپس مین باقتضاے علاقہ برادری ایک مدت تک اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر کو اُس وخزرج مین بھی آپس مین نزاع واقع ہوئی اور موافقت مبدل بجدال ہو گئی

۱۵ اگر دو گروہ تم دین خدا کی مدد دوسے گا تمکو ۱۲ ۵ ابو جبیلہ اُس وخزرج کی نسل سے تھا اور شام کی طرف جا کر بادشاہ شام ہو گیا ۱۲

اور یہ آگ ایک سو برس تک نہ بجھی اور کوئی صورت موافقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے سلطان انس و جان سید کون و مکان شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے درمیان اپنے فضل و کرم سے بھیجا وہ سب مسلمان ہو کر حضور کی برکت صحبت سے آپس میں ایسے موافق ہوئے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اپنے کو اُسکا قالب چنانچہ آیہ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ الآیہ انکی محبت سے خبر دیتی ہے اور یہ بدل جانا محبت کا محبت خالصہ سے ایک خاصہ ہے خواص زمان اعجاز نشان سید زمین و زمان صلے اللہ علیہ وسلم یہ کیفیت ہے انصار کے رہنے کی اس دار الابرار میں جیسا معروف اور مشہور ہے اور اخبار غریبہ سے یہ ہے کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہے کہ جب تبع بلاد مشرقی لینے کو نکلا اور اُسکا گذر مدینہ منورہ کی طرف سے ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے میں اپنی جگہ بٹھا کر آپ شام اور عراق کی طرف متوجہ ہوا بیان کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اُسکے بیٹے کو بدعہدی کر کے مار ڈالا تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ و غضب میں آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو پھر مدینہ پر آیا اور جہانتک اُس سے ہو سکا قتل عام کیا اتفاق سے اُسکا گھوڑا لڑائی میں مارا گیا تو اُسنے قسم کھائی کہ جب تک اِس شہر کو خراب نہ کر لے قدم آگے نہ بڑھاوے بعضے علماے یہود نے اُسکے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کے حفظ اور حمایت میں ہے اُسکو کوئی خراب نہیں کر سکتا ہمنے اپنی کتابوں میں اُسکی تعریف پڑھی ہے اور نام اسکا طیبہ ہے اور یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے تم اُسکے خراب کرنے کا خیال اپنے دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اُس خیال محال سے درگذرا اور ایک جماعت احبار کے ساتھ یمن کی طرف متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سن سنکر اپنے دل میں آپکی طرف سے اُنس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک گھر بنوایا اور چار سو علماے تورات کو اُسکے ساتھ تھے

---

۱ اے وہ لوگو جو ایمان لائے یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جس وقت تھے تم دشمن پس الفت ڈالی درمیان دلوں تمہارے کے ۱۲

اور اُسکی رفاقت چھوڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوق زیارت مین مدینہ کا رہنا اختیار کیا تبع نے ہر ایک واسطے ایکے ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت بہت مال دیا اور ایک ایک خط لکھکر اُنکے حوالہ کیا اُس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی اور اُسمین یہ دو بیتین بھی ہین ابیات شہدت علے احمد انہ٭ رسول من اللہ باری النسم٭ فلومد عمری الی عمرہ٭ لکنت وزیرا لہ وابن عم٭ خط پر مہر لگا کر اُس جماعت مین جو سب سے بڑا تھا اُسکو سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی مین پہونچاوے اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جسوقت آپ یہان تشریف لاوین اُس گھر مین اترین اور ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اُس گھر کا متولی کیا اور مدینے مین جن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور نصرت کی وہ سب انھین علما کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے جانے کے وقت تک ابو ایوب انصاری کے پاس تھا انھون نے حضور مین پہونچایا۔ واللہ اعلم

باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ والتسلیمات مین حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے جب شدت عداوت قریش ملاحظہ فرمائی اور یہ بات حضرت نبوی کو معلوم ہوئی کہ جب تک اللہ تعالی کسی دوسری قوم کو ہماری مدد کے واسطے برانگیختہ نہ کرے گا یہ لوگ احکام آلہی کو قبول نہ کرینگے اور آپ کارسازی الہی کے اسباب مین خواہان و جویان ہوے اسی جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین قبایل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الٰہی فرماتے کہ شاید اُن مین سے کسی کو یہ سعادت ملے اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبایل عرب اس نعمت کے حاصل کرنے تو توقف کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال خوب جانتی ہین اور سب سے زیادہ قریب ہین جب اسکی اطاعت نہین کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے

لہ گواہی دی مینے احمد پر اس بات کی کہ وہ بھیجا ہوا ہے خالق الخلق کا بس اگر میری عمر پہونچے اُنکے وقت تک تو ہر آئینہ ہونگا مین اُسکا وزیر اور اُسکے چچا کا بیٹا ۱۲

اِس اثنا مین قبیلہ بنی عبدالاشہل قریش کے ساتھ عہد باندھنے کو مدینے سے مکے کو آئے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے اُنکو اسلام کی طرف بلایا ایک جوان اُن مین سے کہ نام اُسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ اے قوم اِس مرد کے ہاتھ پر بیعت کرو تو قسم خدا کی یہ عہد بہتر ہے اُس عہد سے جو قریش کے ساتھ باندھنا چاہتے ہو اور یہ کام اہم ہے اُس کام سے جسکے تم ساعی ہو دوسرے شخص نے کہ اُس قوم کا رئیس تھا درمیان کھڑا ہو کر لوگونکو قبول کرنے دعوت پیغمبر سے منع کیا سب لوگ اسکے ڈر سے چپ ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن معاہدہ قریش کے ساتھ بھی نہ کیا اُسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس بن معاذ نے اس جہان فانی سے رحلت کی بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے کارسازی فرمائی کہ جماعت اُس خزرج موسم حج مین مکہ معظمہ کو آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعون پر اپنے تئین ظاہر فرماتے اِس جماعت کی طرف سے گذر ہوا اُنکو دیکھکر فرمایا کہ تم لوگ موالی یہود مدینے سے ہو کہا ان کون نے ہان کیون نہین فرمایا بیٹھ جاؤ ہمکو تمسے کچھ کہنا ہے وہ بیٹھ گئے فرمایا پروردگار عالم نے مجھکو خلق کی طرف رسول کرکے بھیجا ہی اور مجھپر ایک کتاب نازل فرمائی ہے اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہونچانے سے مانع ہے اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہونچو اُنھون نے یہ کلام سعادت انجام سنکر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ یہود اُسکے ساتھ ڈرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آجکل مین آفتاب رسالت چمکا چاہتا ہے اور ہم اُسکے سایہ حمایت مین آکر تمکو ایسا مارینگے جیسا عاد نے ارم کو مارا تھا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہو پس اُس خزرج نے بیعت اسلام کی اور مددگاری سید انام کا عہد کرکے اپنے بلاد کو پھر گئے اِس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین کیونکہ یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہے واقع ہوئی اب اُس جگہ ایک مسجد بنی ہے کہ وہان حاضر ہو کر اُس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور و ایمان تازہ مشتاقین کے دلون مین پیدا کرتا ہی اور قول صحیح تر یہ ہے کہ اصحاب عقبہ اولی چھ آدمی ہین اور اسعد بن زرارہ اور جابر رضی اللہ عنہما انھین مین سے ہین اور بعد اُسکے کہ یہ جماعت

مدینہ منورہ مین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر کوئی مجلس انصار کی ایسی نرہی کہ اس ذکر سے منور و معطر نہو گئی ہو دوسرے موسم مین اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت اور عویم بن ساعدہ انہین سے ہین انھین چھ مذکورہ کے ساتھ نزدیک اسی عقبہ کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوے اور اس زمانے تک اسلام کے فرضون مین سے سوائے توحید و نماز کے کوئی چیز واجب نہ ہوئی تھی اور بموجب انکی التماس کے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن و فقہ دین کی تعلیم و جماعت قایم کرنے کو انکے ہمراہ کر دیا حضرت مصعب نے مدینے مین پہونچکر ان بارہ آدمی کے ساتھ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قایم کیا یہ اول جمعہ تھا جو مدینہ منورہ مین قائم ہوا بعد اسکے دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے مین مشغول ہوے یہانتک کہ ایک دن باغ مین بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قرآن سناتے اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد بن معاذ کو پہونچی وہ نیزہ ہاتھ مین لیکر باغ کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے اور وعدہ اور وعید جو رئیسون کا رسم ہے ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ یہ تو تمکو بے راہ کرتا ہے ہمارے دروازے پر کیون آوے اور وہ باتین جو کسی نے کبھی نہین سنین کیون کہے اگر بعد اسکے یہان آویگا تو اپنی سزا پاویگا اس کہنے کے ساتھ ہی وہ جماعت منتظر برہم ہو گئی دوسرے دن پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت ابن سعد زرارہ کے ساتھ اس جگہ کے قریب دعوت اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پہونچی سعد بن معاذ آج بھی اگرچہ منکر آئے لیکن اتنی گرمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کچھ انکو نرم پا کر پاس آ کر کہنے لگے کہ ای میرے خالہ کے بیٹے پہلے تو سن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر کوئی بری بات کہتا ہے اور لوگونکو گمراہ کرتا ہے تو تو اس سے بہتر ملا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات تو کہتا ہے تو اسکو برا نکہہ اور اسے یہان ہونیکو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہے مصعب بن عمیر نے یہ سورۃ پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا

ا سعد بن معاذ سردار قوم اور سعد بن زرارہ اسکی خالہ کے بیٹے ہین ۱۲ ٢ قسم ہے اس کتاب واضح کے ہمنے رکھا اسکو قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو اور یہ بڑی کتاب میں ہم پاس سے اونچا مگالیا پھیر دینگے ہم تمہاری طرف سے یہ سمجھوتی دیتے بھی سمجھے ہوکر تم لوگ جو رہین رہتے اور بھیجے ہین ہمنے بہت نبی ہون اور ملین آتا لوگونکو

یعلے عاٰیۃ ۰ فنضرب عنکم الذکر صفحاً ان کنتم قوماً مسرفین ۰ وکم ارسلنا من نبی فی الاولین وما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزءون فاھلکنا اشد منھم بطشا ومضی مثل الاولین ۰ سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بیتاب ہو گئے اگرچہ فی الحال شہادت ظاہر نہ کی لیکن دل نور ایمان سے منور ہو گیا وہان سے اپنی قوم کی طرف آئے اور سب نے بنی عبد الاشہل کو بلا کر اسلام ظاہر کیا اور ان سب کو دین اسلام کی طرف دعوت کر کے کہا کہ جس کسیکو تم مین سے اس بات مین شک ہو بسم اللہ کوئی چیز اُس سے بہتر لاوے ہم دیکھین کیا لاتا ہے واللہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جانین اُسپر فدا ہون اور سر اُسکی راہ مین جائین اور کہا اے اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو اور کس درجہ کا عاقل جانتے ہو سب نے کہا انت سیدنا وافضلنا انھون نے کہا تو مجھپر تمہاری قوم کے مرد وعورت سے بات کرنا حرام ہے جب تک تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اُسکے بفضل اللہ خوب اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ نور اسلام سے مشرف نہوا ہو بڑے بڑے اشراف سب ایمان لائے اور بتونکو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قایم ہوے والحمد للہ علے ذلک

فصل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرما کر موسم حج مین ایک بڑی جماعت انصار کے ساتھ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنیکے شوق مین تھی حجاج مشرکین کے قافلے مین مکہ معظمہ مین پہونچے اور جناب سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ کی زیارت سے مشرف ہوے اور حضرت کے ساتھ اکٹھا ہونیکا ایام تشریق کی راتون سے بیچ کی رات مین وعدہ دیا جب وعدہ کی رات آئی تو بعد گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چپکے نکل آکر عقبہ کے پاس پہاڑ کی گھاٹی مین سب کے سب جمع ہو کر طلوع آفتاب عالمتاب جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر بیٹھے اس مین جناب سید المرسلین الاولین والآخرین حبیب رب العالمین علیہ الصلوۃ والتسلیمات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیکر تشریف لائے عباس کہ اُسوقت تک شرف اسلام سے مشرف نہوے تھے کہنے لگے کہ اے قوم جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان مین کتنی عزت اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہمنے اُنکو منع کیا ہماری بات نہین سنتے اور تم لوگونکے جمع کرنیسے بعض نہین آتے

بقیہ صفحہ ۵۳ ۔ کوئی پیغام لانیوالا جس سے ٹھٹھا نہین کرتے پھر کھپائے انسے سخت تر وہ والے اور چلی آتی ہے حقیقت پہلونکی ۱۲

سلہ حجاج بھی مشرکین ہم قوم انصار تھے ۱۲ سلہ تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے افضل ہے ۱۲

اب اگر تمکو عہد کے وفا کرنیکا ارادہ مصمم ہے تو فبہا اور نہین تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان نہو جاؤ اور ہمکو
تم ہمارا اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ وہ بولے کہ ہمنے سنا اور جانا ام عباس جو کچھ تم
کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا فرماتے ہین جو عہد کہ اپنے باب مین اور اپنے پروردگار کے
باب مین ہمسے آپکو لینا ہو لیجیے بسم اللہ حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے چند آیتین
قرآن مجید کی پڑھین اور دین اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا خدا کا عہد یہ ہے کہ اسکی
عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے کہ خدا کے احکام پہونچانے مین
میری اعانت و نصرت کرو اور جو شخص اس کلام سے مانع آوے اُسپر جہاد کرنے سے باز نہ رہو
انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہین کہ باپ دادے کے وقت سے ہمارا کام لڑائی
اور قتال ہے ہمارے اور یہود کے درمیان مین قسما قسمی اور مواعدہ ہے اب ہم اُس سب کو قطع
کرتے ہین ایسا نہو کہ آپ پھر اپنی قوم کی طرف رجوع کرین اور ہمکو اکیلا چھوڑ دین سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تبسم فرما کر فرمایا کہ ایسا نہ ہوگا مین تمسے اور تم مجسے ایسے ہوگے کہ جان ساتھ جان
کے اور بدن ساتھ بدن کے زندگی میری تمھارے ساتھ ہوگی اور موت بھی تمھارے ساتھ انھون نے
عرض کیا کہ یا رسول اگر ہم آپکی محبت مین مارے جائین اور جان و مال اپنا سب آپ پر فدا
کرین تو اُسکی جزا کیا ہے فرمایا جنّاتٍ[۱] تجری من تحتھا الانھار انھون نے کہا ربح البیع[۲] نبسط یدک
یا رسول اللہ ابسط یدک فقد بایعناک اس بیعت کو بیعت کبریٰ کہتے ہین اور بعضے ارباب سیر
اسکا نام عقبہ ثانیہ رکھتے ہین مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمۃ کا جیسا مذکور ہو چکا ہے مقتضی
اس بات کا کہ اس عقبہ کا نام عقبہ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار عالی مقدار
انکی بیعت کر چکے تو آیہ کریمہ ان اللہ[۳] اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ
نازل ہوئی بعد اسکے آپ نے اُن بہتر آدمیون کے بارہ فرقے کیے اور فرقے کا ایک ایک
محافظ اور نقیب ٹھہرایا کہ اُنکے احوال کی محافظت کرتا ہے تو اُنکے امور دینی اور دنیوی

---

[۱] باغ ہین جنکے نیچے بہتی ندیان ۱۲ [۲] نفع ہو بیع مین قسم اللہ کی یا رسول اللہ اب ہاتھ بڑھایئے بس
تحقیق ہمنے آپ کے ساتھ بیعت کی ۱۲ [۳] یعنے تحقیق اللہ تعالی نے مول لیا مومنون سے انکی جانون
اور مالون کو بدلے مین جنت کے ۱۲

سب درست ہو جائین اور یہ بارہ نقیب و سا سے انصار ہین اُنکی صفات اور احوال کتب اسماء الرجال مین مذکور ہین اس درمیان مین ایک انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرمائیے تو ہم سب مشرکین کو کہ آج منا مین جمع ہین مار ڈالین اور کوئی اُن مین سے باقی نہ رہنے فرمایا الحال مر بذلک بعد اسکے وہ سب اپنے اپنے خیمہ گاہ مین جا کر ٹھہرے پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے حضور مین عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لے چلین اور ہمارے ملک کو سرفراز فرمائین تو زہے قسمت ہماری ہم سب طرح تابعداری کرینگے جو آپکا حکم ہوگا اُسکے بجا لانے مین کسی طرح کا عذر نکرینگے جو فرمایا مجھکو اب تک خدا کا حکم مکے سے نکلنے کا نہین ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے متعین نہین ہوئی جسوقت اللہ تعالیٰ جہان جانے کا حکم فرمائیگا وہان جاؤن گا یہ فرمایا اور انصار کو وداع کیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

باب پانچوان - بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام مین کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار قول و قرار کرکے اپنے دیار کو روانہ ہوے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام باب اختیار ہجرت و تعیین مقام مین جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوے حضرت کو پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اُسکے صفات دو تین شہرون پر منطبق ہوتے تھے ایک ہجر بلاد بحرین سے دوسرا قنسرون زمین شام سے تیسرا یثرب زمین حجاز سے بعد اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد ہونے کی تعیین مین اب تک توقف تھا کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی طرف رخصت فرمایا بعد چند روز کے اکثر صحابۂ کرام مدینے کی راہی ہوے مثل عمر بن الخطاب و زید بن خطاب و حمزہ بن عبد المطلب و عبد الرحمن بن عوف و طلحہ بن عبد اللہ و عثمان بن عفان و زید بن حارثہ و صہیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ معظمہ مین سو صحابہ کے سواے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے کوئی باقی نرہا یعنے صحابہ کرام مین سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برآمد ہونے

سلہ یعنے مجھکو اسبات کا حکم نہین دیا گیا ۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکۂ معظمہ سے مشرکین مکہ اُن صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے مقدوری کے سبب مکے سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات مین گرفتار کرتے تھے القصہ مشرکین مکہ دن بدن عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھ دیکھ کر حسد و عداوت بڑھاتے جاتے تھے جب صحابۂ کرام کی رحلت سے مدینے کی جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کا بھی اُنکو یقین ہوا اور سمجھے کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے ہین آپ کے باب مین سب کے سب مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوے اُن سب کا سرگروہ ابوجہل ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی آکر انکے شریک ہوا بعضون مصلحت اخراج کی دیکھی اور بعضون نے قید کرنے کا مشورہ دیا ابوجہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے چھانٹ کر تلوارین اُنکے ہاتھ مین دیکر ایکبارگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جا گرا چاہیے کہ بنی ہاشم کو قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل ہوجائے یہ اسی حال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پہونچا کر اُن اشقیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالیٰ اذیمکربک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال پر مطلع ہوکر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوے اور قصد ہجرت کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت مین اس آیت سے تھا قل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانًا نصیرًا بعد اسکے حضرت علی سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات کو ہماری خوابگاہ مین لیٹین تاکہ مشرکین دھوکا کھاکر حقیقت حال پر جلدی مطلع نہون اور اصل باعث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش کے امانات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتقاد و دیانت و امانت سے سونپا کرتے تھے پھیر دین بعد اسکے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر قصد ہجرت

۱؎ اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجھکو بٹھاوین یا مار ڈالین یا نکالدین اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ۱۲ ۲؎ اور کہہ ای رب بٹھا مجھکو سچا بٹھانا اور نکال مجھکو سچا نکالنا اور دیجیو مجھکو اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد ۱۲

سے انکو خبردار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر بھی غلامی کرتا چلے فرمایا
ہان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار مہینے سے انکو خوب دانہ گھاس
دیکر طیار کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ حضرت ایک کو ان مین سے
قبول فرمائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا مگر بشرط بیع یس آٹھ سے درہم کو
آپنے ایک ناقہ خریدا اور شاید حکمت ناقہ کی خرید کرنے مین باوجود کمال محبت حضرت صدیق اکبر
کے یہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ مین نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے
استعانت کرین چنانچہ خلاصہ آیہ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اس طرف ناظر ہے اور
نام اس ناقہ کا بقول صحیح قصوی تھا اور ایک قول یہ جدعا بعد اسکے ایک شخص کو
بنی ہذیل سے کہ اسکا نام عبداللہ بن اریقط تھا اور سب لوگون مین واقفیت راہ اور
حفظ امرار مین مشہور تھا اجرت ٹھہرا کر ارشاد فرمایا کہ تین دن کے بعد دونون اونٹون کو
جبل ثور پر حاضر کرے اور یہ ابن اریقط بھی دین کفار مین تھا امام نووی کہتے ہین کہ اسلام
اسکا معلوم نہین ہوا واللہ اعلم پھر حضرت سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ دولت سرا مین تشریف لائے ہنوز بر آمد نہ ہوئے تھے
کہ سارے قریش ہجوم کر کے دروازۂ دولت سرا پر آکر کھڑے ہو گئے اور انھون نے چاہا
کہ اسی وقت وہ سب کے سب شقاوت ابدی مین گرفتار ہو جائین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم چادر مبارک سر مبارک پر ڈالکر بر آمد ہوئے ابوجہل لعین نے
سنکر کہا کہ یہ محمد ہین جو کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ہمارے دین کے تابع ہو تو ملک عرب
و عجم تمکو ملجائے اور بعد موت کے بہشت برین تمھاری جگہ ہو اور اگر میرے تابع نہ
ہوگے تو دنیا مین میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور آخرت مین دوزخ تمہارا گھر ہوگا
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان یہی کہتا ہون اور یہی ہوگا اور تو بھی ایک انھین
دوزخیون سے ہوگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکمٹھی خاک انپر پھینکی اور اول
سورہ یسین سے فہم لا یبصرون تک اور آیہ کریمہ واذا قرات القران جعلنا بینک و بین الذین

لہ اور ساجھا نہ کرے اپنے رب کی بندگی مین کسی کا ۱۲

لایومنون بالآخرۃ حجابا مستورا پڑھ گے اُنکے سامنے سے نکلکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر کھڑکی کی طرف سے برآمد ہو کر جبل ثور کی طرف روانہ ہوے اُسی درمیان مین ایک شخص نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار کرتے ہو وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمد کو شہید کرینگے اُسنے کہا واے تمپر یہ محمد نہ تھا جو تمھارے آگے سے نکل گیا یہ سنکر ابو جہل ملعون اور سارے اُسکے ہمراہی خاک ندامت اپنے سرون پر ڈال کر چلے گئے صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا صاحب کہان گیا اُنھون نے فرمایا کہ اللہ اعلم بحال رسولہ اور برآمد ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بیعت عقبہ سے اڑھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول کو پنجشنبہ کے روز واقع ہوا اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا اِن دونون روایتون مین اس طرح پر توفیق دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو سوا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی خبرین پہونچاتے بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور تفصیل اُن معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہونچنے تک ظہور مین آئے مثل اس بات کے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے تانا تنا اور کبوترون نے انڈے دیے اور کفار نے اُسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤن زمین مین دھس گیا اور ام معبد کے یہان آپنے تشریف لاکر دبلی بکری کا جسکا دودھ خشک ہو گیا تھا

۱؎ سو اُنکو نہین سوجھتا ۱۲ ۲؎ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہین بیچ مین تیرے اور اُن لوگون کے جو نہین مانتے پچھلا گھر جیسا ایک پردہ وہان کا ۱۲ ۳؎ قول صحیح پر تین روز اُس پہاڑ کی غار مین تشریف رکھی ۱۲ ۴؎ اللہ دانا تر ہے اپنے رسول کے حال کا ۱۲ ۵؎ سراقہ نے کفار قریش کے اشارے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا تھا ۱۲

دودھ دوہا اور کفار قریش نے جبل ابوقبیس کی طرف سے غیب کی آواز سنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحت وسلامت اور صفات کمال پر دلالت کرتی تھیں بہتیری کتب احادیث اور سیر سے معلوم
کر لینا چاہیے چونکہ یہاں مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرتا ہے اسواسطے بعضے
حکایات بلکہ اکثر روایات جو قصۂ ہجرت مین منقول ہین ساقط کرنے کا اتفاق ہوا ابوسلیمان
خطابی نقل کرتے ہین کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے
قریب پہونچے بریدہ اسلمی ستر آدمیون کے ساتھ کہ باشارۂ کفار قریش معاذ اللہ
حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور نذر انکی سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے
آئے آپ نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولے کہ میرا نام بریدہ ہے آپ نے
بطریق تفاؤل اس نام کے مادے سے کہ برودت ہے اور خبر دیتا ہے سلامت
وجمعیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ سے فرمایا قد برد امرنا وصلح پھر فرمایا تو کس قبیلے سے
ہے وہ بولے اولاد اسلم سے فرمایا خیر وسلامت ہے پھر فرمایا کونسی اولاد اسلم سے کہا اولاد
سہم سے فرمایا پایا تو نے اپنا سہم یعنے اپنا حصہ اسلام سے بعد اسکے بریدہ نے پوچھا کہ تم
کون ہو فرمایا کہ مین ہون محمد بن عبداللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان
لائے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور وہ ستر آدمی
بھی جو انکے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مدینے مین داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا چاہیے ہے اور اپنا
عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھکر حضرت کے آگے آگے چلے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ
کس سعادتمند کے گھر کو مشرف فرمائیے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی میری مامور ہے جہان
بیٹھ جائیگی وہین اترونگا بیت رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ٭ می برد ہر جا کہ
خاطر خواہ اوست ٭ بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو
گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل مین حضرت کے ساتھی فروکش ہوے اور دو جوڑے
سپید ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا ابوبکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر کیے

لہ تحقیق ٹھنڈا ہوا ہمارا کام اور درست ہوا ۱۲

اور اس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے
اور ہر صبح کو مدینے کی بلندیوں پر چڑھے ہو کر طلوع آفتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب
گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھروں کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھروں کو پھر آتے تھے کہ یکایک
ایک یہودی اسی مقام معہود پر کھڑا تھا اُسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اُسنے پہچان کر گروہ
انصار سے جو اُسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ تمہارا مقصود اور مقصود آگیا **غزل**

اینک آن سرو خرامان میرسد
کز پے درد تو درمان میرسد
در دل افسردہ روحی می دمد
کز برایت آب حیوان میرسد

اینک آن گل برگ خندان میرسد
شوق کن ای بلبل گلزار عشق
مردہ تن را مژدہ جان میرسد
دور شو ای ظلمت شام فراق

شاد باش ای خستہ ہجران بلا
کان گل نواز گلستان میرسد
تازہ باش اے تشنہ وادی غم
کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو
باہر نکلے پہلے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن عوف دوشنبہ
کے روز بارھوین تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ مین نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ دوشنبہ
بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتداے بعثت و نبوت
اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے مین اور قبض روح مبارک اسی دن مین واقع ہوا جیسا
ابن جوزی شرف المصطفے مین لکھتے ہین اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا
بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا
زمان عدالت شان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محرم کے مہینے سے باتفاق راے جناب
ولایت مآب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت
پر چار روز اور ایک روایت پر زیادہ اُس سے حضرت نے اُسی مقام مین تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا
ڈالی اور مدت اقامت مین اسی جگہ نماز پڑھا کیے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے
تفاوت سے کہ مکہ معظمہ مین امانات پھیرنے کو رہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبر
صحیح مین آیا ہے کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابوبکر صدیق لوگونکی ملاقات مین مشغول تھے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ و

آئے چہرہ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے اور بھی روایت مین آیا ہے کہ اُس دن بعضے آدمیون کو بسبب ازدحام خلایق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابوبکر صدیق ہین اور قرینہ اسپر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگون سے بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور اُنکی ایک سی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کرکے رفع اشتباہ کے واسطے چادر مبارک اپنی اٹھاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے

فصل بعد اُس مدت کے جو معلوم ہوچکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اُس سے علی اختلاف الروایات جمعہ کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل مدینہ مین تشریف لے جانے کی طیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ و سوار مجتمع ہوکر ہتھیار باندھکر آپ کی رکاب مین چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبراکر حضور مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم لوگون سے شاید کچھ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری جگہ تشریف لیے جاتے ہین فرمایا کہ مجکو قریہ اکالۃ القری یعنی مدینہ منورہ مین جانے اور رہنے کا حکم ہے جب آفتاب رسالت نے مشرق قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے اس بات پر امید باندھی کہ سلطان کون و مکان میرے گھر کو مشرف کرے اور ہر شخص اپنے دروازے پر کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین تو ہم آپکی بڑی خدمت کرینگے آپ اُنکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہان بیٹھ جائے وہی میرا قرارگاہ ہے اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہے جہان قبیلہ بنی سالم رہتا تھا پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپنے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبہ بلیغہ متضمن ترغیب و ترہیب خوب فرماکر مسلمانون کے دلونکو نور سے معمور کیا اب وہی جگہ مسجد جمعہ کر کے مشہور ہے بعد اسکے آپ سوار ہوکر متوجہ طیبہ مطیبہ ہوئے پھر اُسی طرح ہر گروہ انصار ناقہ شریف کی مہار تھام تھام کر اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک کے حق مین دعاء خیر فرماتے ہوئے تشریف لیے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اُس جگہ جہان منبر شریف نبوی ہے ناقہ بے اختیار بیٹھ گئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی کے وقت جو حالت

پیدا ہوا کرتی تھی اُسکے بیٹھنے پر لاحق ہوئی ناقہ شریف بے اختیار وہان سے اُٹھ کھڑی ہوئی چند
قدم چلکر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے
پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ شریف سے اوتار کر آپ کی نظر شریف سے گذران کر
اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرء مع رحلہ یعنی آدمی کی جگہ وہین ہوتی
ہے جہان اُسکا اسباب رہے پھر آپنے انھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذلک فضل اللہ یوتیہ
من یشاء بیت مبارک منزلے کان خانہ را ماہے چنین باشد ؛ ہمایون کشورے کان عرصہ
را شاہے چنین باشد ؛ پہلے ہم جہان ذکر انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب رضی اللہ
عنہ کا وہی ہے جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانیکا مدینہ منورہ مین احبار
یہود سے ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفے مین نقل کرتے ہین کہ جب ناقہ
مبارک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھ لڑکیان بنی نجار کی دف بجاتی
اور گاتی نکلین کہ شعر نحن جوار من بنی النجار ؛ یا حبذا محمد جار ؛ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ای قبایل انصار آیا تم ہمکو دوست رکھتے ہو انھون نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا
واللہ مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ جس وقت سرور دین و
دنیا علیہ الصلوۃ والثنا مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردے والیان انصار کی کوچہ و بازار مین
نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ؛ وجب الشکر علینا ما دعا للہ
داع ؛ اور غلام اور آزاد اور چھوٹے بڑے اور عورت اور مرد آپ کے تشریف لانے کی خوشی
سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جاء نبی اللہ وجاء رسول اللہ اور حبشی لوگ موافق اپنی عادت
کے خوشی مین آکر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین مجکو یاد ہے
کہ جسدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے آپ کے نور عالم آرا سے
در و دیوار مدینہ کا روشن ہو گیا جیسا آفتاب طلوع کے وقت ہوتا ہے اور جس روز آپ اس جہان
فانی سے چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہو گیا جیسا بعینہ آفتاب غروب ہوتا ہے محمد بن اسحق

---

۱ یہ فضل ہے اللہ کا دیگا جسکو چاہے ۱۲ ۲ ہم لڑکیان ہین اولاد نجار سے کیا خوبی کی بات ہو کہ محمد ہمسایہ ہو ۱۲ ۳
طالع ہوا بدر ہم پر ثنیات وداع سے واجب ہے شکر ہمارے اوپر ۱۲ ۴ آئے نبی اللہ آئے رسول اللہ کے ۱۲ ۵ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نو برس کے تھے ۱۲

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپ نے اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا اور مین اور میری اولاد سب بالاخانہ پر رہنے لگے مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ تمپر قربان ہون مجکو بالاخانے پر رہنے مین بہت تکلیف اس بات کی ہی کہ سرور انبیا نیچے کے مکان مین ہین اور ہم لوگ اوپر چڑھکر بیٹھین یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہی یا رسول اللہ آپ بالاخانہ اختیار کرین اور ہم لوگ نیچے کے مکان مین رہین فرمایا نیچے کے مکان مین ہمکو رہنا بہت مناسب ہی کہ لوگ ہمارے ساتھ ہین اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہین تم اور تمہارے اہل کا اوپر ہی رہنا مناسب ہی ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن ہمارے رہنے کی جگہ پر ایک کوزہ پانی کا بھرا ٹوٹ گیا ہم لوگون نے نہایت گھبرا کر اس پانی کے جذب کرنے کو اپنا لحاف ڈال دیا اور سارا پانی اٹھالیا اور نیچے گرنے نہ دیا کہ مبادا یہ پانی نیچے گرے اور آپ کے غلامونکو تکلیف پہونچے اور سوا اسکے ہمارے پاس اوڑھنے کو کچھ اور نہ تھا دوسری روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور التماس مین رہا کرتے تھے کہ بعد چندے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکی عرض کو قبول فرما کر بالاخانے پر تشریف لے گئے اور ابوایوب رضی اللہ عنہ اور انکے اہل وعیال نیچے کے مکان مین اوتر آئے اور بھی انھین سے روایت ہی کہ جس زمانے مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے سعد بن معاذ وغیرہ آپ کے واسطے کھانا تیار کر کے بھیجا کرتے تھے ایک روز کسی نے ان مین سے کھانا پکانے مین بہت تکلف کیا پیاز اور لہسن بھی اسمین ڈالا اور حضور مین بھیجا آنحضرت صلوات اللہ علیہ نے اور نوش نہ فرمایا اور بکروہ رکھا لیکن اصحاب کرام کی طرف سے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل تمہارے نہین ہون میرا ایک مصاحب ہے کہ اسکو اسکی بو سے تکلیف ہوتی ہی مین نہین چاہتا کہ اپنے مصاحب کو تکلیف دون اور بھی انسے روایت کرتے ہین کہ مینے ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اسمین لہسن پڑا تھا آپ نے اس کھانیکو نوش نہ فرمایا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا لہسن حرام ہے فرمایا نہین لیکن مین ایک شخص سے سرگوشی رکھتا ہون اس جہت سے

اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضایقہ نہین ہی حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ پھر مین نے کبھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھین کہ
ہم کیونکر کھائین اور صحیح تر یہ روایت سے ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب
انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین زیادہ
اور کم بھی آیا ہے الحاصل جب حضرت سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ مین
قیام پذیر ہوے اور خاطر شریف مطمین ہوئی تو ابورافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور دو اونٹ
دیکر مکۂ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم اور ام المومنین
سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ
عنہ کو لے آوین اور ہمراہ انکے عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوے تا کہ حضرت
عایشہ رضی اللہ عنہا اور انکی والدہ ماجدہ ام رومان اور اسما بنت ابوبکر صدیق اور عبدالرحمن
بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم عیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے آوین یہ اصحاب ثلثہ
رضی اللہ عنہم جب حسب الحکم عالی اُن حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے تو حضرت سید الرسل
ہادی سبل سلطان کون و مکان شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ بال کے ساتھ
دعوت دین اور ابلاغ رسالت رب العالمین مین مشغول ہوے وما النصر الا من عند اللہ
العزیز الحکیم مصرع ع کجا دست حسنت رہا ہنوز آجا زمے بنیم جب یہ نعمت انصار باوقار کو
حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اُنکی ہدایت اور خیر سے مبدل ہوئی تو یہود نا بہبود نے
بعلاقہ عداوت انصار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح
کی خباثتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے اُنمین سے کھل کر دشمنی کی اور جہانتک اُنسے
ہوسکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے مین قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اُسکا بھائی
یاسر بن اخطب کہ سب یہودیون سے عداوت مین بڑھ گئے اور کمال حسد مین گرفتار ہوے
حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو فتح خیبر مین یہودیون سے مخالفت کرکے اسلام لائین چنانچہ
روایت کرتی ہین کہ مین اپنے باپ اور چچا کے نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جس دن حضرت

ؔ اور مدد ہے تیری اللہ کے پاس سے جو زبردست ہے حکمت والا ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو یہ دونون آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی ملازمت مین حاضر رہے بعد ازان جب رات کو پھر کر آئے اتنے ڈھلے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے مین اپنی عادت کے موافق اُنکے پاس گئی مگر وہ تھکاؤ جہت سے میری طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے اس درمیان مین میرے چچا نے میرے باپ سے اہو ہو یعنے آیا یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی میرے باپ نے کہا نعم واللہ پھر چچا نے کہا کہ خوب یقین ہے اس بات مین کہ وہی ہے نعم واللہ انہ ہو یعنی ہان قسم خدا کی وہی ہے چچا نے کہا کہ تو اپنے دل مین اسکی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت اُسنے کہا العداوت واللہ جب تک مین زندہ رہونگا اسکی عداوت مین کوشش کرونگا پھر دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہانتک کہ آخر دونون وبال ونکال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہا اور بعضے یہودیون نے حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنیکا وسیلہ ٹھہرایا اُنکے ساتھ ایک جماعت اوس و خزرج بھی متفق ہوکر درکات جہنم مین پہونچے اور بعضے احبار اور علماء یہود کہ حق تعالی نے ازل سے سعادت اُنکے نام لکھی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور یقین کیا کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلام اُسی روز کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین حاضر ہوئے اور اسلام لائے بیت مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم ملا جم روئے ترا دیدم از جا رفتم لیکن حضرت صلوات علیہ سے اُنھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میری اسلام کی خبر پانے سے پہلے بلاکر میرا حال پوچھیے اور اُنکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمائیے دیکھیے وہ میرے حق مین کیا کہتے ہین اور کیسا اعتقاد رکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ یہودیون کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود واے تم پر کہ مجھپر ایمان نہین لاتے باوجود اس بات کے کہ تم مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقیناً جانتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون وہ بولے واللہ ہم تمکو نہین پہچانتے اور تمہارا ذکر اپنی کتاب مین ہرگز نہین پاتے فرمایا عبد اللہ بن سلام کے باب مین کیا کہتے ہو

لہ عبد اللہ بن سلام یہود کے احبار واشراف مین تھے اور حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کی اولاد سے ۱۲

وہ تمھاری قوم مین کس مرتبہ پر ہے کہا ہو سیدنا وابن سیدنا واعلمنا وابن اعلمنا یعنے وہ ہمارا سردار وسردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے فرمایا اگر وہ مجھپر ایمان لاوے اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول رکھوگے یا نہیں اُنھون نے کہا ایسا ہوسکتا ہی کہ وہ تمپر ایمان لاوے اور تمھاری سچائی پر گواہی دے حضرت سلطان زمین زمان نے تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینون مرتبہ اسی مرتبہ جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے قوم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت مین خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیون منکر ہوکر اپنے تئین شقاوت مین ڈالتے ہو یہودیون نے کہا تو جھوٹا ہے ہم کہان جانتے ہین کہ یہ خدا کا رسول ہے بعد اسکے عبداللہ بن سلام کے حق مین کہتے تھے ہو شرنا وابن شرنا واجہلنا وابن اجہلنا اور تفصیل مکر وخباثت یہود کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کرلینا چاہیے تو اللہم انا اخذلہم وما اشقالہم اور حقیقت مین یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے والا کوئی نتھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابون کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپ کے نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا تھا اور آپکی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنے اس نبی کو ایسا پہچانتے ہین جیسا پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو یعنے علم یقین کر باوجود ایسے علم یقین کے شقاوت اور وبال ابدی مین گرفتار رہے نعوذ باللہ من علم لا ینفع وقلب لا یخشع مصرع علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است علماے سیر اور تواریخ اسبات پر متفق ہین کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ مین دس برس تھی اور اتنی مدت مین جتنے سوانح اور وقائع از قسم غزوات اور سریات اور فتوحات اور فیوضات اور شرائع احکام کہ عالم کو انوار ہدایت اور اسرار حکمت سے منور فرمایا واقع ہوے سیر کی کتابون مین موجود ہین چونکہ ہمکو مقصد ذکر احوال طیبہ ہے اسواسطے اُن وقائع کو بشرح وبسط

لہ یعنے عبداللہ بن سلام ہمارے اور بڑے کا بیٹا ہے اور بڑا جاہل اور بڑے جاہل کا بیٹا ہے ۱۲ سلہ بیس قسم خدا کی کہ وہ بڑے اور بہت قدر کے تھے ۱۲ سلہ پہچانتے ہین یہ بات جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو ۱۲ سلہ اللہ پناہ مین رکھے ایسے علم سے کہ نفع نہ دے اور ایسے دل سے کہ نہ ڈرے ۱۲

اس کتاب مین ذکر نہین کرتے انشاءاللہ تعالیٰ ایک کتاب علیحدہ اس مضمون مین لکھین گے واللہ الموفق وبلکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اُن وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجرت مین واقع ہوے مناسب ہے اسواسطے مالایدرک کلہ لایترک کلہ اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہے اسواسطے بیان روایات اور اختلافات کو جو تعیین تاریخ وغیرہ مین واقع ہوے ہین ترک کرنا مناسب معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ سردار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن مین بعد بناے مسجد قبا اور عمارت مسجد شریف مدینہ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار کے بحکم پروردگار تعالیٰ وتقدس قتال کفار پر آمادہ ہوے کہ عالم سے شر وفساد وکفر جاہلیت آب شمشیر سے دھوڈالین اور نور علم وایمان سے جہان کو منور کرین پس بعد گیارہ مہینے کے دوسری صفر کو واسطے غزوۂ ابوا[1] کے طلب کفار قریش مین ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوے اور ودان مین کہ ایک جگہ ہے قریب ابوا کے اُن لوگون سے ملاقی ہوے لیکن بغیر قتال واقع ہوے مدینہ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال مین حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید دیکر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف ابوجہل لعین کے قافلے پر کہ تین سو سوار کے ساتھ اُدھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ عرب کا نے درمیان مین پڑکر فریقین مین صلح کروادی اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو ساتھ اسّی مہاجرین ساتھ کرکے اور ایک لوا انکے ہاتھ مین دیکر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان اُنکا سردار تھا اور بعضون کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہین کہ اسلام مین جو اول لوا درست کیا گیا یہی تھا اور یہان بھی لڑائی واقع نہین ہوئی سوا اس بات کے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اوّل تیر تھا کہ خدا کی راہ مین پھینکا گیا اور جو مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کی ابتدا مین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا اسلام لائے اور اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوے اور عمر اُنکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی اور ایک قول پر اڑھائی سو برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے تھے پھر دین نصاریٰ مین آئے پھر ایک

[1] ابوا ایک جگہ ہے مدینہ منورہ کے قریب ١٢

عالم نصرانی کی وصیت ہو دین محمدی حاصل کرنیکے شوق مین مدینہ منورہ مین پہونچے اور اتنی عمر مین
دس جگہ زیادہ بیچے گئے اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا مشرف
اسلام سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر باتین
کین اور حقیقت نبوت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ
کو طلب فرمایا اور اوسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیساتھ بعد سات مہینے ہجرت
سے زفاف فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال مین ہے
لیکن پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین نماز
چہارگانی فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جسطرح سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال مین
طریقۂ اذان مشروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزہ کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ
ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزہ عاشورہ مین تھا نہ رہا فقط اوسکا استحباب باقی
ہے اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال آئندہ تک پہونچونگا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ
رکھونگا اور دوسرے سن مین ہجرت سے ربیع الاول مین واسطے غزوہ بواط کے دوسو صحابہ رض ساتھ
لیکر قافلہ قریش سے کہ امیہ بن خلف اون مین تھا مقابل ہوتے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی
اوسی طرح مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولی مین واسطے غزوہ عشیرہ کے برآمد ہوا اور
اولاد مدلج اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرماکر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سو مہاجرین ساتھ کرکے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر آئے بعد اسکے
کرز بن جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب بدر تک کیا
لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوہ کو بدر اولے کہتے ہین اور اسی سال مین اواخر جمادی الاخری
مین عبداللہ بن جحش اسدی کو کہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار اور ایک قول پر بارہ سوار

سنہ ۱ اوس زمانہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں آنے کی تحقیق ۲ ناحیہ رضوی مدینے سے کئی بعد
کئی روز کی راہ پر ہے ۱۲ ۳ عشیرہ ایک جگہ ہے ینبع کی ۱۲

ساتھ کرکے قریش کا قافلہ مارنیکو بھیجا اونھون نے قافلہ کے ساتھ کہ تجارت شام سے آتا تھا قریب
مکہ معظمہ کے پاکر غرہ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور مال لوٹا یہ
لوٹ پہلی غنایم اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہونیسے
کہ اللہ تعالی نے اس مہینے مین کو اشہر حرم مین داخل کیا ہے خلاف مرضی مبارک ہوئی او غنیمت کو
اون سے قبول نہ فرمایا یہانتک کہ آیہ ویسئلونک عن الشہر الحرام الخ نازل ہوئی پھر حضرت سلطان
الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم آلہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرماکر بانٹ دیا اور اوس سریہ
مین عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اول جس شخص نے
امیر المومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد ہے کہ خلفا مین
جسکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق صرح بہ العلماء اور اسی سال
مین صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو علی
مرتضے سلام اللہ علیہ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوسوقت سولہ برس کی تھی اور
ایک روایت پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضے رض کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور
اسی سال مین بعد سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف قبلہ کی تحویل ہوئی اور
اسی سال مین ماہ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقہ فطر نازل ہوا اور مصلے مدینہ مین نماز عید
پڑھی گئی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود
وہی ہین اور اسی سال مین سترہوین ماہ رمضان کو غزوہ بدر کبرے واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت
اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی اور ابوجہل لعین مع ستر سردارون قریش کے جہنم واصل ہوا
اور ستر آدمی اونکے گرفتار ہوکر آئے عباس بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب منجملہ اونکے
تھے اور ابولہب بھاگ کر مکہ معظمہ مین پہونچکر مرض عطسہ مین گرفتار ہوکر سات دن کے بعد مرگیا
اور لشکر اسلام مین آٹھ انصار اور پانچ مہاجر درجہ شہادت کو پہونچے اور مسلمان اس غزوہ
مین تین سو تیرہ تھے مستتر مہاجرین اور دو سے چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو
گھوڑے اور آٹھ تلوارین اور چھ زرہین تھین اور مشرکین ساڑھے نو سے تھے اور سو گھوڑے

سالہ تجھسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو ۱۲ سالہ لفریح کے ساتھ لکے ہے

اور ذو الفقار اسی غزوہ مین ہاتھ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھ مخصوص کی تھی اور اوسی روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خوشی کا ہوا اور اونہین دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اونکے دفن مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پہونچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین پہونچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہوکر مقام کدر تک پہونچکر تین دن وہین اقامت فرماکر بغیر وقوع حرب وقتال پھر آئے اور اسی سال مین عصماء بنت مروان[1] مارگئی اور اسی سال مین حضرت شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع[2] کے برآمد ہوئے اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو عبداللہ بن ابی منافق کی سفارش سے اونکے قتل سے باز رہے لیکن جلاوطن کردینے کا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید الضحے پڑھی گئی اور اسی سال مین امیہ بن الصلت شاعر مرگیا ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابین متقدمہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا اور بت پرستی اوسنے چھوڑ دی تھی اور علماے اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوس نور کے ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھکر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ کے ساتھ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت ورسالت وخاتمیت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھاکر نکال اخروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سرور دین ودنیا علیہ الآف التحیۃ والثنا نے اوس کے اشعار کہ متضمن علم وحکمت تھے استماع فرماکر فرمایا امن لسانہ وکفر قلبہ[3] اور ایک روایت مین ہے امن شعرہ وکفر قلبہ یعنے ایمان لایا شعر اوس کا اور کافر ہوگیا دل اوسکا واللہ الہادی ہو المضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی حجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابی سفیان نے بعد غزوہ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بدر کا بدلہ نلے اپنی جگہ پر نہ بیٹھے بس دو سو سوار لیکر مکہ معظمہ سے اوس جگہ تک کہ وہان سے مدینہ طیبہ تین میل باقی تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے گھر جو اوسکے حوالی مین تھے

[1] یہ عورت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتی تھی اور مسلمانونکی ہجو کیا کرتی تھی ۱۲ [2] بنی قینقاع ایک قبیلہ یہود کا نام ہے ۱۲ [3] ایمان لائی اسکی زبان اور کافر ہوگیا اسکا دل ۱۲

لوٹ کر بھاگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلے ستوؤن کے کہ اپنے زادراہ کے واسطے اوٹھائے تھے پھینک کر بھاگ گئے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق ہی یا غزوہ کے بعد حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو پھر آئے بقیہ ذی حجہ یہان تشریف رکھکر بقصد غزوہ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع فرماکر اکثر مہینہ ربیع الاول کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش کے طلب مین نجران کیطرف برآمد ہوکر ربیع الاول اور جمادی الاولی وہین بسر کرکے وہان سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینہ مطہرہ کو پھر آئے پھر شوال مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ذی قرد پر بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ ابوسفیان بھی اوسمین تھا غارت کرکے چاندی بہت سی لوٹ کرکے لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کیساتھ جاکر کعب بن الاشرف یہودی کو کہ اکثر مسلمان کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا تھا اور مشرکون کو مسلمانون کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال مین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت رسول اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان مین سید انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا پہلے وہ خنیس بن حذافہ سہمی کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کر گئے اور رمضان مین حضرت زینب بنت خزیمہ کو کہ کثرت اطعام مساکین سے ام المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے اونھون نے اٹھارہ دن کے بعد اور ایک دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال مین امام المومنین حسن ابن علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہما نصف رمضان مین پیدا ہوئے اور ولادت امام شہید حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی چوتھے سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوہ احد واقع ہوا کہ اوسمین دندان مبارک اور شفقت شریف زخمی ہوگئی اور سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہنچے اور بائیس مشرک واصل جہنم ہوئے اور سردار مشرکون کا ابوسفیان تھا اور بعد غزوہ احد کے غزوہ حمراء الاسد[۱] واقع ہوا کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم

---

[۱] حمراء الاسد ایک جگہ ہے قریب مدینہ منورہ کے ۱۲

نے غزوۂ احد سے رجوع فرما کر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین انھین لوگون
کو ساتھ لیکر جو جنگ احد مین حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ نجانین کہ مردان دین
نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجا کر تین روز وہان اقامت فرما کر
رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین تشریف لائے چوتھے سن مین سریہ بیر معونہ واقع ہوا
کہ ستر جوان انصاری قراء وہان شہید ہوئے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک
صبح کے قنوت مین انھین قاتلین کے حق مین دعا بد کے اور اسی سال مین سریہ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ
مشرکین نے آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابہ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کرکے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لیگئے اور مقام رجیع مین پہونچکر غدر عہد کرکے قبیلہ بنی
ہذیل کو بلا کر بعضے صحابہ رضہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے کفار مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر
کے انتقام مین اونکو قتل کرین از جملہ شہیدان رجیع ایک عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ تعالی نے
موافق اونکی دعا کے اونکے بدنکو کفار کے مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک
کو گرد سے آکر گھیر لیا کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالی نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی
لاش کو اٹھا کر لے گئی اور اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوہ بنی نظیر واقع ہوا چھ روز
تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور خیبر کیطرف جلاوطن پر راضی ہوکر نکل گئے
اور اسی سال مین مہینے قعدہ مین شروع بدر صغری واقع ہوا کہ ابو سفیان نے جنگ احد سے پھرتے
وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم سال آئندہ بدر مین آکر محاربہ اور قتال کرین جب وعدہ کے دن نزدیک
پہونچے ابو سفیان نے دیکر نعیم بن مسعود کو بیس قراضۂ زر دینے کا وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے لوگون کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈراوے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایکہزار
پانچسو صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لیکر بدر آپہونچے اور سالماً غانماً مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا
شان نزول آیہ کریمہ الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم الآیہ کا یہی قصہ تھا

لے سریہ اوس لڑائی کو کہتے ہین جسمین حضرت بذات خود تشریف نہین لے گئے ۲ بنی نظیر ایک قبیلہ تھا قابل یہود
سے ۳ جنکو کہا لوگون نے کہ انھون نے جمع کیا اسباب تمہارے واسطے کو سو تم اون سے خطرہ کرو ۱۲

اور اسی سال زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط
اور کتابت یہود کی سیکھی تاکہ اونکی خفیات اور اسرار کو دریافت کر لیا کرین اور اوسی سال کے
ذی قعدہ مین قضیہ رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اور اُسی سال مین دقت مغرب میں ... نجف شراب
کی حرمت نازل ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ تحریم خمر تیسرے سال مین ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم خمر
چندبار ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال مین اور ایک قول پر چھٹے سال مین جسمین غزوہ حدیبیہ
واقع ہوا آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان
فاجتنبوہ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق قطعی ہوگئی اور اسی سال مین شوال کے
مہینے مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح مین لائے پہلے زوج اونکے ابوسلمہ تھے اور اسی
سال مین زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ
نے انتقال فرمایا پانچوین سن مین ربیع الاول مین غزوہ دومۃ الجندل اوسمین بھی مقاتلہ ودجال
واقع ہوا اور محرم مین غزوہ ذات الرقاع اوسمین صلوٰۃ خوف مشروع ہونے اور اس غزوہ
کے ذات الرقاع کہلانے مین اقوال ہین صحیح ترین اقوال یہ ہے کہ صاحب صحیح بخاری حضرت
ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پیادہ اور ننگے پانون ہونیکی جہت سے پانون مین چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضی کہتے
ہین کہ ذات الرقاع ایکدرخت کا نام ہے یا ایکجگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اسکی سیاہ ہے اور بعضی سفید
اور اسی سال مین شعبان کی دوسری تاریخ غزوہ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانی کا نام ہے
جو بنی خزاعہ کیطرف منسوب ہے اور اوسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین اور جویریہ بنت الحارث
کہ اصلی نام انکا برہ ہے اسی غزوہ مین گرفتار ہوکر آئین تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو
آزاد فرماکر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی اور
اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ
اور ایک روایت پر آیہ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذی قعدہ
کے مہینے مین غزوہ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اُس غزوے مین حضرت

ف ۱ اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو ان سے بچتے رہو ۱۲ ق

سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضے سلام اللہ علیہ کی کمر شریف
پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر اسلام لائے اور آپکے حکم
شریف سے اونھون نے قبایل جہود اور کفار قریش مین کہ ابوسفیان اونکا سردار تھا نہایت حیل
سے تفرقہ ور مخالفت ڈالدی کہ ہر ایک اونمین سے مخذول ہوا اور اس غزوہ مین چھہ مسلمان
شہید ہوے اور تین کافر مارے گیئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی کہ پھر کفار قریش
مدنیے کے گرد ٹھہر نہ سکے جناب سید الانس والجان علیہ آلاف الصلواۃ والسلام من الملک المنان
جب وقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوے اوسی ساعت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور غزوہ
بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب الجلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس
روز محاصرے مین رکھا پھر بعد اونکے اترنے کے اونکے راضی ہونیسے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا
اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا اور اسی سال مین قصہ ابو لبابہ کا کہ اونھون نے
اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال مین صلواۃ خوف مشروع
ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف مین صدمہ
پہونچا کہ پانچ روز تک دولتسرا کے اندر نماز بیٹھکر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر اور جمہور
کے قول پر چھٹے سال مین اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت
نازل ہوئی چھٹے سن مین غزوہ بنی لحیان واقع ہوا آپ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دو سے سوار
سے جمع والون کی طلب مین جنہون نے بیر معونہ پر قراء کو شہید کیا تھا بر آمد ہوئے اور قریب وادی
غطفان کے نزول فرمایا بنو لحیان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون
پر چڑھگئے اور اس غزوے مین والدہ شریفہ قبر پر تشریف لاکر روئے آپکے رونیسے صحابہ کرام
بھی روئے جیسا کہ مشہور ہے اور اسی سال مین غزوہ غابہ کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اونٹونکو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیا چھین لائے اور اسی
سال مین قضیہ نماز استسقا واقع ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت دعاے شریف سے
سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال قضیہ عرنیین ہوا اور اسلمین غزوہ
حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوہ بنی مطلق اور جویریہ بنت الحارث کا گرفتار آنا اور

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال مین تھا اور انگوٹھی شریف کا بنوانا اور بادشاہان
آفاق کیطرف قاصدون کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ کا ماریہ قبطیہ اور اونکی
بہن سیرین اور حمار یعفور اور بغلہ دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بطور ہدیہ
اسی سال مین واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے لفیٰ
فرمایا اور سیرین کو حسان بن وہب کو بخشا اور یعفور حجۃ الوداع سے پھرتے وقت مرگیا اور دلدل
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک زندہ رہا اور اسی سال مین کسوف آفتاب واقع ہوا اور
نماز کسوف شروع ہوئی اور اسی سال مین خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت کی اور
سورہ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا نازل ہوئی اور اسی سال مین ام رومان حضرت
عایشہ رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ نے وفات پائی اور اسلام
لانا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ اونکے ساتھ مدینہ مطہرہ مین آئے اون دنون مین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تھے وہ خیبر مین حاضر ہو کر غزوہ خیبر مین شریک اسی سال کے آخر
مین تھا ساتوین سن مین غزوہ خیبر واقع ہوا کہ امیر المومنین سلام اللہ علیہ نے جب سپر اونکے
دست مبارک سے گر گئی خیبر کے دروازہ کو کہ سات آدمی اور ایک قول پر چالیس آدمی اوسکی قوت
سے پھیر نہ سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ پر اوسکو سپر بنایا اور جبتک صلح نہ ہوئی ہاتھ
سے نہ پھینکا اوس غزوے مین لشکریان اسلام سے گیارہ آدمی شہید ہوئے اور یہودیون مین سے
ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت حیی یہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہین اسی
غزوہ مین قید ہوکر آئین یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکو فرماکر اپنے نکاح شریف مین لائے
اور یہود کا زہر ملانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام شریف مین اسی غزوہ مین واقع ہوا اور آفتاب
کا پھرنا بعد ڈوب جانیکے بسبب فوت ہوجانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات عالت وحی مین اونکی گود مین تھا اسی غزوہ مین واقع ہوا اور اسی غزوہ
مین کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیچ ڈالنا مال غنیمت کا تقسیم سے پہلے اور وطی کرنا
لونڈیونکا استبرا سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوہ مین نکاح متعہ حرام ہوا اور ابتدا اسلام مین اسوقت تک

سلہ سنی اللہ نے بات اوس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند پر ۱۲

حلال تھا بعد اوسکے اوطاس کے دن دوسری بار بعد فتح کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا
حرمت قطعی کہ قیام قیامت تک جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ مین کوئی
نہین ہے سوار ہو افضل کے اور قضیہ طیلۃ المعرس اور آرام فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اس نماز کا اذان
اور اقامت اور جماعت کے ساتھ خیبر پھرنیکے وقت واقع ہوا اور اسی سال مین ام حبیبہ بنت
ابی سفیان کو کہ اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھین اور وہان اونکے زوج کا انتقال ہو گیا
نجاشی بادشاہ حبشہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح
چھٹے سن مین ہوا اور اسی سال مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ والتسلیمات اکیس سوار کے
ساتھ عمرہ قضا بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع شریف مین کہ مکہ معظمہ کے
قریب ہے نکاح مین لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور اونکا انتقال بھی سن تریسٹھ ہجری
مین اسی جگہ واقع ہوا اور اب قبر شریف بھی اونکی وہین مشہور ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہ سب بیبیون کے
پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین اور سب بیبیون سے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے
فرمایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی
واللہ اعلم اور آٹھوین سن مین صفر کے مہینے مین عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ
مدینہ منورہ مین ہجرت کر آئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضون کے نزدیک اون حضرات کا اسلام
ساتوین سن کے اواخر مین واقع ہوا اور ذی حجہ مین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم بن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے آپنے اونکے پیدا ہونیکی بشارت پہونچانیوالے کو ایک غلام عنایت
فرمایا اور اس سال مین مسجد نبوی مین ممبر رکھا گیا اور ایک روایت مین ساتوین سن مین اور اسی
سال مین سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث بن عمیر کو ملک بصری کیطرف نامہ مبارک دیکر بھیجا اور شرحبیل
بن عمرو غسانی نے اونکو شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین
ہزار آدمی ساتھ دیکر شرحبیل پر بھیجا شرحبیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کرکے لڑائی سخت کی جھنڈا
اسلامیونکا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا وہ شہید ہوگئے تو جھنڈا کو جعفر بن ابیطالب رضی اللہ
عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے تو عبداللہ بن رواحہ نے لیا چنانچہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا پایا اور
جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا اور اسی سال مین سریہ خبط ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن
الجراح رضی اللہ عنہ قافلہ قریش کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا تو دریا نے دابۂ
عنبر کو کہ نہایت عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہے اونکے واسطے کنارے پر بھیجا صحابہؓ نے آدھے
مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھلایا اور اسی سال مین فتح مکہ معظمہ
واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان آپ صلے اللہ علیہ وسلم
دس ہزار آدمی لیکر مدینہ منورہ سے برآمد ہوے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہ مع عیال
کے ہجرت کیے ہوے آتے تھے جحفہ کے مقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوے اور
پہلے اس سے بحکم رسالت مکہ معظمہ مین اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ اور
ابو سفیان اور ان کی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اون کی بی بی حکیمہ
بنت الحارث اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین عکرمہ
بھی حاضر ہوتے ہی مسلمان ہوے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مین اجنادین کے روز شہید
ہوے اور جب سرور انبیا صلے اللہ علیہ سلم مسجد الحرام مین داخل ہوے تو حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بٹھایا
اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپکے دست مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوے
اور جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے ارشاد
فرمایا تم نے بوڑھے کو کیون تکلیف دی ہمین اونکے پاس آجاتے اور فتح مبارک بیسوین
رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلواۃ والثنا نے مکہ معظمہ مین پندرہ
روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر روز حوالی مکہ مین سریات بھیجا کیے خدا کے فضل سے
ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن ولید کو عزا کے توڑنے پر اور عمرو
بن عاص کو سواع پر اور سعد بن قرور کو منات پر تعینات فرمایا اور شرک و فساد کی نام و نشان

سله جحفہ ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ۱۲

کو بالکل وہان سے کھو دیا بعد اوسکے دسوین شوال کو دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقاء مکہ ہمراہ
لیکر حنین کیطرف برآمد ہوے بعضے اصحاب کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے
کہ اب ہم ہرگز شکست نہ کھاوینگے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتدا ہوئی گونہ ہزیمت
لشکر اسلام مین پیدا نہ ہوئی اوس حالت مین بعضے نو مسلمون نے کہ اوس وقت تک اونکے
سینے نجاست حسد اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرینگے دوسرے نے
کہا کہ آج وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہو جاے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
حق تعالے سے فتح و نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار کیطرف پھینکے معجزہ
پھینکنے کے لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان شہید ہوے اور ستر
کافر جہنم مین گئے پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کیساتھ اوطاس کی طرف روانہ فرمایا
وہان سے بہت غنایم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان
اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار آدمی گرفتار آئے منجملہ اسیران شیما بنت
الحارث رضاعی بہن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اون کا اکرام کیا اور
اون کو اون کے اہل و عیال کیطرف بھیجا اور بعد اس کے آپ طائف کیطرف تشریف
لائے وہان والونکو اٹھارہ روز تک محاصرہ مین رکھا پھر منادی کرنیکا حکم دیا کہ جو کوئی باہر
آوے آزاد ہے پس دس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی اونہین مین سے ہین کہ اپنے
تئین بکری مین ڈالکر نیچے اوترآئے بارہ صحابی طائف مین درجہ شہادت کو پہونچے اور طائف
سے بغیر اتمام فتح و نصرت مع مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھکر چھٹی ذی قعدہ
کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنایم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن حاضر
ہوکر ایمان لائی آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکے اموال اور اون کے
قیدیون کو پھیر دیا بعد اون کے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار اگر مسلمان ہوا آپ نے

۱؎ مراد بعض اصحاب سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نہین ہین جیسا کہ ایک روایت مین آیا ہو بلکہ قائل اس قوم کے دوسرے صحابی تھے ۱۲ ۲؎ قائل اس قول کا کلدہ بن حنبل صفوان کا برادر مادری تھا اور بعضے نقل کے مادری بھائی تھا اور بعضے مثل اس قول کے سفیان بن عوف سے بھی نقل کرتے ہین ۱۲ ۳؎ یہ ابو عامر چچا تھے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ۱۲

سو اونٹ اوسکو انعام فرمائے اور اوسکے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل کیا اور اوسی مقام مین بعضے نادان عرب نے طلب غنایم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر مبارک اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی اوہ غنیمت مین کچھ کلام کیا حضرت سید الرسل ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرما کر ثواب خاص آخرت اور عنایات مخصوصہ اپنے سے مبشر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ میری قوم سے ہین اور ضعیف الایمان ہین اون کے اموال اور اشیا لٹ گئے اور بلاد اور املاک اون کی ہاتھون سے نکل گئے مینے چاہا کہ انکے اموال پھیر دون تاکہ ان کے ایمانون مین تزلزل نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید و معاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کر کے آپنے مدینہ مطہرہ کو مراجعت فرمائی اور اسی سال کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد حضرت علی مین حاضر کر کے امن و سلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین سودہ بنت ربیعہ کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخش اور سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی نے کہ زوجہ ابی العاص تھین وفات فرمائی نوین سال مین عنیہ بن حصین کو پچاس دیکر بعث فرمایا وہ قریب پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اونکی شفاعت کو اقرع بن حابس اور ایک جماعت نے حاضر ہو کر حضرت سید الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے پکارا اللہ تعالے نے آیہ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات نازل فرمائی اور آپ نے ولید بن عقبہ کو اخذ صدقات کیواسطے قوم خزاعہ پر بھیجا قوم خزاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر نکلے تو ولید بن عقبہ نے بخیال اسکے کہ یہ لوگ مقاتلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا نازل ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے الگ رہے

سلہ جو لوگ پکارتے ہین تجکو دیوار کے باہر سے ۱۲

سلہ اگر آوے تم پاس گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو ۱۲

اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین اپنی اہل وعیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت کے اور خیال طعن بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپنے حدیث انت منی بمنزلہ ہارون من موسی سے تسلی وتشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے اونکو ممتاز ومخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور کت رہنا تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ علے الثلثۃ الذین خلفوا خبر دیتی ہی اسی غزوہ تبوک مین واقع ہوا حضرت علیہ الصلواۃ والسلام نے دو مہینے تک وہان تشریف رکھکر بغیر قول قتال وجدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل جربی اور اذرح نے آکر فدیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کر کے اکیدر دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوسکے بھائی کو قتل کیا اوس نے بھی جزیہ قبول کر کے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو بوحی آلہی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہی والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الآیہ اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر اسلام لائے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑین گے اور نماز نہ پڑھینگے بعد اسکی اطاعت اسلام کرینگے اور جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے آپنے شرط فاسد کو اوسکے قبول نہ فرمایا اور ان کو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم الآیہ یہی تھی اور عثمان بن العاص کو اون لوگون کا امیر کیا اور متعاقب اونکے ابو سفیان بن حرب ومغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور اونکا اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کیواسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اونکے حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ سورہ برات پڑھین اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنے کو منع فرمائین

سلہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسی سی ۱۲ سلہ اون تین شخص پر جنکو پیچھے رکھا تھا ۱۲ سلہ جنھون نے بنائی ہی ایک مسجد ضد پر
سلہ مسجد ضرار منافقون نے قبا والون کے حسد سے بنائی تھی کہ بموجب تقلیل جماعت مسجد تقوی اساس ہو جانے
سلہ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہمنے ٹھہرا رکھا تو لگ ہی جاتا جھکنے اون کیطرف ۱۲

اور کسی مشرک کو حج کرنے نہ دین اور خبر پہونچائین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل نہ ہوگا سوا
مومن کے اور اسی سال مین زانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی کیساتھ لعان
کیا اور اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدینہ منورہ مین اونکے جنازے کی نماز پڑھی اسی جگہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جائز رکھی
ہے حنفیہ کہتے ہین وہ خاص ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر ظاہر ہوا پس حقیقت مین نماز حاضر پر پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال مین حضرت ام کلثوم
زوجہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذی قعدہ مین عبد اللہ بن ابی
منافق جہنم داخل ہوا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایفاے وعدہ اور استمالت قوم ابی
کے لیے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف پہنایا اوس قوم نے جو دیکھا کہ یہ مرنے
کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہے ہزار آدمی ایمان لائے اور اسی سال مین
وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوے اسی جہت سے اسی سال کو عام الوفود کہتے ہین سارے
عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کے فتح پہ موقوف رکھا تھا جب دیکھا قریش نے کہ
امام اور پیشواے عرب اور اہل بیت اللہ تھے اطاعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور
ثقیف بھی اسلام مین داخل ہوگئے تو انھون نے جانا کہ اب کسیکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہوگی دین
محمدی ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور بتون کا دین باطل ہے جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا قوم
قوم ہر طرف سے گرنے لگی اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالیٰ کے اذا جاء نصر اللہ
والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا داخل ہوے دین الاسلام اور دسوین سن
مین ربیع الآخر کے مہینے مین بنی الحارث پر لشکر بھیجا اور اون کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا
اوسی سال مین وفد سلامان وازد وغسان وعامر وفد زبید حاضر ہوے اون مین عمرو بن
معدی کرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے مرتد ہوگیا پھر اسلام
لایا اور اسی سال مین عبد القیس وفد اشعث وفد بنی حنیفہ حاضر ہوے اون مین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہوگیا

سلہ آیا حق اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا ۱۲ سلہ جب پہونچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور
تونے دیکھے لوگون کو پیٹھے اللہ کے دین مین فوج فوج ۱۲

اور اُسنے دعوی نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے مجکو اپنا شریک کرلیا ہی اور اسی
سال مین نجران کے نصاریٰ سے کیا تھا مباہلہ کا قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبداللہ
البجلی ڈیرھ سو آدمی کے ساتھ اپنی قوم سے اسلام لائے آن جناب علیہ الصلواۃ والسلام نے
اونکو ذوی الخلیفہ کی طرف ایک بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہے کہ تمیم
داری اور عدی نصرانی نے چرایا تھا اور اسی سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کو یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب
سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور
قبل ہجرت کے نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیے ہین لیکن علما کو عدد حج
پر اطلاع نہین ہوئی اور اون کے حیطہ ضبط مین نہین آئے اور آپ کے عمرے بعد ہجرت
کے چار ہین بالاتفاق اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم
دینکم الآیہ نازل ہوئی اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی مرتضےٰ کرم
اللہ وجہہ کو تخصیص من کنت مولاہ الحدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے حضور مین
حاضر ہوکر شرایع دین دریافت کرکے اپنی قوم مین جاکر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی
طے قبیلہ حاتم طائی گرفتار ہوکر آیا اون مین حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن فرزند حاتم کا شام کیطرف
بھاگ گیا پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنے
بھائی کے پاس جاکر بھائی کو لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور موافق ایک
قول کے قضیہ اولاد حاتم نوے سال مین واقع ہوا اور اسی سال مین خالد رضی اللہ عنہ کو بنی
حارث پر کہ نجران مین رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور مین حاضر ہوئے نظر مبارک اون
گروہ پر پڑی تو فرمایا یہ کون لوگ ہین گویا کہ ہند کے آدمی ہین اور اسی سال مین باذان ابی یمن
کے وفات پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرت موت کیطرف بھیجا اور زیادہ اونکی

سلہ شکر ہے واسطے اللہ کے اوپر دین اور اسلام کے ۱۲

سلہ آج مین پورا دے چکا تمکو دین تمہارا ۱۲

رکاب مین سلطان زمین و زمن علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے اور اونکو مشرف شفاعت سے مشرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید اس سال کے بعد تجکو نپاوی اور یہ آخری ملاقات ہماری تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سنکر روئے پھر اونکو وداع فرمایا اور اسی سال مین جریر بن عبد اللہ کو ذی الکلاع بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے امراسمیت مسلمان ہوا اور اسی سال مین فروہ بن عمر الجذامی کہ بادشاہ روم کیطرف سے حدود عرب پر شغل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا اور ملک روم نے اوسکو گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا اوسنے کہا تو خود جانتا ہے کہ یہ وہی رسول ہے کہ جیسے علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونیکی بشارت دی تھی ولیکن تو اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا ہے اور سعادت اسلام سے مشرف نہین ہوتا ہے پھر فروہ کو ملک روم نے مرواڈالا اور گیارھوین سال مین حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے اہل بقیع کے حق مین استغفار کیا اور فرمایا کہ اے اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہان سے چلے گئے یہان فتنے آنیوالے ہین کہ شب تاریک سے زیادہ ہین اور اسی سال مین دوشنبہ کے دن چھبیسوین تاریخ صفر کو اسامہ بن زید کو لشکر عظیم کیساتھ ابنی کو اون پر بھیجنے کی تیاری کی اور چہارشنبہ کو روز کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک سے درست فرماکر اسامہ کو عنایت فرمایا وہ باہر نکلکر مقام جرف مین ٹھہرے حضرت ہادی سبل صلے اللہ علیہ وسلم کبار مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و سعید بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح اور امثال اونکے اسامہ بن زید کے ہمراہ فرمایا اور بعضے لوگون کو اسامہ کے امیر فرماتے ہین ایک نوع کی قیل و قال واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سنکر فرماکر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغہ اسامہ اور اسامہ کے باپ زید بن حارثہ کی تعریف مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارات اور ریاست کے لائق تھا اور اسکا باپ کے یہ بھی اسی کام کا سزاوار ہے پھر دسوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز دولت سرا مین تشریف لائے اور روز یکشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما اوسی حالت مین آئی اسکے بوحی الہی اسود کے مارے جانیکے وقت سے لوگونکو خبر وہی دیتے ہی ہوا

سلہ ابنی بضم ہمزہ وسکون موحدہ ایک جگہ ہے دیار روم سے وہین اسامہ کے باپ زید شہید ہوئے تھے ۱۲ سلہ جرف بضم جیم وراء وبفا ایک جگہ ہے قریب مدینہ منورہ کے ۱۲

کہ اوسنے صنعاء یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مارکر اوسکی عورت کو کہ فیروز کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کرکے اوسی قصر مین نقب لگاکر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعونکی حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاؤ نکلی پاسبانون نے یہ آواز سنکر گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے کہا کہ تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمھارے پیغمبر کی وحی کی ہے اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب تھا اور ذی الحمد بھی کہتے تھے ایک شخص کاہن تھا لوگونکو عجائب غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اسکا حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا اور مسلمہ کذاب کو وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ مین مارنیوالا ہون بہترین آدمیونکا اور بدترین آدمیون کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر اسلام لایا پھر یمامہ مین جاکر مرتد ہوگیا اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ شریک فی النبوۃ ہونیکا دعوی کیا اور شراب اور زنا کو حلال اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین مفسدین کا اوسکے تابع ہوگیا اور اوس ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کئے تھے اور وہ مضحکہ عقلاء عالم کے ہے چنانچہ معارضہ والعادیات مین اوسنے کہا ہے والزارعات زرعا والحاصدات حصدا والطاحنات طحنا والخابزات خبزا والثاردات ثردا اور کہا یا ضفدع نبت ضفدعین الی کم تنقین لا الماء تکدرین ولا الشارب تمنعین راسک فی الماء وذنبک فی الطین اور کہا اوسنے الفیل ما الفیل وله خرطوم طویل ان ذلک من خلق ربنا الجلیل کہتے ہین کہ اوس ملعون سے بعضے خوارق اور استدراجات بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن سب اوسکے مدعا کے برخلاف اگر کسیکو اوسنے درازی عمر کی دعا دی وہ فوراً مر گیا اگر کسینے آنکھ کی روشنی کی دعا کی تو وہ اوسی وقت

لہ فیروز نجاشی کا بھانجا تھا ۱۲ ۲ یعنی قسم ہے کھیتی کرنیوالون کی کھیتی کرنے کر اور کھیتی کاٹنے والونکی کھیتی کاٹنے کر اور پیسنے والونکی پیسنے کر اور روٹی پکانیوالونکی روٹی پکانے کر اور پیالون مین روٹی توڑنے والونکی پیالے مین روٹی توڑنے کر حصدو و خبزنان پختن و بالضم نان خرد کردن غلہ ۱۲ ۳ اے مینڈھک بیٹی جنے مینڈھکی کب تک زندہ رہیگی تو نہ پانی کو تیرہ کرتی ہے اور نہ پیاسونکو منع کرتی ہے تو سر تیرا پانی مین ہے اور دم تیری خاک مین ضفدع بکسر ضاد والدال ضفادع جمع ضفدعہ مونث و بفتح الدال لغات ۱۲ ۴ ہاتھی ہے کیا ہے اسکی سونڈ دراز ہے تحقیق کہ یہ

اندھا ہوگیا ایک بار اوس نے حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ بھیجا تھا اس
عبارت کا من مسلمۃ رسول اللہ الی محمدؐ اما بعد فان الارض لنا نصف وللقریش نصف ولکن
القریش نصف القریش یعتدو جناب سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام نے اوسکے جواب
مین رقم فرمایا من محمد رسول اللہ الی مسلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ
والعاقبۃ للمتقین دوشنبہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور آدمیون کو
نماز صبح مین مشغول دیکھکر بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف لائے لوگون نے
کہا کہ آج مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اسی روز دوپیر کو اور ایک قول پر
چاشت کے وقت بارھوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالے وتقدس سے ملاقات کی اہل
بیت کرام نے سہ شنبہ کے روز آپکو غسل دیا اور سارے دن گروہ مسلمانون نے نماز جنازہ
شریف ادا کرتے رہے اور شب چہار شنبہ لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ
کیا صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ والصارہ واشیارہ
وسلم

باب چھٹا کیفیت بنای مسجد نبوی اور سارے مقامات عالیہ مین

علمای سیر اور تواریخ
شکر اللہ سعیہم ایسا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا صلوات اللہ علیہ آکر دروازہ
مسجد شریف پر بیٹھ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہذا المنزل انشاء اللہ تعالی اور
اوسکے پر اوترے اور آیہ کریمہ پڑھی رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین اوس زمانے مین اسجگہ
کھجور کا باغ تھا اوسمین دو ایک یتیمون کا مربد کا تھا اور وہ دونون یتیم ایک انصاری کے
یہان پرورش پاتے تھے اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونیکے وہان
پر وہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونون یتیمون
کو بلایا اور اوسجگہ کو مول لینا چاہا ہرچند اون دونون نے بلاعوض اوس قطعہ کے نذر کرنے
مین مبالغہ کیا مگر آپ نے نہ مانا اور بلاعوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت دی بعد اسکے مسجد
کی بنا ڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین مع الون کے

لہ یعنی یہ نامہ محمد رسول اللہ کیطرف سے مسلمہ کذاب کیطرف لکھا گیا مگر بعد حمد کے پس تحقیق زمین اللہ کی ہے وارث کرے اوسکو جسکو چاہے بندونسے اور انجام نیک متقین کیواسطے ہے ۱۲ سلہ یعنی یہی رہنے کی جگہ ہے اگر خدا چاہے ۱۲ سلہ ای اللہ اتار مجکو اتارنا مبارک اور تو
بہتر اوتار نیوالو نکا ہے ۱۲ سلہ مربد یا وہ جگہ کہتے ہین اسجگہ وہان خرمے کو خشک کرکے تمر بناتے ہین ۱۲ ف

خوش کرنے کو صفا عرض کیا پھر اوس جگہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت بموقع واقع تھے اونکو اوکھاڑ کر بنیاد مسجد شریف ڈالی اور جنت البقیع مین بیر ایوب سے کہ مسجد شید تا ابراہیم سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہے وہان اینٹین گرتی تھین اور سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا خود بنفس نفیس اور اکثر صحابۂ کرام پتھر اور اینٹ ڈھونڈھکر لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کیواسطے نداے بشارت آب دیتے تھے کہ اللّٰھم لا خیر الا خیر الاٰخرت فارحم الانصار والمہاجرین اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے بنائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی نینو ڈالی حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت حق تعالیٰ و تقدس کیطرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ موافق عریش موسیٰ کلیم کے بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہ ہو اور مزین اور منقش کرنے مین تکلیف نہ کرو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مسجد کی چھت ایسی تھی کہ مینھ برستے وقت چھت کی مٹی آدمیون کے سر و پیر گرتی تھی اور طول مسجد شریف کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمالی تک چون گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی تک تریسٹھ گز تھا اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین واقع ہوئی آپنے نئے سرے سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے چندور چندور رکھی طبرانی نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایما فرمایا کہ اگر تجھ سے ہو سکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیری ملک کی ہے بعوض ایک گھر بہشت سے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال کہ ہم اپنی مسجد کو بڑھالین انھون عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک مرد فقیر ہون اور عیالمند میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہین ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اون انصاری سے دس ہزار درہم کو خرید کرکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس قطعہ زمین کو مجھ سے بہشتی گھر کے عوض مین آپ مجھ سے مول لیجئے آپنے اونسے اوسی عوض مین مول لیکر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے نینو مین رکھی بعد اوسکے آپکے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوسی اینٹ کے برابر ایک اور اینٹ رکھی اسیطرح حضرت عمر و عثمان

سلہ اے اللہ میرے نہین خیر ہے مگر خیر آخرت کی پس تو رحم کر انصار اور مہاجرین پر ۱۲

رضی اللہ عنہم نے بھی آپکے حکم سے اینٹیں رکھیں یہی طرز بناے مسجد قبا میں بھی واقع ہوا مگر اوس بنا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے میں کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمان ہجرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ میں حاضر نہ تھے اور اوسوقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف نہیں لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمہ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اینٹیں اوٹھا اوٹھا کر لاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اون سب کے ساتھ اینٹیں اوٹھانے میں شریک تھے ایکبار میری نگاہ پڑی تو دیکھا میں نے کہ آپنے بہت سی اینٹیں شکم مبارک سے سینہ مبارک تک بھر کے اٹھائی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمائیے میں لیچلوں فرمایا اینٹیں بہت پڑی ہیں تو بھی اوٹھا لا اور یہ مجھ کو لیجانے دے اور فرمایا ابا ہریرہ لاعیش الا عیش الآخرۃ غالبًا یہ واقعہ دوسری بنا میں واقع ہوا ہے اسواسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر میں ساتوین سن میں ہے اور پہلی بنا مقدم ہے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار اور پہلے بنا میں سولہ یا سترہ مہینے تک قبلہ بیت المقدس کیطرف رہا اور اوسوقت میں مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائیں طرف جدھر اب قبلہ ہے دوسرا دروازہ مغرب کیطرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہیں تیسرا دروازہ جدھر سے آپ تشریف لاتے تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبرئیل کہتے ہیں قریب محراب تہجد آنحضرت علیہ الصلوۃ کی اور عوام الناس اوسکو باب جبرئیل کہتے ہیں اور بعد نازل ہونے قرآن کی باب تحویل قبلہ میں جبرئیل امین نے حضرت واجب الوجود تعالی کیطرف سے آکر یہاں سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان میں حائل تھے اٹھا دیے اور بناے مسجد نبوی اوسجگہ پر کہ اب وہیں ہے آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ برورست کی گئی اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ پندرہ روز تک آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام اسطوانہ مخلق کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں

ـــــــــــــــ

لہ یعنے اے ابو ہریرہ نہیں عیش ہے مگر عیش آخرت کی ۱۲ سـه یعنی خدا رحم کرے عمار پر کہ اوس کو قتل کریگا ایک گروہ باغی کہ یہ بلاتا ہوگا اونکو جنت کیطرف اور وہ بلاتے ہونگے اوسکو آگ کی طرف ۱۲ منہ

نماز ادا کرتی ہی بعد اسکے جہان پر اب محراب مقرر ہے آپ کا قیام فرمانا متعین ہوا اور آن سرور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین علامت محراب جیسی اب مساجد مین متعارف ہو یہ بھی ابتدا
اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہے جسوقت مین کہ ولید بن عبد المطلب کی طرفسے وہ امیر مدینہ
منورہ تھے اور جس زمانے مین کہ نماز قبلہ بیت المقدس کیطرف ادا کرتے تھے آپ کے کھڑی
ہونیکی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کیطرف پیٹھ دیکر شام کیطرف متوجہ ہوکر جاوین اور
باب عثمان کے محاذات مین پہونچکر کھڑے ہو جاوین اور باب عثمان داہنی کو واقع ہو پس
وہی مقام ہی اور آن سرور دین و دنیا علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثنا منبر رکھے جانے
سے پہلے متصل محراب کی پچھان کیطرف ہوکر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ
عالی رتبہ سی مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول قیام کی جہت سی کسل عارض ہوتا تو ایک
لکڑی پر کہ اوسی جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے ایک شخص بعض دیار عرب سی مدینہ مین آیا تھا اور
بروایت صحیح مدینے ہی کا تھا ایک انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سی عرض
کیا کہ اگر آپ قبول فرماوین تو آپ کیواسطے ایک منبر بناؤن کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو
اور بیٹھنا بھی آپ نے التماس اوسکی قبول فرمائی اونے منبر تیار کیا تین درجہ کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا
مقام تھا اصح روایات سی ثابت ہی کہ منبر شریف رکھا گیا جسجگہ آج رکھا ہی اور مقام اول سے
آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی جسپر کبھی کبھی تکیہ فرماتے تھے آپکے فراق محبت سی تڑپ گئی اور رونا
شروع کیا اور چلانے لگی جیسے اونٹنی چلاتی ہی اور ایسی بیقرار ہوئی کہ تمام حاضرین مجلس اوسکا
حال دیکھکر بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سی اوترکر اپنا
دست شفقت اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہی تو تجکو تیری جگہ پر چھوڑون جس حالت مین کہ تو تھی
اور اگر تو چاہے تو تجھکو جنت برین مین بٹھاؤن کہ وہان کی نہرون اور چشمون سی سیراب ہو اور
خدا کی دوست تیرا میوہ کھاوین بعد ایک لحظہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسنے دار الخلد اختیار کیا روایت ہی کہ جب حسن بصری رضی اللہ
عنہ یہ حدیث سنتی بہت روتی اور فرماتی کہ ای بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فراق مین روئے اور فریاد کرے تو کیا تم لوگ لائق اس بات کی نہین ہو بیت

سنگی دبناتی کہ در دخا صیتے ہست		بہ ز آدمی دان کہ درد معرفتی نیست

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہی بلکہ حد تواتر تک پہونچی ہی اور بہت سے صحابہ نے اوسکی روایت کی ہی اور وہ لکڑی بعضی صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب طول مدت کے بوسیدہ ہو گئی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہان کھڑی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کروا دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا اور عرض ایک ذراع اور عرض ہر درجے کا ایک بالشت اور خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم کے زمانے تک اوسی حال پر رہا اور پہلے جسنے جامہ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنے خلافت سے نیچے کے درجے سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اختیار اوسیکو کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کیجگہ پر گئے اور ایک قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے زمانہ امارت مین جسوقت شام سے مدینہ منورہ مین آئے تو اونھون نے بقصد اس بات کی کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اپنی جگہ سے اوٹھانا چاہا اوسیوقت آفتاب سیاہ ہو گیا اس طرحکا کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حال معاینہ کرکے اس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر مین کہنے لگے کہ میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوسے زمین نے نہ کھا لیا ہو بعد اسکے چھہ درجے اور زیادہ کئے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا رکھا بعد اوسکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اونھی درجے اور بڑھا دے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہو گیا تو بعضی خلفاے بنی عباسیہ نے پھر نئے سر سے منبر بنوایا اور بقایاے منبر نبوی کی تبرکا اور تمنا کنگھیان بنا کر رکھین اور سن چھہ سو چون مین جو آتشزدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب تواریخ یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہی واللہ اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوسکو کچھ کچھ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلطان روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اوسی سن نو سو اٹھانوے مین منبر عالی

سنگ رُخام بنوایا تھا اور قبہ اسکا ہفت جوش کا مادہ تاریخ اوسکا بعض فضلا کے ذہن میں یوں پایا تھا
منبر اعظم سلطان مراد مترجم جسیم غفر اللہ لہ کہتا ہی کہ بعد سلطان مراد خان کے پھر کسی نے منبر شریف
مین تغیر نہین دی سوا ے ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان عبد المجید خان بن سلطان
محمود خان انار اللہ برہانہا و غفر اللہ لہما نے نئے سر سے مسجد نبوی بنوادی اور سن بارہ
سو ستتھر مین عمارت اوس کی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا تھا یہ کچھ ترمیم کا اتفاق
واقع ہوا ہو **فصل** اب رہی اسطوانات منبر کہ مسجد نبوی از جملہ اون کے جتنے ستونون کے
تبرکًا اور تیمنًا زیارت کرتے چلے آتے ہین وہ آٹھ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے
متصل امام کے مقام سے داہنی طرف ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے وہی
جگہ خطبہ شریف ادا فرماتے تھے اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق مین
روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر علما کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسطوانہ مخلق
اسی کا نام ہے اور مخلق اس واسطے کہتے ہین کہ وہ ستون کسی مکروہ چیز سے
ملوث ہو گیا تھا اوس پر خلوق[1] ملوادینے کا اتفاق ہوا تھا اور بعضے صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے کیواسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ
رضی اللہ عنہا کا اوس کو اسطوانہ القرعہ اور اسطوانہ المہاجرین بھی کہتے ہین اور کلام
مطری سے کہ اس بلدہ عظیمہ کا مورخ ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسطوانہ مخلق بھی اسطوانہ
ہے اور یہ اسطوانہ حجرہ شریفہ کیطرف سے تیسرا ہی اسیطرح منبر شریف کیطرف سے بھی اور
درمیان روضہ مطہرہ[2] کے واقع ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ الثنا نے بعد تحویل قبلہ
کے ایک مدت تک اسی ستون کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جہان اب محراب
نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے مہاجرین جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امثال اون کے رضی اللہ عنہم اجمعین اس ستون
کی طرف نماز پڑھتے اور یہین جماؤ کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری مسجد مین

---

[1] خلوق ایک خوشبو کا نام ہے عرب مین ۱۲ [2] روضہ مطہرہ یعنی روضۃ من ریاض الجنۃ ۱۲

ایک جگہ ہو اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر آدمی جان لین تو بغیر قرعہ ڈالے کسیکو اس جگہ نماز پڑھنا میسر نہو جسوقت حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک گروہ اولاد صحابہ رضوان اللہ عنہم نے کہا کہ وہ جگہ کہان ہی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اوسکی تعیین واقع نہوئی کہ لوگ اونکی حضور سے باہر آئے عبداللہ بن زبیر کہ حضرت ام المومنین کے بھانجے تھے وہین حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے پوچھینگے اور ہمکو خبر دینگے مسجد مین حاضر رہی بعد دیر کے حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ کے متصل داہنی طرف نماز پڑھنے لگے لوگون نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہی یہی جگہ ہے اور دعا اس اسطوانہ کی پاس مستجاب ہی تیسرا اسطوانہ تو یہ ہو کہ حجرۂ شریفہ کی طرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کیطرف سے چوتھا برابر اسطوانہ عائیشہ کے حجرے کیطرف کہتے ہین کہ درمیان اس اسطوانہ کے اور درمیان قبر شریف کے بیس گز کا فاصلہ ہی واللہ اعلم اور اسکو اسطوانہ ابی لبابہ بھی کہتے ہین کہ منجملہ نقبائے انصار تھے انھون نے اپنے تئین اوس ستون سے باندھا تھا کہ توبہ اور عذر اون کا قبول اور اصل قصہ کی یہ ہے کہ کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ صاحب عہد و پیمان قرایظہ تھے جسوقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس گروہ نابہبود کا محاصرہ کیا وہ بمشورہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق فرمودہ ابو لبابہ عمل کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اون کے پانون پر گرے اور گریہ وزاری کی اور گڑگڑائی کہ اون سبکو حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم مین لے جاکر عذر خواہی کرے ابولبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرونگا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک ادا ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ذبح اور قتل ہے یعنی اپنے ہاتھ سے اپنی حلق کی طرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ سے ازراہ بشریت اونکے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اوسکے جانا کہ مجھ سے خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی ندامت مین اور اس تقصیر کی عذر کے

واسطے اپنے تئین ایک لکڑی کے ساتھ جو اس استوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے باندھا اور اٹھ روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور تضرع کیا کیے بیٹے اونکے اگر نماز اور قضاے حاجت کے وقت کھول دیا کرتے تھے بھوک کی شدت اور رونے پیٹنے کی کثرت سے قوت سامعہ اون کے کان سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ بھی جاتی رہے اللہ تعالی نے آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول الآیہ اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مین اس قید سے نہ نکلون گا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولین گے اور کھانا پینا کچھ نہ کھاؤن گا اس مین یا مر جاؤن گا یا میرا گناہ بخشا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پہلے وہ میرے پاس آتا تو مین اوسکے واسطے سترہ استغفار بجا لاتا لیکن جب اوس نے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جب تک خدای تعالی کا حکم نہ آیگا مین نہین کھول سکتا یہان تک کہ ایک صبح کو اونکے قبول توبہ کی آیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر اونکو کھول دیا پھر اونھون نے عہد کیا اور کبھی کہ بنو قریظہ مین قدم نہ رکھین اسواسطے کہ وہان خدا اور رسول کے حق مین خیانت واقع ہوئی اور بعض روایات سے بعض اور صحابہ کا بھی بعض تقصیرات سے بندھنا ثابت ہوتا ہے اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانہ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد نماز صبح کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین اصحاب اور مولفہ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس مسجد کے اور کوئی جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھ رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اون فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جسقدر قرآن رات کو نازل ہوتا اون لوگونکو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور اون لوگون سے باتین کرتے اور

سلہ اے ایمان والون چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے ۱۲

اور اون کی باتین سنتے اللھم صل علی ہذا النبی الکریم الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین راحم الفقراء
واغنیا للضعفا والمساکین آفتاب نکلنے کے وقت اغنیا اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر
ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی نہین پاتے تھے بہ قصد تالیف قلوب دل
مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلواۃ والسلام کا ان آنے والون کی طرف بھی کھینچتا تھا
فرمان آیا واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ الاٰیتین اور
اور کبھی اعتکاف کے واسطے سوائے اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ بھی رکھا اور بچھایا جاتا
تھا کر اوس سے تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے چوتھا اسطوانہ السریر کہ شباک شریف سے ملا ہوا ہے
اور اسطوانہ توبہ سے مشرق کیجانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ کبھی اسطوانہ کے پاس
بچھاتا تھا اور کبھی اسطوانہ سے دور لیکن اسطوانہ السریر اب اسی اسطوانہ کو کہتے ہین
اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مین اعتکاف
کرتے تھے اور روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت مین کنگھی
کرتی تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا شاخون خرما سے کبھی وہ بھی محل
اعتکاف مین درمیان اسطوان اور قنادیل کے بچھایا تھا اور اکثر شب کو چٹائی پر راحت
فرماتے تھے اور دن کو پای مبارک کے نیچے ڈال لیتے تھے پانچوان اسطوانہ محرس
اوس کو اسطوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے کی جگہ اکثر
اوقات مین یہی تھی اور یہ بھی ہی کہ وہ راتون کو اسیجگہ بیٹھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی
کرتے تھے مطری کہتے ہین کہ اونکے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلہ مین ہے جدھر سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مسجد شریف مین
تشریف لاتے چھٹا اسطوانہ الوفود پیچھے ہے اسطوانہ المحرس کی شمال کی طرف سے اور وہ
وفد کی ہی اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جب وفود
عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلواۃ والثنا مین اسلام لاتے

سلہ اے اللہ میر رحمت بھیج اوس نبی کریم پر جسکو تونے بھیجا رحمت واسطے ساری عالم کی رحم کرنیوالا فقیر دن پر اور
مدد نے والا ضعیفون اور مسکینون کا ۱۲ سلہ اور تھام رکھ آپکو انکے ساتھ جو پکارتی ہین اپنے رب کو صبح و شام مانگے

اور تعلیم شرائع و احکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانہ کے پاس جلوہ فرما ہوکر اپنی زیارت جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظماء صحابہ آپکے گرداگرد بیٹھتے ساتوان اسطوانہ مربعۃ القبر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر اوقات اسی جگہ وحی پہونچایا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے اور اسطوانہ وفود کے ایک اسطوانہ اور ہے شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولت سرائے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف سے برآمد ہونے کے وقت یہان کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے السلام علیکم اہل البیت انما یرید[1] اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اس زمانے مین اس اسطوانہ اسطوانہ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بجہت گھر جانے شباک کے زائرین محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرداگرد نہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ نصف اسطوانہ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہے اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا میسر ہے اسیطرح حال اسطوانہ الوفود کا ہے پس تخصیص کیوجہ معلوم نہین ہوتی اتنی توجیہ البتہ ہوسکتی ہے کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانہ السریر کے پاس اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہے تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے مین محرومی ہے واللہ اعلم آٹھوان اسطوانہ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہے اسی اسطوانہ مین ہے اور یہ اسطوانہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک کے پیچھے شمال کیطرف واقع ہے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے صحابہ نے آپکا اتباع کیا آپنے اجتماع صحابہ اور کثرت وازدحام ملاحظہ فرماکر حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اندر لیجاوین صبحکو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ یہان ہر شب نماز ادا فرماتے تھے ہملوگ بھی آپ کا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت سے مشرف ہوتے تھے فرمایا

[1] اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اے گھر والو ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی ۱۲

آپ نے کہ مین ڈرا اس بات سے کہ کہین تمپر یہ نماز فرض نہو جاے اور تم سے اوسکے بجا لانے مین کوتاہی ہووے یہ احوال ہے اون اسطوانات کا جو بہ نسبت سارے اسطوانات مسجد شریف کے فضل اور شرف رکھتے ہین ورنہ سارے ساطین بلکہ ساری مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہے اور کوئی اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اوس جگہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری شریف مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبار صحابہ کو مین دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک اون مین ایک ایک اسطوانہ کے پاس مبادرت کرتا تھا اور روضۃ من ریاض الجنۃ مین بعضے اسطوانات پر اونکا نام بھی لکھا ہے چنانچہ اسطوان ابی بکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض و اسطوان سعید بن زید و بن عباس مترجم لکھتا ہے غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ہوگی اور اب اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ١٢٨٠ ہین چند اسطوانات پر نام لکھا ہے چنانچہ اسطوانہ عائشہ و اسطوانہ ابو لبابہ اسطوانہ السریر اور سوا ان کے غالباً چار اسطوان پر اور لکھا ہے **فصل** بیان صفہ اور اصحاب صفہ مین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ صفہ بضم صاد مہملہ و ادغام فا ایک سایہ دار جگہ تھی پائین مین مسجد نبوی کے کہ فقرا و مساکین صحابہ رض وہان رہتے تھے اوسی طرف اون کو منسوب کرکے اصحاب صفہ کہتے ہین ذہبی نقل کرتے ہین کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کیجانب تھا تحویل پانے کے بعد حائطہ قبلۂ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقرا و مساکین وہان رہین اور صفہ رہنے کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمائے شریفہ اصحاب صفہ کے ذکر کیے ہین اور خوابگاہ اونکا رات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوس کے اور جگہ نہین رکھتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم آیہ جل سلطانہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم اون کے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت خاص رکھتے تھے اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال درماندگی سے آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام کے دروازہ شریف پہ گر جایا کرتے تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے

۱ اور تھام رکھ آپ کو اونکے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو ۱۲

کہ شاید یہ لوگ بہ دیوانے ہین اور آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات اونکے پاس قدم
رنجہ فرماتے اور تسلی اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے
کہ اگر تملوگ اپنی قدر و منزلت جو حقتعالی و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہی جانو تو اوس سے
زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دو دو کو اونمین سے اغنیائے صحابہ کو حوالہ
فرماتے تاکہ اون کی میہمان داری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے اونکو اپنے ساتھ شریک کر لیتے
تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے اور ہدایا مین بھی اون کا
حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کو لقب اضیاف المسلمین تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر یا اسّی تک اور آدمی
اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اونمین سے کسیکے پاس سوا ایک ازار وہ بھی آدھی ساق تک اور
کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے وقت اوسکو گرد سے سمیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت
نہ ہو جاے اور بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات
ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا
یہانتک کہ ایک روز اوسی حال مین مین رہ گذر پر بیٹھا تھا کہ ابو بکر صدیق رضہ اوس طرف سے
گذرے مینے اونکو سنا کر ایک آیہ قرآن بھی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کھائین اونھون نے التفات
بھی نہ کیا بعد اوسکے ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم اودھر سے تشریف فرما ہوے
میرا حال دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا ابا ہریرہ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا
ادھر آ مین آپکے پیچھے پیچھے حجرہ مبارک تک پہونچا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ سلم
کیواسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا جا کر اصحاب صفہ کو بلا لا
مینے اپنے دل مین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہی کہ جو اصحاب صفہ بلائے گئے ہین مجھی کو فقط کفایت کرتے
تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا ولیکن چونکہ اطاعت خدا اور رسول
سے سر نہ پھیرنا چاہیے امتثالاً لامر النبی علیہ السلام مین اصحاب صفہ کو حضور مین بلا
لایا وہ سب کے سب دولتسرا مین آئے آپ نے فرمایا یا ابا ہریرہ مین نے عرض کیا

سے واسطے بجالانے حکم نبی علیہ السلام کے ۱۲

لبیک[1] یا رسول اللہ فرمایا دودھ کا قدح اٹھا کر ان اصحاب کو دے اونہوں نے قدح اٹھا کر اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون میں سے خوب سیر ہو کر پیا اور دودھ کچھ کم نہ ہوا بعد اون سب کے سیر ہونے کے مین قدح اٹھا کر آپکے حضور مین لایا آپ نے[2] تبسم فرمایا اور فرمایا اب فقط ہم اور تم رہ گئے ہین مینے عرض کیا صدقت یا رسول اللہ فرمایا بیٹھ جا جبان تک تیری بھوک ہو پی لے مین نے پیٹ بھر کر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلواۃ والسلام کے حضور مین رکھدیا آپ نے خطبۂ شکر حق تعالے و تبارک پڑھا اور دودھ قدح مین باقی تھا اسکو نوش فرمایا او قصیۂ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صفہ کیواسطے ظہور مین آیا تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہی اور روایات متعدد مین آیا ہی کہ ہر ایک انصاری اپنے اپنے درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشونکو ایک رسی مین باندھکر دو استوانون مسجد کے بیچ مین لٹکا دیتے تھے اور اصحاب صفہ کو اوسکے نیچے بٹھا کر خوشون کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ بے تکلف کھائین ایکروز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکا دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقے کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو ہو سکتا تھا لیکن اوس نے چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر خرمے کھائیے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ورضی اللہ تعالی عنہ اصحابہ اجمعین فصل بیان حجرات شریفہ مین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی بنا ڈالنے کے وقت دو حجرون کی بھی بنا ڈالی تھی کیونکہ اس زمانے تک دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما تھین بعد اسکے جتنی ازواج مطہرات بڑھتی گئین ہر ایک کیواسطے ایک ایک حجرہ علیحدہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی حارثہ بن نعمان انصاری کے تھے انھون نے تھوڑے دنون کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب عالمیان مآب علیہ وآلہ الصلواۃ والتسلیمات کئے اور آن سرور علیہ الصلواۃ والسلام کے اکثر بیوت موافق عرف دیار عرب کے شاخہائے خرما سے کہ کملی سے ڈھنکے ہوئے اور دروازون پر کملی کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے جانب قبلہ اور مشرق اور شمال واقع تھے

[1] حاضر ہون یا رسول اللہ ۱۲ [2] یعنی آپ نے تبسم فرمایا یا رسول اللہ ۱۲

جانب غربی مین کوئی گھر نہ تھا اور بعضی گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا مشائخین فرماتے ہین کہ اوسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب تھے اور بلندی چھتونکی ایک قد آدم اور ایک سے زیادہ نہ تھی اور حضرت جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہان اب اونکی قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اور درمیان دولت سرا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے ہین اکثر اوقات علیہ حضرت علیہ الصلواۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ سے برآمد ہوتا ہین حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسین رضی اللہ عنہم کی خیر وعافیت پوچھتے اور حضرتیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوس طرفسے تشریف لائین اونکے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ مین کسی قسم کی گفتگو آگئی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرکے اوسی خوخہ کو بند کروا دیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت علیہ علی آلہ الصلواۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف مین داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوس کے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف لیجاتے اور اونکا حال پوچھتے بعد اونکی حجرات ازواج مطہرات مین رونق افروز ہوتے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکروز حضرت علیہ الصلواۃ والسلام ہمارے گھر مین تشریف لائے ہم نے کھانا آپکے واسطے تیار کیا اور ام ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھی تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا مین نے آپ کے دست مبارک دھلائے آپ نے دست مبارک چہرہ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اوسکے بعد سجدے مین چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کرسکے اس مین حسین علیہ السلام آپ کی پشت مبارک پر گر کر رونے لگے آپ اونکا رونا ملاحظہ فرماکر اپنا رونا بھول گئے اور اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے

بابی انت وامی[۱] یاحسین تو کیون روتا ہی اوس نے عرض کیا اے باپ ہم نے آپ کو ایسا
روتے کبھی نہین دیکھا آج آپ کیون روتے ہین فرمایا ای فرزند مین آج تمھاری جمال
مسرت حال کو دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہین ہوا جبرئیل نے اللہ تعالی کیطرف
سے میرے پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کیحالت مین شہید کریگی
یہ خبر سنکر مین دعا کی کہ الٰہی دنیا مین یہ رنج ومحنت انپر ہو تو بارے آخرت ان کی بخیر کرنا

فصل ابتداے حال مین بعض صحابہ کے گھرون کے دروازے اور راستے مسجد
شریف کی طرف تھی آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے خدا کے حکم سے سب دروازون
کے بند کرنے کا امر فرمایا سوائے دروازہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے احادیث
صحیحہ مین طرق متعدد سے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے ایام مرض مین کہ رحلت
فرمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرماکر خطبہ بلیغہ پڑھا اور فرمایا کہ حضرت
رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندون مین سے مخیر کیا اس بات مین کہ اگر چاہی دنیا
مین رہے اور چاہے جوار قدس کیطرف نقل کرے بندے نے یہی اختیار کیا کہ اپنے
مولی کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے اونمین سے کسیکی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس
بندے کا ذکر فرماتے ہین سوا حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی روئے اور سمجھ گئے کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر
آخرت قریب پہونچا بعد اسکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے
زیادہ بذل اور مدد کرنیوالا مجھپر صحبت اور مال مین ابو بکر رض ہی اگر مین سوا خدا کے کسی اور
کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابو بکر رض کو ٹھہراتا ولیکن اخوت اسلام باقی ہی جتنے دروازہ مسجد کیطرف ہین
بند کردو سوا دروازے ابو بکر رض کے اور بعض احادیث مین آیا ہی کہ کوئی خوخہ مسجد مین
نہ چھوڑو سوا دروازے ابو بکر رض کے اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین کہ جو گھر مین روشنی
کیواسطے رکھتے ہین اگر خوخہ بائین کی طرف واقع ہو تو ادھر سے آنا جانا بھی ہو سکتا
ہی اور خوخہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے

۱؎ مان باپ فدا ہون آپ پر یا حسین۔

مسجد شریف مین حاضر ہوئے اسی واسطے اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا
ہی والا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد کیطرف واقع نہ تھا علماے
سنت وجماعت کو اس حدیث سے تمسک ہی فضل ابوبکر مین سارے صحابہ کرام پر علی الخصوص
جبکہ یہ امتیاز اونکو آخر حیات آن سرور علیہ الصلواۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہان تک کہ
نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک سوراخ رکھون
کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دولت سرا سے دیکھ لیا کرون آپ نے فرمایا کہ ایک سوئی کے ناکے
کے برابر چاہو تو روا نہ رکھونگا اس درمیان مین بعضے لوگون نے آپسمین کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ
کھولدیا اور سب کا دروازہ بند کردیا آپ نے فرمایا کہ یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین کی بلکہ
حقتعالے نے حکم دیا ہی اور مجکو اس مین کچھ اختیار نہین اور فرمایا کہ ابوبکر رضہ کے دروازے پر
ایک نور دیکھتا ہون اور دوسرون کے دروازون پر ظلمت بعضے علمانے باب تاویل
مین آکر ادعا کیا ہی کہ اس حدیث سے ظاہر مراد نہین بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہی اور سبھون
کے دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہی منع طلب خلافت ہی ورنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر
مسجد نبوی کی برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی مدینہ مین تھا اور دوسرا بقیع مین یہ بات اس بعض کے بے
تکلف نہین یہ جو کہتا ہی کہ کوئی گھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی
تحقیق یہ ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر متعدد تھے بہ تعدد ازواجات اور وہ گھر جس کے
دروازے کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب تھا مسجد نبوی سے باب السلام اور
باب الرحمۃ کے درمیان مین کہ ایک وقت مین اوس گھر کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ
چار ہزار درہم کو بیچکر وہ مال ایک قوم پر کہ اونکے پاس کہین سے آئی تھی انفاق کردیا شیخ
ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین نقل کرتے ہین کہ اسباب مین احادیث اور بھی
منقول ہین کہ ظاہر اون احادیث کا مخالف ہی مضمون مذکور کا ازجملہ اون احادیث کے
ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہی وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
سب دروازے بندکرنے کا حکم دیا سواے دروازے علی ابن ابی طالب رضہ کے

سلہ یعنے مدینہ منورہ کے اونچانو کیطرف کہ وہ سمت جنوب مین واقع ہے ۱۲

اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہین اور اسنا د اس حدیث کے قوی ہین طبرانی اوسط مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے سب کے دروازے بند کر دیے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہ مین نے بند کیا نہ مین نے کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہی کہ مین سب کے دروازے بند کروا دون سوا دروازہ علی کے اور بھی امام احمد و نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ سب دروازون کے بند کرنے کا حکم ہوا سوا دروازہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کہ اونکے گھر کا دروازہ مسجد ہی کیطرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یہان تک کہ حالت جنابت مین بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بہترین مردم بعد سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر رض کو جانتے تھے اُنکے بعد عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لاتا ہی کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ابو بکر رض کو پھر اونکے عمر کو پھر اونکے بعد عثمان کو اور دوسری روایت مین ہی کہ برابر نہین کرتے تھے ہم اون تینون شخصون سے کسیکو انتہی اور سید علیہ الرحمۃ نے فقط ابو بکر رض و عمر رض اللہ عنہما کو کہا ہی اور اتنا زیادہ کیا کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالی نے تین فضیلتین علی بن ابی طالب کو دین ہین اگر اون فضایل مین سے ایک فضیلت بھی مجھ مین ہوتی تو مین اپنے تئین دنیا و مافیہا سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحب زادی اونکے نکاح مین دی اور اونسے اولاد ہوئی دوسری یہ کہ سب کے دروازے بند کروانے کا حکم ہوا سوا اونکے دروازے کے تیسرے یہ کہ خیبر کے دن جھنڈا اونکے ہاتھ مین دیا گیا اور نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان علی کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث پڑھکر کہا کہ علی ہی کچھ نہ پوچھو اور اوسکا کسی سے قیاس نہ کرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنی ہے ہم سب کے دروازے بند کروانے کا حکم دیا سوا دروازہ علی کے

شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے صحت اور قبول کے لایق ہے علی الخصوص جب کہ
بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اس
حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات مین لکھا ہے اور
اوسکے بعض طرق پہ کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح کے ہے جو باب
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہے غالباً رافضیون نے اوسکو معارضے مین وضع کی
ہے اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اس باب مین خطائے شنیع کی ہے کہ اس
حدیث کو فقط توہم معارضے سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث کے طرق بہت ہین بعضے اون
طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچے ہین اور یہ حدیث حدیث ابوبکر رض کے ساتھ
معارض نہین ہے جمع اور توفیق ان دونون حدیثون کے درمیان مین ثابت ہے اور
بزار اپنی مسند مین اسکو لایا ہے اور کہا ہے کہ حدیث علی رض روایات اہل کوفہ سے ہے اور حدیث
ابی بکر رض روایات اہل مدینہ سے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سد ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے مستثنی کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کیطرف تھا اور سوا اوسکے کوئی راہ آنے جانے
کی نہ تھی اور موید اس کلام کا وہ ہے جو ترمذی حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے
ہین کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت کیحالت
مین کوئی شخص اس مسجد مین درآوے مگر مین اور تو اسوقت سارے دروازے بند کردے سوا باب
علی کے اور دوسرے وقت خوخون اور روزنون کے بند کرنے کا حکم دیا اوسوقت استثنا کیا
ابی بکر رض کا سارے اصحاب مین اسواسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جسکی راہ مسجد
کیطرف ہو جیسا حضرت علی رض کا تھا اونکا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کیطرف جیسا کہ علمائے
سیر اور احادیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلاباذی نے
معانی الاخبار مین اسی توجیہ کے ساتھ توفیق مین تصریح کی ہے یہان تک تمام ہوا کلام شیخ
ابن حجر کا شرح صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت کرتی ہے اس
بات پہ کہ قضیہ فتح باب علی مرتضی مقدم ہے یہ ہے کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہین

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب رض کے دروازونکے بند کرنے کا حکم دیا سوا
دروازہ علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلے اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوئے اور آنکھون سے اونکے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یارسول اللہ
آپ نے اپنے چچا کو باہر نکالا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا اے چچا مین مامور ہون مجکو
اس امر مین اختیار نہین پس اس روایت مین ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیہ فتح باب
علی اللہ عنہ سابق ہی اسواسطے کہ قضیہ فتح خوخہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے مرض موت مین واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد مین ہوئی
اور سید علیہ الرحمہ نے قضیہ فتح باب علی کو بہت سی احادیث سے بہت طرح سے ثابت کیا ہی ازجملہ اون
احادیث کے یہ ہی کہ ابن زبالہ اور یحیی ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہین
کہ سب اصحاب کرام مسجد شریف مین بیٹھے تھے کہ یکایک منادی نے ندا دی یا ایہا الناس
سدوا ابوابکم یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہو گئے لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اوٹھا نہین پھر
دوسری بار ندا آئی یا ایہا الناس سدوا ابوابکم قبل ان تنزل العذاب آوہی سب نکلکر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے
ہو گئے تو علی مرتضی کیطرف آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا تو کیا کھڑا ہی جا اپنی گھر مین بیٹھ اور اپنے
گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سننے سے لوگون کے دلون مین کچھ دریغ
سا آیا اور آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر
پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنا الٰہی جل وعلا وشانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے
نے موسی کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو بصفت طہارت اور اوس مین
کوئی نہ رہے سوا تیرے اور ہارون کے اور سوا ہارون کے بیٹون کے کہ شبر اور شبیر
ہین اسی طرح اللہ تعالی نے وحی کی مجھہ پر کہ مین ایک مسجد طاہر بناؤن اور اوس مین
کوئی ساکن نہ ہو سوا میرے اور علی کے اور علی کے دونون بیٹون کے

سلہ اے آدمیون بند کرو اپنے دروازے ۱۲
سلہ اے آدمیون اپنے دروازے بند کرو عذاب اوترنے سے پہلے ۱۲

کہ حسنؓ اور حسینؓ ہین پس مین نے مدینے مین آنکر مسجد بنائی اور مجکو مدینے کے آنے مین اور مسجد کے بنانے مین کچھ اختیار نہ تھا مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہو اور نہین جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھو بتاتا ہو پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آتے تاکہ مین اونکے میان اوترون اور مین اونکے کہنے سے نہین اوترا اور مین نے کہا کہ میرے ناقہ کو روکو نہین وہ مامور ہو جہان بیٹھ جائیگی مین وہین اوترونگا اور وہین میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہو خدا کی دروازون کو نہ مین نے بند کیا ہے اور نہ مین نے کھولا ہے اور علی کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہو مین اس مین کیا کرون اور حق یہ ہی کہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث علی رضہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہین ہو سکتا پس ہو سکتا ہو کہ دونون قضیے حق ہون ان وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے علماے حدیث سے نقل کیا ہے وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ۱۲ باب ساتوان بیان تغیرات اور زیادات مین جو بعد رحلت فرمانے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی مین ائمہ اور امرا سلاطین سے ظہور مین آئی اور ذکر اونکے اوضاع اور احوال مین سبیل اختصار اور اجمال پر مسجد نبوی مین پہلے زیادتی اور بڑھاؤ حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہین ہوئی یا اونکے نظر شریف مین مصلحت نہ تھی کہ مسجد نبوی کو تغیر دیتے اونکے وقت مین اتنی البتہ ہوئی کہ بعضے ستون جو گر پڑے تھے اونکی جگہ پر اور ستون اوسی جنس کی شاخون خرما سے بٹھا لیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چونکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسباب مین اشارہ پاچکے تھے سن سترہ ہجری مین قبلہ اور مغرب کیطرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کیجانب ویسا ہی چھوڑا کیونکہ اس طرف حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا قبلہ سے شامی النگ تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوس کا جانب مشرق سے جہت غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا تھا

کہ تو مسجد کو بڑھاتا اسواسطے مین نے بڑھائی اور نہین تو یہ بات مین ہرگز نہ کرتا اگرچہ جگہہ
قومیون پر تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی از جنس بناے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ و
سلم بھی یعنی اونہون نے بھی کچی اینٹون اور خرما کی شاخون اور لکڑیون سے بنائی نقل ہیکہ
دار عباس رضی اللہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے اونسے کہا کہ مسجد
مسلمانون پر تنگی کرتی ہی اور مین چاہتا ہون کہ وسیع ہوجاے ایک طرف اسکے حجرات امہات
المومنین ہین اور دوسری طرف کو تمھارا گھر ہی حجرات امہات المومنین کھودینگی تو میری مجال نہین
ہو تمھارا گھر اوسکو یا تم بیچڈالو اوسکی جو قیمت کہو مین بیت المال سے اداکرون یا اسکی
عوض مین جو مکان مدینے مین جس جگہ تمکو پسند آوے تم کہو مین تمکو دلوادون یا اس
گھر کو مسلمانون پر تصدق کرو بہرحال ان تین شقون سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے
عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لا واللہ مین ان تین شقون سے کوئی شق اختیار نہ کرونگا
یہ وہ جگہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی
لاچار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رفع مخاصمت کے واسطے حکم دیا اونھون نے
ایک حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث
یہ ہے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالے نے داود
علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تو میرے واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ آدمی میری یاد اس گھر مین
کرین داود علیہ السلام نے بحکم بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بناے عبادت
کا خط ایک طرف سے ایک اسرائیلی کے گھر پر آیا داود علیہ السلام نے صاحب خانہ سے
کہا کہ اس گھر کو تو ہاتھ بیچ ڈال اوس نے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نہ مانا داود علیہ
السلام نے اپنے دل مین یہ بات چاہی کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح
سے بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ اے داود علیہ السلام مین نے
تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا اوس مین میری عبادت کرین تو آدمیون کے گھر
غصب کرتا ہے تیری عقوبت یہ ہے کہ تو اس گھر کو نہ بناوے داود علیہ السلام
نے عرض کیا خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق عنایت کر

کہ اس بنا کو تمام کرے پس بعد داود علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو اوس بنا کو تمام کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض نہ کیا بعد اوسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آپ اس گھر کو مسلمانون کے واسطے تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس گھر کو مسجد مین داخل کر لیا اور ایک گھر اور جعفر بن ابی طالب کا اوسی گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم کو خرید کر کے مسجد شریف مین داخل کیا دوسرا نصف اوس کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پایئن مسجد شریف مین شرقی الگ پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطیحا رکھا تھا بنایا تا کہ جس کا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی بات باواز بلند کرنے کو چاہے تو وہان جائے اور مسجد شریف مین آواز بلند نہ کرے اور شعر نہ پڑھے ایک آواز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طایف کے ہین فرمایا اگر غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پہونچتے یہ مسجد پیغمبر ہے اس مین آواز بلند کرنا جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ایکبار حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت کیطرف گذرے وہ مسجد مین بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے حضرت نے اونکی طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا کہ تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین نے اُس شخص کے سامنے شعر پڑھا ہے جو تم سے بہتر تھا یعنی سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ وہان حاضر تھے حسان نے اودھر منہ کر کے کہا کہ اے ابو ہریرہ مین تجکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ تو نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اللھم اید حسانا بروح القدوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللھم نعم یعنے ہان ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہے

---

۵۱ حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

۵۳ یعنے اے اللہ میرے تائید کر حسان کے ساتھ روح القدس کے ۱۲

فایدہ مسجد مین شعر پڑھنا جو حرام ہے تو شعر جاہلیت اور اہل بطالت سے ہو اور مشتمل ہو کذب اور زور پر ودالا ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے واسطے مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اوس پر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھے اور کلام فصل بیان پر یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الشعر احسنہ[1] حسن وقبیحہ قبیح۔ دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف کو بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوارین اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونون کو لوہے اور شیشے کی عمر عمودون سے مستحکم کیا اور کثرت زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کیطرف کم اور جانب شرقی کو حرمت حجرات ازواج مطہرات سے اپنے حال پر چھوڑا اوس طرف کچھ زیادتی اور کمی نہین کی اور ابتدای عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع اول سن انتیس ہجری مین واقع ہوئی اور اتمام اوس کا اوائل محرم سن تیس مین ہوا پس شب مدت عمارت دس مہینے ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ عمارات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخر سال خلافت سن بنیتا لیس ہجری مین واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگون مین اسبات سے کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ من[2] بنی مسجد اللہ لہ بیتا فی الجنہ اور شاید آدمیون مین انکار ہدم کرنے بنا کے اول اور منقش پتھرون کے لگانے کی جہت سے پیدا ہوا ہوگا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی

---

[1] حال یہ ہے کہ اچھا اوسکا اچھا ہے اور برا اوسکا برا ہے۔
[2] یعنی جو بناوے اللہ کے واسطے مسجد تو اللہ بناتا ہے اوسکے واسطے گھر جنت مین۔

اسواسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوئی اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میری مسجد کو صنعاء یمن تک بناوین تو وہ میری ہی مسجد ہے نقل کرتے ہین کہ جب سن چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر پہنچے تو آدمیون نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوئی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسباب مین اصحاب کرام سے جو اہل فتویٰ اور اصحاب رائے تھے مشاورت کی اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھکر اس مضمون مین خطبہ پڑھا اور اسبات مین حدیث نبوی اور قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم کو تمسک کیا کہ شبہات لوگون کے اذہان سے اوٹھ گئے پھر اعمال کو طلب کیا اور بنای مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ روایت کرتے ہین کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بنا ے عثمان کے وقت کہتے تھے کہ کاشکے یہ بنا تمام نہ ہو ایک طرف سے بنے تو دوسری طرف سے گرے لوگون نے کہا کہ یا ابا اسحٰق تم ایسی بات کیون کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہین کرتے تھے کہ ایک نماز اس مسجد مین افضل ہے ہزار نماز سے دوسری مسجد مین سوا مسجد الحرام کے اونھون نے کہا ہان مین کیون نہین کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت کی بنا کی جہت سے آسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور درمیان زمین کے ایک بالشت خرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس عمارت کے اتمام پر موقوف ہے ادھر یہ عمارت تمام ہوگئی ادھر فتنہ نازل ہوا لوگون نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے انھون نے کہا اس شیخ یعنے عثمان بن عفان کا قتل ہوجانا ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل مثل قتل عمر ہے اونھون نے کہا نہین بلکہ اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہے بعد اوس کے عدن سے روم تک قتل ہی قتل اور ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اشارہ

اسباب کیطرف کیا کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ عداوت تھی اور ہدم بناے مسجد سے اور زیادہ ہو گئی اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اس کے جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہے اور آخر عہد امارت مروانیہ مین جو فساد اور قتال وکشت وخون کثرت سے ظاہر ہوا اوس کا بھی سبب قوی قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اونھین کا ارادہ انتقام چنانچہ سیاق بیان واقعہ حرہ سے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور سوا اوسکے اور وقائع سے اوسکی طرف اشارہ پا سکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید بن عبد الملک بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی نے خلفا اور امرا سے عمارت عثمانیہ مین داخل نہین کیا تھا اور اسوقت ولید کی طرف سے عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اون کو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد جس کسی کا گھر واقع ہوا اوسے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے تو اوسکا گھر گرا دے اور بدل مین اوس کے کچھ مال دے اگر مال بھی نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا کو دے دے اور حجرات ازواج پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر بن عبد العزیز نے موافق اوس کے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین کو ہدم کر کے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ مطہرہ مین آیا اور حجرات مطہرات کا ہدم واقع ہوا اس روز مدینہ مین ایک قیامت برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھکر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا ہوتا کہ پیچھے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون ومکان سید الانس والجان صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہے اور کیا زہد اختیار کر دین زبالہ مصنف اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا

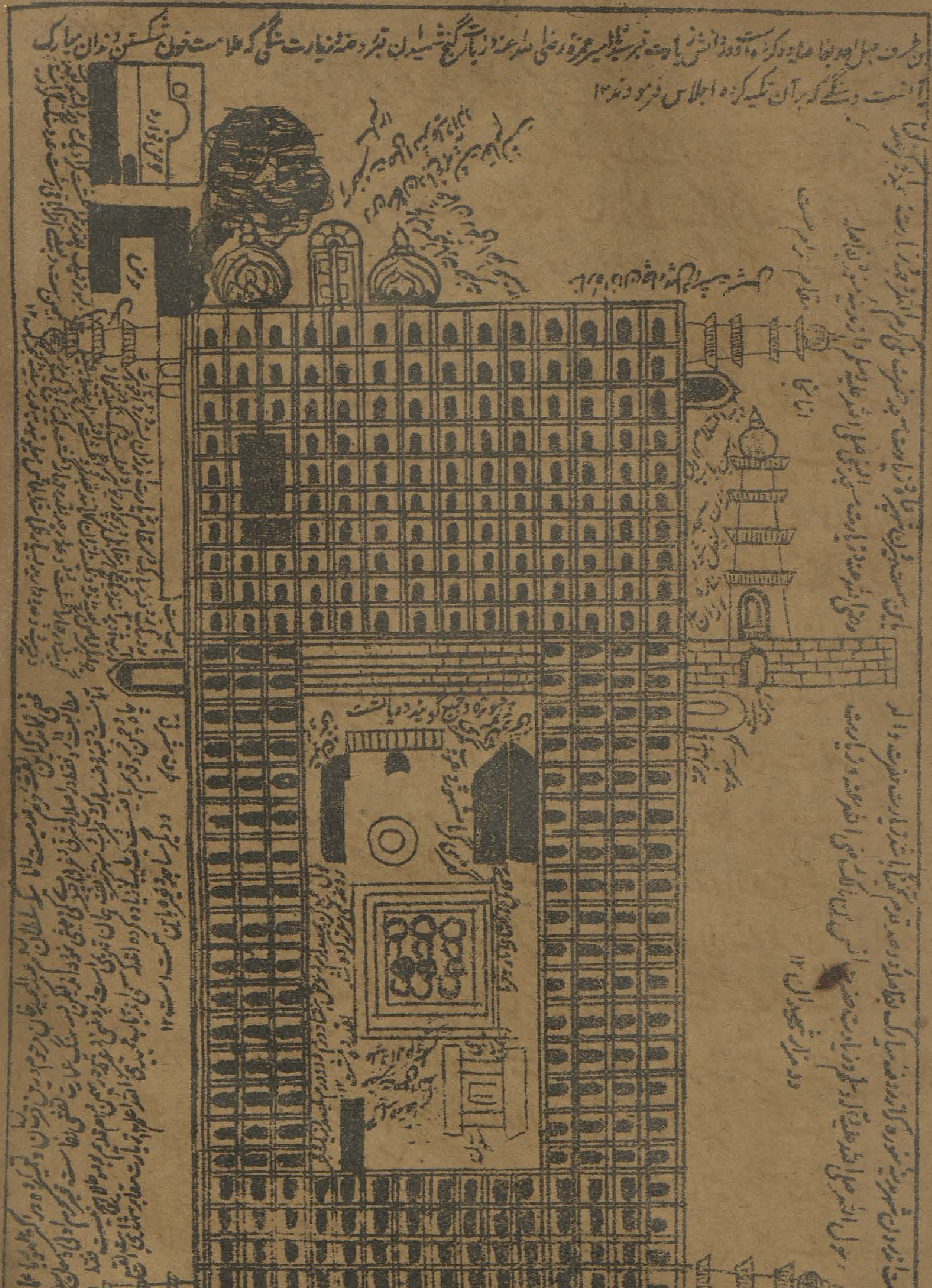
تو بعد اتمام مناسک حج کے مدینے مین بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا تھا
اثنای خطبہ خوانی مین اوس کی نظر حضرت امام حسنؑ بن علی رضی اللہ عنہم کے جمال باکمال
پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے جمال جہان آرا کو آئینہ
مین مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن عبد العزیز کو بلا کر سخت جھڑکی
دی کہ تونے ان لوگون کو اب تک یہان کیون چھوڑ رکھا ہے اور نکال کیون نہین دیا مین
نہین چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر انکو یہان دیکھون گھر ان سے مول لے کر مسجد مین
داخل کر دے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام اور حسن بن حسن علیہ السلام اور
اولاد اون کی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے اونھون نے باہر نکلنے سے انکار
کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر یہ گھر سے نہ نکلین تو گھر اون پر گرا دو اور بغیر اون کے
اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے تو بحکم ضرورت
باہر نکلنے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت کرام مدینے کے باہر گئے اور ایک جگہ
اپنی سکونت کیواسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ
ولید کے آنے سے پہلے اسی کے حکم سے عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ سے واقع ہوا تھا
ہزار دینار گھر کے بدل مین اون کو دیتے تھے حضرت امام حسن بن امام حسن سلام
اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لونگا یہ قضیہ عمر بن عبد العزیز نے ولید کو
لکھا اوس نے حکم بھیجا کہ بہتر ہے وہ دینار نہ لین گھر اون سے چھین لو اور انکو باہر نکال
دو اور دینار بیت المال مین داخل کر دو یہی نزاع حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ
عنہا کے گھر پر واقع ہوئی جسمین اولاد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رہتی تھی جب
اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلین گے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی عوض کچھ نہ لینگے تو حجاج بن یوسف بھی اسوقت مدینہ
منورہ مین تھا اوس نے حکم دیا کہ گھر ان پر گرا دو لیکن اس قضیے کو ولید نے سنکر
عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ اولاد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کر اور اون کو
راضی رکھ اور قیمت گھر کی اونکے دے اور اگر نہ لین تو اونکا اکرام کر اور کچھ

تھوڑی سی زمین اون کے گھر کی طرف اون کے تحت تصرف مین رہنے دی اور مسجد کیطرف دروازہ باقی رکھا اور زمانہ ولید مین طول مسجد دو سو گز اور عرض ایک سو ساٹھ گز کا ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت مین نہایت تکلف اور تضیع کیا یہانتک کہ چھتین اور دیوارین اور ستون مطلا اور مرصع جواہر سے کئے اور انواع طرحکے نقش ونگار سے اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو جتنے صناع اور دستکار ہاتھ لگین روانہ کرے قیصر روم نے حسب الحکم چالیس استاد کار رومی اور چالیس قبطی مسجد بنانے کو بھیجے اور اونکے ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیرین نقرئی اور قندیلین اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس ہزار مثقال طلا اور زنجیرین جواہرات سے مرصع پیشکش کئے اور علامت محراب جو اب تک مساجد مین متعارف ہی اوسی سے ایجاد ہے اور اوس سے پہلے نہتی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے اعمال روم سے چاہا تھا کہ معاذاللہ حجرۂ مبارک پر پیشاب کرے بمجرد اس قصد کے الساز مین پر گرا کہ سر اوس کا ریزہ ریزہ ہوگیا بعضے اون مین سے اس حال کو دیکھکر مسلمان ہوگئے اور ایک دوسرے ملعون نے اون مین سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سور کی تصویر کھینچی عمر بن عبد العزیز نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اونکے حکم کے عمل مین آیا اوس خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہین کہ جو کوئی شخص اون مین سے کسی درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوبصورت کھینچتا تھا تو تیس درہم اوسکی اجرت پر بطریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب ولید مدینے مین آیا عمارت مسجد شریف تمام ہوچکی تھی ایک روز بہ تماشای عمارت مسجد ٹہلتا تھا اوس کی نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوس کو دیکھکر بہت پسند کیا اور تحسین اور آفرین کرکے کہا کہ ساری مسجد کی چھت تم نے ایسی کیون نہ بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت پڑتا اوس نے کہا کیا مضایقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنواتے عمر بن عبد العزیز نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ دیوار قبلہ پر

کیا خرچ پڑا اوسکے فقط نقش و نگار پر سنتالیس ہزار دینار صرف ہوا ہے ولید یہ بات سنکر
پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تونے کیون کیا کیا تونے اپنے باپ کا خزانہ
سوچا تہا اور یہ بہی نقل کرتے ہین کہ اثناے تماشای مسجد مین حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے
لگا کہ دیکہہ تیرے باپ کی عمارت کیسی تہی اور ہماری عمارت کیسی ہے اون صاحبزادے
والا مرتبت نے جواب دیا کہ ہان میرے باپ کی عمارت مسجد تہی اور تمہاری
عمارت تو بس یہود و نصاری کی سی ہے اور ابتداے عمارت ولید سن اٹھاسی
ہجری مین ہوئی اور انجام اکانوے سن ہجری مین پس مدت عمارت کی تین
سال ہوے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف پر چار
منارے تہے لیکن سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب
السلام کے تہا کہدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان
تہا اوس کے حجرون پر اوس منارے کا سایہ پڑتا تہا اور ظاہر کلام ہانخود سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ ولید کی عمارت سے پہلے مناری کی رسم نہ تہی اوسی نے ایجاد
کی ہے واللہ اعلم اور زمانہ ولید مین نماز جنازہ مسجد شریف مین پڑہنے
سے منع کرتے تہے چوتہی مرتبہ مہدی خلیفۂ عباسی نے کچہہ مسجد شریف
مین بڑہایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹہہ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کیطرف
اوس کے ستون اور بڑہائے اور رسم تکلف اور تزخرف جو عمارت ولید مین تہی
باقی رکہی اور پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تہی اور بعد مہدی
کے پہر کسی نے زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہے کہ سن
دو سو دو مین مامون خلیفہ نے کچہہ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم

فصل بیان حجرۂ مبارک مین جو مشتمل ہے قبور شریفہ پر پہلے پہل یہ ایک حجرہ
تہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین کہجور کی شاخون سے بنا ہوا موافق اور
حجرات سید کائنات علیہ الصلواۃ والتسلیمات کے اس مین بحکم

الٰہی جل جلالہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی
اپنے گھر مین رہتی تھین اور اون کے اور قبر شریف کے درمیان مین کوئی پردہ
نہ تھا آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ بید ھڑک گھسنے
لگے اور کچھ خیالات باقی نرہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر کی دو قسمین کین
اور ایک دیوار اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین اوٹھائی اور جب تک
حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن نہین ہوے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی
کبھی حسن وضع سے کہ ہوتین حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر
اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتین اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ وہین دفن ہوے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر ستر کامل اور حجاب کمال کے قبور شریفہ
کی زیارت کو نہ آتین اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد شریف مین زیادت کی
حجرۂ شریفہ کو کچی انٹیون سے بنایا وہ حجرۂ زمانہ عمارت ولید بن عبد الملک تک ظاہر رہا
عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوس کو ہدم کیا اور منقش پتھرون سے پھر بنایا
اور اوس کے باہر ایک خطیرہ دوسرا بنا کیا اور اون دونون خطیرون مین سے کسی
مین دروازہ نرکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین ایک دروازہ ہی لیکن مسدود ہی
اور تحقیق پہلا قول ہے اور عروہ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے عمر بن عبد العزیز
سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اپنے حال پر چھوڑو اور اوسکے گرد عمارت اوٹھاؤ
تو احسن ہی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے اسیطرح پر حکم دیا ہی سوا امتثال
کے مجھے چارہ نہین اور عمر بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیو کھودتے
گیوقت ایک پانون ظاہر ہوا بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پانون امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
کا تھا تنگی مکان حجرہ شریفہ کی نیو مین آگیا تھا اسواسطے کہ قول اصح سے ثابت ہے
کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہے کہ سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کا محاذی سینہ مبارک جناب سرور کائنات علیہ آلات التحیۃ والسلام کے ہی اور سر
مبارک حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی



پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پانون دیوار حجرہ کی بنیہ تک پہونچین تو کیا عجب ہے اور [illegible] ی عمر بن عبد العزیز کے پھر آج تک کوئی حجرہ قبور کے اندر داخل نہین ہوا سوا اسکے نقل کرتے ہین کہ سن پانسو اڑتالیس مین ایک آواز حجرہ شریفہ کے اندر سے سنی گئی جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص تھے مشائخ صوفیہ سے کہ طہارت اور لطافت اور ریاضت نفس مین مشہور تھے پر دہ اوراونکو بہو کھار کھکر کہ لطافت اونکی اور زیادہ ہو جا اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے اندر اوتارا معلوم ہوا کہ کچھ خاک چھت سے گری تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو انہی نجاستون سے پاک کرکے شرف دو جہانی حاصل کیا اسیطرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت کیواسطے کہ طہارت مقام مقدس سے متعلق تھی ایک خواجہ کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی خدمت پر تعینات تھا ایک متولی عمارت کیساتھ اندر اوتارا وہ دونون مکان کی جاروب کشی سے ممتاز و سرفراز ہوئے اور سن پانچسو پچاس ہجری کی قریب جمال الدین اصفہانی نے ایک جالی صندل کی بنواکر گرد حجرۂ شریفہ کے نصب کی اونھین دنون مین ابن ابی الہیجا شریف نے ایک غلاف دیبائے سفید کا بھیجا جسپر سرخ ریشمی پھول بنے تھی اور سورہ یسین لکھی تھی اوسکو مستضی باللہ خلیفۂ عباسی سے اجازت لیکر حجرۂ شریفہ پر پہنایا اوسیطرح سے عادت بادشاہون کی یہی رہی کہ ابتدائے جلوس مین ایک غلاف حجرۂ مبارک کیواسطے بھیجا کئے چنانچہ اب تک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سن چھسو اٹھتر مین قلاؤن صالحی کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبہ بنا مسجد شریف کی چھت سے اونچا تانبے کی جالیون سمیت جیسا آج تک موجود ہے بنایا گیا اور پہلے اوس سے قبہ شریف مسجد کی چھت سے اونچے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا بعد اوسکے سن آٹھ سو اٹھاسی مین ملک قائتبای بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف ویسا ہی خاک پاک کا رکھا کچھ تغیر و تبدیل نہین کی کہ اوس خاک مین برکت اقدام سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے بعد اوسکے دسوین صدی کے درمیان مین سلطان سلیمان رومی نے روضۂ مقدسہ یعنی روضہ من ریاض الجنہ کا فرش سنگ خام سے کیا اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادت عثمانیہ سے ممتاز دیا

سلہ جمال الدین اصفہانی کے ہاتھ سے مدینہ منورہ مین بہت سے کارخیر ظہور مین آئے اوسکے نسبت تواریخ اہل مدینہ مشہور و معروف ہین اور قبر اوسکی زیادہ غم مین بچھان کیطرف واقع ہے سلہ ابن ابی الہیجا شریف ذکر مصر تھا چنانچہ اوسکا نام مسجد فتح کی طرف بعض مساجد پر زائیک لکھا ہے سلہ ایک باغ ہے باغون جنت سے ۱۲

اور گرد روضہ مین ریاض الجنہ کے ایک دیوار نئی کھینچدی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا بنایا مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد اوسکے اب بعد سن بارہ سو ہجری کے سلطان عبد المجید خان رومی نے مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ اوس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا ساری مسجد ذی قباب اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا اور سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ وال ہو کمال صنعت و دستکاری صناعان روم پر معمور کیا سارے ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصاً باب السلام کو سونے سے لادویا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ باب جبرئیل[1] کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم تھے اوس نے ایک پانچوان دروازہ اور بنا دیا وہ باب مجیدی کر مشہور ہی اور پانچ منارون قدیم مین چار منارے وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہی نہایت خوبصورت کہ دیکھنے والی کا اوسکے دیکھنے سی دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سی آنکھ نہین پھرتی اور روضہ مین ریاض الجنہ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سی ایک برنجی بطور کٹھرے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد سے کہ باغ ہے کہ باغ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کر مشہور ہی کہ ایک کٹھرا سبز اوسکے گرد لگا باقی رکھا اور جو چیز تھی از قبہ روشنی وغیرہ اوسکو وہانسے نکال ڈالا اور ساری مسجد شریف قالین پشمی منقش متکلف کا فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ وہانڈی بکثرت آویزان کر دیے کہ رات بھر کثرت روشنی سے دنکا گمان جاتا ہی اور سوا اسکے اور بہت سی تکلفات کیے ہین کہ آدمی اونکو بغیر دیکھے تصور سی نہین معلوم کر سکتا اور حجرۂ شریفہ مین سوا ترمیم اور تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا مین اوسکی مغفرت کرے اور اوسکی حق مین شفاعت قبول فرماوے تخمیناً بارہ برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی اور سن اتمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہی کہ اس زمانہ اخیر مین کہ لوگونکے ایمانون مین ضعف آگیا ہے ایسی مسجد جاہ و جلال کی جو چاہیے رہتی جیسی اس نے بنائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ فقط ازجملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت مین ازجملہ معجزات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہیے

[1] باب جبرئیل کے باہر مساکین و فقرا کے بیٹھنے کی جگہ ہے ۱۲

قضیہ نقب حجرۂ شریفہ ہے کہ سن پانچسو ستاون ہجری مین واقع ہوا نقل کرتے ہین کہ سلطان
نورالدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی مذکور اوسکا وزیر تھا سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک رات مین تین مرتبہ خواب مین دیکھا کہ آپ دو شخصون کی طرف دیکھکر اشارہ
فرماتے ہین کہ مجکو ان دونون کے شر سے خلاصی دے سلطان نے فراست سے دریافت کیا
کہ شاید کوئی امر غریب کہ ایذا دہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مدینہ منورہ مین حادث
ہوا اور مجکو وہان جلد پہونچنا چاہیے پس سلطان اوسیوقت بیس خواص مجلس اور بہت
سا مال ومتاع اپنے ساتھ لیکر تیز سانڈنیون پر سوار ہوکر روانہ مدینہ مطہرہ ہوا سولہ دن کے
عرصے مین شام سے مدینہ مین پہونچکر اون دونون ملعونون کی تلاش مین مشغول ہوا اور
حیلہ اونکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام اور اکرام دینے کیواسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہونے
کا حکم دیا حسب الامر سارا شہر حاضر ہوا اوسنے ہر شخص کو مال بکیران عطا کیا مگر اون حاضر
ہونیوالون مین کسیکو یہ شکل نامطبوع اون دونون ملعونون کے جنکے خواب مین دیکھا تھا
نپایا تو پوچھا کہ سوا ان حاضر ہونیوالون کے کوئی اور شخص بھی شہر مین باقی ہے جو حاضر نہین
ہوا لوگون نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہین جو حاضر نہ ہوا ہو مگر دو مغربی کہ نہایت صالح
اور متقی اور جواد اور عفیف ہین شب روز اپنی جگہ پر عبادت مین رہتے ہین اور کسی کے ساتھ
اختلاط نہین رکھتے اور حجرے سے باہر بہت کم نکلتے ہین سلطان نے حکم دیا کہ اونکو حاضر کرین
لوگ اونکو حسب الحکم بلا لائے سلطان نے بمجرد دیکھنے کے پہچان لیا کہ یہی دو شخص ہین وہی ہیئت کو
جنکو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دکھایا ہے پوچھا کہ تم دونون یہان کس جگہ رہتے ہو کہا
اس رباط مین جو حجرۂ شریفہ کے پاس ہے سلطان اون دونون شخص کو اوسی جگہ چھوڑکر اونکے حجرے مین
گھس گیا دیکھا کہ دو قران طاق پر رکھے ہین اور کچھ کتابین وعظ ونصیحت کی اور کچھ مال ایکطرف
ڈھیر کہ فقرائے مدینہ منورہ پر صرف کیا کرتے تھے اور ایک چٹائی اونکے سونے کی جگہ پڑی ہے
سلطان نے چٹائی کو اوٹھایا دیکھتا ہے کہ ایک بڑی بھاری سرنگ حجرہ شریفہ تک اون دونون ملعونون
نے کھودی ہے اور ایکطرف کو ایک کنوان کھودا ہے کہ سرنگ کی مٹی نکالکر اوسمین ڈالتے تھے اور ایک روایت
سے یون معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے کے دو تھیلے اون ملعونون نے رکھے تھے اونمین مٹی بھرکر بقیع کی طرف بہ پوشش

زوال آئی تھی آخر کو بعد تحقیقات شدیدہ کے حقیقت حال کھلی وہ دونون ملعون نصرانی تھے اور نصاری نے اون کو حجاج مغاربہ کے بھیس مین بہت سا مال ساتھ کرکے مدینہ منورہ مین بھیجا تھا کہ کسی حیلے سے حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہو کر معاذ اللہ جسد مطہر کے ساتھ گستاخی سے پیش آئین جس رات کو کہ سرنگ کو قبر شریف کے پاس پہونچاتے ہین ایسا ابر و باران آیا اور رعد برق اور زلزلہ پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہین اور اسی کی صبح کو سلطان سعید پہونچا ہے سلطان کو یہ بات سنکر حالت عظیم پیدا ہوئی اور نہایت رویا اور اون دونون ملعونون کی اشباک حجرۂ شریفہ کے نیچے گردن ماردی اور آخر روز مین جلادیا اور گرد حجرہ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی تک پہونچ گئی وہانسے سیسہ گلا کر اسپہ بھرلائے تاکہ وہانتک پھر کوئی نہ پہونچ سکے اور دوسرا قضیہ یہ ہے کہ ابن النجار تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ بعض امراء عبیدیہ کو کہ حکام مصر تھے اور ولایت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیما و تکریما اونکے تحت تصرف مین تھی اور اون اشقیا کے احوال تاریخ جاننے والون پر روشن ہین بعض زندیقون نے صلاح دی کہ اگر جسد مطہر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجساد شریفہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو مصر مین نقل کرلائین تو یہان کی لوگون منقبت عظیمہ کا موجب ہو اور سارے جہان کے لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ یہین آیا کرینگے حاکم مصر نے یہ مصلحت پسند کرکے اس خیال محال مین ایک مکان لق ودق اور حظیرہ عظیمہ بنوا کر تیار کیا اور ایک شخص معتمد کو جسکا نام ابو الفتوح تھا نباشی قبور شریفہ کیواسطے مدینہ مطہرہ مین بھیجا اکابر مدینہ منورہ کہ ابو الفتوح کے وصول سے پہلے اوس حال سے مطلع ہو گئے تھے اول مجلس مین جو ابو الفتوح کو دیکھا تو ایک قاری نے آیہ کریمہ وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانہم وہموا باخراج الرسول ان کنتم مومنین تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت اور ہیجان پیدا ہوا قریب تھا کہ ابو الفتاح کو اوسی مجلس مین مارڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد شریفہ اونہین اشرار کے تصرف مین تھے اسواسطے اوسکے قتل مین سرعت و تعجیل مناسب نہ دیکھے ابو الفتاح کو بھی ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجھکو قتل کرڈالین تو مین اوسی ہون اس سے

سلہ اور اگر توڑ دین قسمین اپنی پیچھے عہد لینے سے ۱۲

کہ موضع شریف مین ہاتھ لگاؤن اور اسی رات کو ایک ہوائے تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی اور
اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گیند کیطرح ڈھلکتے پھرتے تھے ابو الفتاح یہ حال دیکھکر
بنہایت ہیبت اور خوف مین آگیا اور بادشاہ کیطرف سے جو اپنے دلمین تمنائے کرام رکھتا تھا اوسکے
دلسے نکلگئی آخر کو وہ بھی صدق ہمت سے سالم نکلگیا تیسرا قضیہ خسف بعض ملاحدہ ہے محب طبری
ریاض نظرہ مین نقل کرتے ہین کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ کے پاس آئی اور بہت
سا مال اور ہدایا اوس کے لئے لائی اوس غرض سے کہ حجرۂ شریفہ مین دروازہ کر کے اجساد مطہر حضرت
ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالدین امیر مدینہ نے کہ بدمذہب و طماع دنیا
تھا اس بات کو قبول اور اوس فعل نامطبوع و قبیح کا اذن دیا اور ابواب حرم شریف کو بلاکر حکمدیا
کہ یہ لوگ جسوقت آئیں دروازہ حرم شریف کھلوائین کھولدینا اور جو فعل یہ کرین اوسکے مانع نہونا
بواب کہتا ہے کہ جسوقت نماز عشا سے لوگ فارغ ہوے اور دروازہ حرم شریف بند کیا چالیس آدمی
پھاوڑے اور کدال اور شمعین ہاتھون مین لیکر باب اسلام پر آکھڑے ہوے اور دروازہ کھٹکھٹایا
مینے امیر کے حکم سے دروازہ کھولدیا اور مین ایک گوشے مین جا بیٹھا اور رونے لگا کہ الہی یہ کیا قیامت
قائم ہوا چاہتی ہے سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذات تک پہونچے نہ پائے تھے کہ سب
سب مع اسباب و آلات جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون کے پاس جو زیادت عثمان کے قریب
واقع ہے زمین مین دھسگئے امیر مدینہ اونکا منتظر تھا جب بہت دیر ہوئی تو امیر نے مجھے بلاکر اوس
قوم کا حال پوچھا مین نے جو کچھ دیکھا تھا کہدیا امیر نے اسبات کا باور نہ کیا اور کہا تو دیوانہ
ہے مین نے کہا امیر چلئے خود دیکھیے اب تک خسف کا اثر باقی ہے اور طبری اس حکایت کو ثقات
کیطرف منسوب کرتے ہین جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہین اور بعضے مورخان مدینہ
نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ سمہودی مین مذکور ہے واللہ اعلم باب آٹھوان مسجد شریف اور
روضہ مین ریاض الجنة اور منبر شریف کے فضائل و خصوصیات اور مناقب مین از جملہ فضائل
مسجد نبوی یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری مین مذکور ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم صلوٰۃ
فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام مسلم بھی مثل

لہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نماز میری اس مسجد مین بہتر ہے ہزار نماز سے دوسری مسجدون مین سوا مسجد الحرام کے

اسکے روایت کرتے ہین مگر وہ اتنا اور زیادہ کرتے کہ فانی آخر الانبیا و مسجدی آخر المساجد ہیں
روایت مسلم کی ملاکر یہ نکلتا ہی کہ ایک نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد مین برابر ہزار نماز کے ہی جو اور
انبیا کی مساجد مین ادا کی جائین جیسے مسجد اقصی مین کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہی سوا ے
مسجد الحرام کے کہ مسجد ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام ہی چنانچہ اور احادیث مین اس بات کی
تصریح آئی ہے طبرانی معجم کبیر مین ثقات سی نقل کرتے ہین کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین حاضر ہوے کہ بیت المقدس جانے کی رخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیون
جاتے ہو کیا قصد تجارت ہی انھون نے عرض کیا کہ قصد تجارت نہین مگر اسواسطے کہ وہان جاکر نماز
پڑھون فرمایا ایک نماز میری مسجد مین ہزار نماز کے برابر ہی اوس مسجد سی اور بعضی احادیث مین آیا ہی کہ
ایک نماز بیت المقدس مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ مین اور
مساجد کے نماز پر برابر ہزار ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہی الا المسجد الحرام احتمال
رکھتا ہی کہ بیان مساوات کیواسطے ہوگا در مسجد مکہ اور مدینے کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ
پر یا واسطے کمی مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضی علمانے احتمال اول کو ترجیح دی ہی یعنی مساوات کو
اور ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے ثالث کیطرف گئی ہین باین معنی کہ ایک نماز
مسجد مدینہ مین ہزار نماز کے برابر ہے اور مساجد مین سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام کے ہزار
نماز سے کم کے برابر ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوسکی کم کی تعیین مین اختلاف ہی بعضی مالکیہ ایسطرف
گئے ہین کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہی اور بعضی دوسرے نوسو نماز مسجد
حرام کے برابر کہتے ہین اور ہر ایک نے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث سی
مستنبط کیا ہی اور جمہور علما اوس طرف گئے ہین کہ استثنا مذکور کو بیان فضیلت مسجد
حرام کے واسطے ہے زیادتی ثواب مین مسجد مدینے پر اس واسطے کہ وارد ہوا ہی کہ نماز
مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجہ زائد ہے اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے نماز ائد ہے یعنی
مسجد نبوی مین نماز پڑھنا ہزار درجہ زیادہ ہے اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کی اور مساجد
کی نماز پر سوا ے مسجد مدینہ کی لاکھ درجے زائد ہی جیسا کہ دوسری حدیث مین شرح کیساتھ وارد ہوا ہی

لہ کیونکہ مین آخر الانبیا ہون اور میری مسجد آخر المساجد ہے ۱۲

کہ الصلوٰۃ فی المسجد الحرام بمایۃ الف صلوٰۃ والصلوٰۃ فی مسجدی بالف صلوٰۃ والصلوٰۃ فی بیت المقدس بخمسمایۃ صلوٰۃ اور یہ ورود عدد میں بعض مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف احادیث میں غالب ہی کہ اوقات مختلفہ مین بحکم الٰہی ہوا ہوگا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ مین ہم پہلے اشارہ کر آئے ہین کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہی کثرت ہی عدد اور زیادتی کمیت کی طرف اور ہو سکتا ہی کہ ایک اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادت ہووے اکثر پر اور واقع ہونا عدد ناقص کا صحت زائد کے ساتھ منافی نہین ہی اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہی یہ ہی کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی بہ نسبت اور مساجد کے مذکور ہوئی آیا مخصوص ہی اوتنی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ شریف مین تھی یا شامل ہی اون زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور امرا کے زمانے مین بعد سرور انبیا صلے اللہ علیہ سلم کے واقع ہوئین قول مختار موافق احادیث اور اعمال سلف و اقوال جمہور علما کے یہ ہی کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجدی نبوی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ لو مد ہذا المسجد الی صنعا کان مسجدی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی لو مد مسجد رسول اللہ الی ذی الحلیفہ لکان منہ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت مین دلیل قاطع ہی مساوات پر درمیان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک نکرتے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم بہ نسبت ساری مقامات کے باقی ہے ابن تیمیہ کہتا ہی کہ اس باب مین سلف سی خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہی شاید مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہی قول مخالف کے نفی مین ورنہ اسبات مین کچھ شک نہین کہ بعض علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتی ہین اور امام نووی کی بعض کتب مین ایسا ہین خلاف مذکور ہی اگرچہ محب طبری نقل کرتا ہین کہ امام نووی نی اس قول سی رجوع کیا ہی وہو المطلوب فائدہ اکثر علما کا نزدیک مضاعفت مذکور مین فرض نفل دونون برابر ہین اور بعض علمائی حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس حکم کو فرض کیساتھ خاص کرتی ہین ایک حدیث کی حجت سی کہ آپ نی فرمایا ہی

---

۱ یعنی ایک نماز مسجد الحرام لاکھ نماز کے برابر ہی میری مسجد مین ہزار رکعت کی برابر ہی اور ایک نماز بیت المقدس مین پانسو رکعت کے برابر ہی ۱۲ ۲ یعنی اگر بڑھائی جاوی یہ مسجد صنعا تک تو وہ میری ہی مسجد ہوگی ۱۲ ۳ اگر بڑھائی جاوے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوی الحلیفہ تک تو اوسی مسجد سی نہ ہوگی ۱۲

افضل صلوۃ المرءِ فی بیتہ الا المکتوبۃ لیکن ظاہر ہو چکا ہی کہ بغیر مضاعفت کے فضیلت پائی جا سکتی ہی اور ساتھ اسکے ہو سکتا ہی کہ نماز نفل کے اور مدینے کے گھرون مین مضاعف ہووین نمازون سے جو اور بلاد کے گھرونمین ادا کیجاتی ہی جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہی اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہی اسیطرح ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الصلوۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلواۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام والجمعۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف جمعۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام اور یہ بات بھی جانی چاہیئے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہین کہ ثواب کثیر ہاتھ لگتا ہے نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دیجیے وھذا ظاہر اور ایک عالم نے کہا ہی کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے بیس روز کے نماز کے برابر ہوتی ہی قطع نظر اوس تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کے سوا اور جگہ مین ایک حسنہ کے دس لکھی جاتی ہین اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور مسواک وغیرہ پر مترتب ہین ورنہ گنتی اوس حد کو پہونچ جائے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان اللہ ذی الفضل العظیم والصلواۃ علی النبی ورسولہ الکبیر الکریم اور ازجملہ اوسکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بہ نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ من صلی فی مسجدی اربعین صلواۃ اور زیادہ کیا طبرانی نے لاتفوتہ صلواۃ کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من العذاب وبراءۃ من النفاق یعنی آپ فرماتے ہین کہ جو شخص میری مسجد مین چالیس نمازین ادا کرے بغیر اس بات کے کہ کوئی نماز درمیان مین سے فوت نہ ہوئی ہو اوس کی جزا یہ ہی کہ وہ بندہ

---

۱ بہتر نماز آدمیون کی وہ ہی جو اپنے گھر مین پڑھے مگر نماز فرض ۱۲ ۲ یعنی ایک نماز میری اس مسجد مین افضل ہے ہزار نمازون سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور جمعہ میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار جمعون سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور مہینا رمضان کا اس میری مسجد مین افضل ہی ہزار مہینوں رمضان سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے ۱۲ ۳ یعنی جو شخص پڑھے میری مسجد مین چالیس نماز کہ نہ فوت ہوا اوس مین سے کوئی نماز لکھی جاتی ہی اوسکے واسطے برات آگ سے اور برات عذاب سے اور برات نفاق سے ۱۲

دوزخ کی آگ سے اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہی اور شاید حکمت
چالیس عدد کی تعیین مین یہ ہی کہ عدد اربعین موجب استقامت اور سبب کمال ہی اور منافق کو
اوسکا حاصل ہونا متعذر ہی اور جسکو حاصل ہو اوسکو برارت نفاق بلا شبہہ حاصل ہوگی
اور جسکو برارت نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو انشاء اللہ تعالی برارت نار و عذاب سے بھی یقینی
ہی ازجملہ اونکے وہ حدیث ہی جسکو بیہقی نے نقل کیا ہی اوس کا مضمون کرامت مشحون یہ ہے
کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے میری مسجد مین نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے اوس کے
نامہ اعمال مین حج کامل لکھا جاتا ہی اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد مین
نیک بات سیکھنے یا نیک بات سکھانے کو آوے وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہی اور جو شخص
نہ اوس قصد سے آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا تو وہ مانند اوس
شخص کے ہی کہ اپنے محبوب کو اورون کے ہاتھہ مین دیکھے فصل فضائل روضۃ من ریاض الجنۃ مین
جو احادیث وارد ہوے ہین ازجملہ اونکے وہ حدیث ہی جو صحیحین مین آتی ہی کہ مابین بیتی و منبری روضۃ
من ریاض الجنۃ اور بعضے روایات مین ہی مابین قبری و منبری اور زیادہ کیا ہے بخاری نے
و منبری علی حوضی اور بعضی روایات مین ہی وان منبرے علی ترعۃ من ترع الجنۃ ترع
کے معنی بعضون کے نزدیک دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجے اور بعضون کے
نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہوا ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم منبر
شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہے ترع جنت سے
اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہی اور دوسری حدیث
مین فرمایا ہی کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگہ کو کہتے ہین جہانسے
حوض مین پانی داخل ہو اور منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہے
فرمایا ہے کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی
جگہ دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین

ف۱ یعنی درمیان میرے گھر اور میرے منبر کے ایک باغچہ ہی باغچون جنت سے ۱۲ ف۲ درمیان میری قبر اور میرے منبر کے ۱۲
ف۳ تحقیق میرا منبر اوپر ایک باغچہ کے ہی باغچون جنت سے ۱۲ ف۴ پس اوسپر لعنت ہی خدا کی اور فرشتون اور سارے آدمیون کی

اور جب کہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہوئی تو بموجب آیہ کریمہ لا یسمعون فیہا لغوا ولا کذابا اوس جگہ
جو لغو پایا جاتا ہے اور دنیا میں ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت میں معدوم اور منتفی ہے اور بعضی
احادیث میں آیا ہے کہ ما بین حجرتی و مصلای روضۃ من ریاض الجنۃ بعضے لوگ مصلا کو مصلی مسجد
نبوی پر حمل کرتے ہیں جو منبر شریف سے حجرۂ مبارک کے پاس تک ہے اور بعضے مصلای عید پر جو
شہر پناہ مدینہ منورہ کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کی طرف واقع ہے لہذا نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلائے عید کے درمیان میں اپنے واسطے
ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی ساتھ اون زیادات کے جو سب
کبھی واقع ہوئی ہیں روضۃ من ریاض الجنۃ ٹھہریگی اور خصوصیت اوتنی جگہ کی جو درمیان
حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نرہیگی اور ان احادیث کی تاویل اور تحقیق میں وجوہ متعددہ
علما سے منقول ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ منبر کا حوض پر ہونا کنایہ ہے اس بات سے کہ اوسکے
پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنا سبب ورود ہے حوض نبی صلے
اللہ علیہ وسلم پر اور موجب ہے ثواب کا اور اوسکے زلال جان افزا سے بعضے دوسروں
نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا اور آپ نے اوسکو
مشرف فرمایا ہے قیامت کے دن اوسکا بھی اعادہ فرماویں اور کنار حوض کوثر پر
کہ ترعہ جنت عبارت اوس سے ہے قائم کریں تعظیماً لبعیہ وتنویہاً بشانہ صلے اللہ علیہ
وسلم اور کچھ لوگ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ سب منبریں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اوس منبر سے دین ہیں جو اللہ تعالے آخرت میں آپ کے واسطے حوض کوثر پر رکھے گا
نہ اس منبر کو جو مسجد شریف میں ہے یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہے کہ آپ فرماتے
ہیں درمیان میرے حجرہ کے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اور میرا
منبر میرے حوض پر ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضہ مقدس کی حد باندھنے کو
ذکر فرمایا ہے ایسی طرح پر حدیث روضہ میں بھی مختلف توجیہیں آئی ہیں بعضوں نے کہا ہے

لہ نہیں سنیں گے بیچ اوسکے بیہودہ اور جھوٹا ۱۲ ؎ درمیان میرے حجرہ کے اور میرے مصلے کے ایک جگہ ہے
باغیچوں جنت سے ۱۲ ؎ منبر نبوی کی تعظیم اور شان بڑھانے کے واسطے جسکا صلوٰۃ اللہ کی اوپر اوسکے اور سلام ہے۔

کہ اوسکی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت مین مشابہ ہی روضہ جنت کیساتھ نہ یہ کہ حقیقت مین روضۂ جنت ہی چنانچہ تسمیہ مساجد سی ساتھ ریاض جنت کے حدیث اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعو مین اشارہ اوس بات کی طرف ہوتا ہی خصوصًا زمان سعادت نشان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مین کہ آپ کی مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل کرتے تھے اور بعضے اسباب کیطرف گئی ہین کہ اس سی مقصود بیان شرف عبادت ہی اسمکان عظیم مین کہ موصل ہی روضۂ رضوان کیطرف چنانچہ کہتے ہین الجنۃ[1] تحت ظلال السیوف والجنۃ تحت اقدام الامہات باعتبار اسباب کے خدا کی راہ مین تلوار مارنا اور اپنی امہات کیخدمت بجالانا ریاض الجنہ مین پہونچاتا ہی یہ دونون قول نہایت ضعیف اور بعید ہین اسواسطے کہ ریاض جنت کے ساتھ مشابہ ہونا اور منزل رحمت ٹھہرنا اور روضہ جنت کی طرف موصل ہونا سارے مساجد کو شامل ہی خصوصیت مسجد نبوی کی کیاہی اور اگر اللہ تعالی کی رحمت خاص پر اور ایک روضہ خاص پر جنت سے حمل کرین تو باوجود اسکے بھی اتنک تکلف سی خالی نہین اور تحقیق یہ ہی کہ کلام اپنی حقیقت پر محمول ہے اور درمیان حجرۂ شریف اور منبر شریف کے حقیقت مین ایک روضہ ہی ریاض جنت سی اس معنی کر کہ قیامت کے دن اوتنی زمین کو جنت فردوس مین نقل کر لیجاوینگے اور اوس کو ساری کیطرح سے معدوم اور فنفی نہ کرینگے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے امام مالک سی نقل کی ہی اور اسبات پر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہی اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علماء محدث نے اس قول کو ترجیح دی ہی ابن ابی حمزہ کہ کبار علماء مالکیہ سی ہین فرماتے ہین کہ احتمال رکھتا ہی کہ اللہ تعالی نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا ریاض جنت سے دنیا مین بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم مین واقع ہوا ہی اور بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنی مقام اصلی پر لیجاوینگے اور نزول رحمت اور استحقاق جنت اس مقام عظیم الرتبت کو لازم ہی یہ معنی حقیقت مین جامع ہین ساتھ اون معانی کو جو اور لوگون نے کہین ہین علاوہ اوسکے اس معنی سی ایک سر اور بھی ظاہر ہوتا ہی جیسا اللہ تعالی نے رتبہ خلیلیہ ابراہیمیہ کو ایک پتھر جنت سے

[1] جنت تلوارون کے سائے کے نیچے ہے اور جنت ماؤن کے پیچھے ہے ۱۲

عنایت کر کے امتیاز دیا ہو اگر حضرت حبیبیہ محمدیہ کو اسکا روضہ من ریاض الجنت سے خاص کیا ہو تو کیا تعجب ہی اور اگر بچشم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینون کے معلوم ہو تو چندان عجب نہین اسواسطے کہ آدمی ادراک حقایق اشیاء آخرت اس حیات فانی مین اپنی کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا کہ چاہیے کر نہین سکتا اور وہ جو بعضون نے فقط مزید ثواب اور فضیلت عبادت پر حمل کیا ہی اوسکی نفی اون احادیث سے معلوم ہو سکتی ہی جو شان احد اور عیر مین وارد ہین کہ احد جبال جنت سے ہی اور عیر جبال دوزخ سے پس کوئی عالم اسباب کیطرف نہین گیا ہی کہ جوار احد مین عبادت کرنا موصل ہی جنات نعیم کیطرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم مین پہونچاتا ہو بلکہ آخرت مین جبل احد دروازہ جنت پر ہوگا اور عیر دروازہ پر اگر تم کہو کہ جب اوتنی زمین حقیقت مین روضہ من ریاض الجنۃ ہی تو چاہیے کہ بھوک و پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے ہے نہ لوازم جنت سے اوس مین ہو جیسا اللہ تعالی فرماتا ان لا تجوع فیہا ولا تعری اسکا جواب یہ ہی کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعہ شریفہ سے لوازم جنت منفک ہو گئی ہون جیسا منفک ہو گئی حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اونمین بھی لوازم جنت نہین پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہین ہوتی رکن و مقام کی شان مین تو دلایل و براہین وارد ہوئے ہین جو سبب بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا و روضہ کے اخبار ایسے نہین ہین اسکا جواب یہ ہی کہ دلیل تو عبارت ہی خبر سرور انبیا مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام سے جس طرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر پیغمبر صادق سے معلوم ہوئی ہی اوسیطرح روضہ شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہی اور اگر کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونون جگہ ممکن ہی اور اگر حقیقت پر چاہو تو دونون جگہ ثابت ہی پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہی واللہ اعلم و منہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق وہو بافاضۃ العلوم علی من یشاء من عبادہ جدیر و حقیق

باب نوان ذکر بناء مسجد قبا اور اون مساجد نبویہ مین جو ماثورہ اور مظاہر انوار محمدیہ مین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ مکملۃ

سلہ اوسی کیطرف سے توفیق ہے اور اسکے ہاتھ مین ہین باگین تحقیق کی وہ ہی ساتھ افاضہ کرنے علوم کے جسپر چاہے اپنے بندے سے لائق۔

پہلے معلوم ہو چکا ہی کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائی تو قبل از رونق
بخشی مدینہ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو بن عوف مین کہ ساکنان
قبا تھی تشریف رکھی اور مسجد قبا کی بنیہ ڈالی اور ایک روایت مین ہی کہ اہل قبا نے بھی بنای مسجد
کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص
تم مین سے میرے ناقہ پر سوار ہوکر اوسے پھراوے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کھڑے ہو گئے اور اوسکی پیٹھ پر سوار ہوے ناقہ نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
سوار ہوے جب بھی نہ اوٹھی بعد اوسکے علی مرتضی رضی اللہ عنہ اونکو پانون رکاب مین رکھا ہی
تھا کہ ناقہ مبارک کود کر کھڑی ہو گئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسکی باگ
چھوڑ دو اللہ تعالی نے اسکو جہان حکم دیا ہی وہان ٹھہرے گی آخرش جسجگہ وہ ٹھہری اسی جگہ آپ
نے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرین پھر آپ نے ایک خط تعیین قبلہ
کیواسطے کھینچ دیا اور ایک پتھر اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر بنیہ کی جگہ رکھدیا بعد اسکے
صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ترتیب سے ایک ایک پتھر اپنے ہاتھ سے رکھدے اور ورود بعض
روایات مین آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا کیوقت
ہوا ہو جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوسوقت مین بیت المقدس کیطرف تھا اور
روایات ثقات سے ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنای مسجد قبا کیوقت آپ بھی پتھر
ڈھوتے تھے اور بقول بعض مفسرین آیہ قرانی لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم مسجد قبا
کی شان مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے یہی مسجد بنی ہی اور اوس مسجد
والون کی مدح مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای بنی عمرو تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے تمھاری مدح اور کرم کے
مستحق ہوئی اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کی کہ ہم لوگ ڈھیلے
سے استنجا کرکے پانی سے خوب طہارت کر لیتے ہین فرمایا یہی سبب ہی جو اس منقبت کیساتھ خاص ہوئی ہو

سلہ البتہ وہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہو اوپر پرہیزگاری کی پہلے دن سے ۔۔ بیچ اوسکے مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین
کہ پاکی کرین اور اللہ دوست رکھتا ہی پاکی کرنے والون کو ۔

تمکو چاہیے ہی کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعض علما اسطرف گئے ہین کہ مراد اس مسجد مذکور فی القران سے مسجد اعظم نبوی ہی اس قول کو موئد بعض احادیث بھی ثابت ہو گئی ہین اور حق یہ ہی کہ اس آیہ کریمہ کا مفہوم دونون مسجد پر صادق ہی اسواسطے کہ دونون کی بنا اول ہی دن سے تقوی کا ہی بس ہو سکتا ہی کہ دونون مراد ہون جیسا کہ بعض علما ی حدیث نے اسطرف اشارہ کیا ہی واللہ اعلم امام احمد رحمہ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرۂ اصحاب کرام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقوی کیطرف اور پیچھے پیچھے اون کے آپ بھی تشریف لیچلے اس ہیئت پر کہ دونون دست مبارک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کندھوں پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات کی تائید کرتی ہی کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقوی ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسجد الذی اسس علی التقوی من اول یوم ہو مسجد قبا قال اللہ جل ثناؤہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے اور دو رکعت نماز اسمین پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری مین آیا ہی کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یون ہی کیا کرتے تھے اور ابن قتیبہ دوشنبے کے روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہین اور بعض منقول سے ثابت ہوا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھوین کو صبح کیوقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسیکو وہان نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہی اوس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مین دیکھا ہی کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر عالم کے کنارون سے واقع ہوتی تو اسکی طلب مین ہم کتنے اونٹون کے جگر نہ پھاڑتے

ف یعنی وہ مسجد کہ بنا تقوی پر ہے پہلے دن سے وہ مسجد قبا ہے ۱۲

پھر شاخین خرما کی طلب کرکے اوسکی جھاڑو باندھکے خس و خاشاک جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا لوگون
نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین
فرمایا واللہ تملوگ کافی نہین ہو اور ابن زبالہ زید ابن سلم سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا الحمد للہ الذی
قرب منا مسجد قباء ولو کان بافق من الآفاق نضربنا الیہ اکباد الابل باسناد صحیح طرق متعددہ سے
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے
کہ دو رکعت نماز ادا کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہے دو بار زیارت بیت المقدس کرنیسے اور
فرمایا اگر تملوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالی نے کیا سر رکھا ہی تو کتنی سعی اوسکی زیارت
مین نکرو اسیطرح بادشاہ صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ثابت ہوا ہی
اور بھی خبر مین آیا ہی کہ من صلی فی المساجد الاربعۃ غفرلہ ذنوبہ اور مراد مساجد اربعہ سے مسجد
حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی اور مسجد قبا ہی اور حدیث ترمذی مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا الصلوٰۃ فی مسجد قبا کعمرۃ اور عمرہ کے مثل ہونے مین بہت سی احادیث
وارد ہوئی ہین اور بعضے طرق مین چار رکعت کی تصریح آئی ہی اور وہ چبوترہ صحن مسجد مین
ہی کہتے ہین کہ ناقہ مبارک کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور سمہودی کہتے ہین کہ سوای کلام ابن
جبیر کے اسبات کی کچھ اصل نہی نہین پائی لیکن لوگون مین مشہور ہی کہ طول اور عرض
مسجد کا چھیاسٹھ گز کہا ہے اور علما کہتے ہین کہ کچھ زمین مناری کیطرف عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہی اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد شریف نبوی کیطرح اس مسجد
کی بنا مین بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جب وہ طول زمان کی جہت سے گر گئی تو بعد اوسکے
مراد ملوک آفاق قرنا بعد قرن اوس کی تجدید کرتے رہے اور اوس مسجد شریف مین جس کا
تبرکا زیارت کرنا لازم ہی وہ سعد بن خیثمہ کا گھر ہی کہ مسجد کے قبلہ مین واقع تھا اور پہلے مسجد
کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کیطرف سے تھا اوسکو بند کردیا اور حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا مصلای شریف یعنی تیسرے ستون کے پاس ہی اور اگر پچھلی راہ سے داخل ہون

۱؎ یعنی شکر ہی خدا کا کہ نزدیک کیا ہے مسجد قبا کو اور اگر ہوتی کنارہ پر کسی کنارہ سے تو ہم ہانکتے اوسکی طلب
مین اونٹو نکے جگر ۲؎ یعنی جو شخص نماز ادا کرے کسی مسجد مین مساجد اربعہ سے تو بخشے جاتے ہین اوسکے گناہ ۳؎ یعنی

اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے مین ایک جگہ ہو اوسکا نام مسجد علی ہو سمہودی کہتے ہین کہ شاید یہ مسجد وہی ہو وارسعد بن خیثمہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین آرام فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی ہو اور بیرالیس بھی قریب قبا کے ہو چنانچہ اس کا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھ آویگا اب ذکر مسجد قبا کے ساتھ ذکر مسجد ضرار کا بھی کہ ضد مسجد قبا ہو تفنناً کیا جاتا ہو سننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق کو لازم ہین بمقابلہ مسجد قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً الآیہ اوس باب مین نازل ہوئی بیہقی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک تھا اوس نے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد بناؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیلہ اور نفاق کرتے رہو تو مین مین قیصر روم کے پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لاکر محمد کو اور اونکے اصحاب کو یہانسے نکالونگا اسمین وہ منافقین مسجد ضرار تیار کرکے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہو اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوس مین نماز پڑھین تو موجب برکت اور سعادت اوس زمین کا ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی لاتقم فیہ ابداً لمسجد اسس علی التقوی مین اول یوم احق ان تقوم فیہ الی قولہ واللہ لایہدی القوم الظالمین اور بعضے نقل کرتے ہین کہ جس زمین پر مسجد قبا بنی ہو ایک عورت کے ملک مین تھا اوس عورت کا نام لینہ تھا اور اوسکے پاس ایک گدہا تھا وہ اوسی جگہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ ہم گدھے بندھنے کی جگہ پر نماز پڑھین ہم اپنی نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد اور بناوینگے یہانتک کہ ابو عامر پھر آوے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا کہ خدا اور رسول سے بھاگا تھا اور اہل مکہ کے ساتھ ساز کرکے شام کو گیا وہان جاکر دین نصرانی اختیار کیا اور اوسی پر واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول صلی اللہ کے حکم سے مسجد ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی گئی اور طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہے

سلہ مت کھڑا ہو بیچ اوس کے البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہی اوپر پرہیزگاری کی پہلے دن سے لائق ہی یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ اوسکے الی قولہ اور اللہ نہین ہدایت کرتا قوم ظالمون کو ۱۲

کہ وہ کہتے تھے کہ تیے مسجد ضرار کو جعفر منصور کے زمانے مین دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا اور
اب اوس مسجد کا نام و نشان باقی نہین معلوم نہین کہ کس جگہ پر تھی فقط اتنا معلوم ہو کہ حوالی مسجد
قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد آتکہ بھی کہتے ہین پہلے
یہ بات معلوم ہو چکی ہو کہ حبیب سرور انبیا صلی اللہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی جل سلطانہ
بلدۂ طیبہ مدینہ کیطرف روانہ ہوے تو قبیلۂ بنی سالم بن عوف تک پہونچے تھے کہ نماز جمعہ کا
وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینۂ منورہ مین تشریف لاکر جمعہ
قائم فرمایا یہ تھا اور قریب اوس مسجد کے ایک وادی ہو جسکی غرب کیجانب بنی سالم بن عوف
کے گھر تھے اور اب تک اون گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا بھی گھر اسی
وادی مین تھا جسکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہو کہ اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہے اس جہت
سے پانی برسنے اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کیساتھ نماز ادا نہین کر
سکتا میرے گھر مین آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہ کھڑے ہوکر نماز ادا فرمائیے تو مین
اوسی جگہ نماز پڑھا کرون اور بعض علماء سیر نے لکھا ہو کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین
اور مسجد جمعہ اون دونون مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث
مذکور مین آچکا ہو واللہ اعلم اور عمارت قدیم اس مسجد کی گر گئی تھی قریب نوسو کے کسی عجمی نے
اوسکی تجدید کی اسمین چھت خالی تھی اور طول اوسکا قبلہ کی شمال کیجانب بیس گز ہو اور عرض
اوسکا شرق سے غرب کیجانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے
ہین وہ ایک چھوٹی سی مسجد ہو مسجد قبا کے قریب پورب کیطرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے
مربع کالے پتھرونسے بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہو گیارہ گز جس زمانہ مین سرور
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی محاصرہ کیا تھا اوسی مسجد کی قریب قبۂ مبارک نصب کیا گیا تھا
اور اس جگہ کی جگہ پر چھ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوسکے اوسجگہ مسجد بنادی گئی ابن
شبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت انصار کے ساتھ اس مسجد کی جگہ پر

لـ فضیخ بفتح فا و کسر ضاد معجمہ بعد اوسکے منقوطہ تحتانیہ و خائے معجمہ ۱۲

بیٹھکر فضیخ کو ایک قسم ہی اقسام مشروبات سی استعمال کرتی تھی جب آیہ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیز ونکو منھ کھولدئے اور جسقدر اوسمین فضیخ تھی گرادی اس جہت سی اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علمانے کہا ہو کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہے یا نجاست خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا اور امام احمد اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سی روایت کرتے ہین کہ اس جگہہ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائی تھی اوس کو نوش فرمایا اس جہت سی اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتی ہین واللہ اعلم اور شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتی ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانیکی وجہ معلوم نہین ہوئی سوا اس بات کے کہ یہ نسبت اور مکانونکے جو اوسکے قریب واقع ہین اوس کا مکان اونچا ہو اور طلوع شمس اوسپر پہلے ہوتا ہو اور کہا ہو کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ یہ وہ جگہہ ہو جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیواسطے اعادہ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ قضیہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہو چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکی تصریح کی ہو اور جاننا چاہیے کہ یہ حدیث اعادہ شمس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سی باسناد حسن ثابت ہوئی ہو اور اوسکے ثبوت کے طرق متعدد ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا ہو اور ابن جوزی رح اوسکو موضوعات مین لکھتے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری مین کہتی ہین کہ ابن جوزی نے خطا کی ہو اس بات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتی ہین اور مسجد قریظہ یہ مسجد سارے باغون کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع ہو جسوقت مین کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی مسجد کی جگہہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہو کہ اوسکے جوار مین ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مین نماز پڑھی تھی ولید بن عبد الملک نے اس مسجد کی بنا کے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کر دیا اور وہ جگہہ مسجد کے شمال کیطرف پچھان کے کونے پر واقع ہو اور عمارت قدیم مین اوس جگہ ایک منارہ تھا مسجد قبا کے منارے کی وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گر گیا سن سات سو کے قریب تک اوسکا کچھ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قدم آدم کا اونچا بنا دیا گیا کہ اب تک موجود ہے

اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد کی وضع پر تھی کہ اس مین چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ
تھے اب ایک چار دیواری ہی قبلے سے شام کیطرف چوالیس گز کی ہوگی اور شرق سے غرب
کیطرف تینتالیس گز کی اور قصہ محاصرۂ بنی قریظہ یہ ہے کہ جب سرور انبیا صلے اللہ
علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فراغت پاکر مدینۂ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسلخانہ مین تھے اور
ایک طرف سر مبارک مین شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کرکے مشقت وکلفت کو جسم
شریف سے دور کرین کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑی پہ سوار زرہ پہنے گرد آلودہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ شریف پر پہونچے اور عرض کیا کہ ابتک ملائکہ نے ہتھیار
نہین کھولے اللہ تعالے وتقدس کا حکم ہے کہ آپ سوار ہوجیئے اور بنو قریظہ پر دوڑ ماریئے اور
مین اوس قوم پر جاتا ہون کہ اونکو شکست اور بیدل کردون جبرئیل علیہ السلام یہ خبر پہونچا
پھر گئے کہتے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑون سے کوچہ وبازار مین غبار بلند ہوگیا تھا اور کوئی دکھائی نہین دیتا
تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال موذن رضی اللہ عنہ کو منادی کرنیکا حکم دیا کہ جو شخص خدا تعالی
کے حکم کا مطیع اور سامع ہو اوسکو چاہیے کہ نماز بنی قریظہ مین جاکر پڑھے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا خاص عنایت فرماکر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک
کو پچیس روز تک محاصرے مین رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل مین رعب پڑ گیا آخرکار
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر کہ اوس قوم کے حلیف تھے آ گئے اور سعد بن معاذ جو حکم
دیں اوسپر راضی رہین سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ ابتک
زخم سے خون جاری تھا حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کو بلوایا اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہوگیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین
حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے فرمایا کہ قوموا الی سیدکم بعض علما اس
حدیث سے استدلال کرتے ہین مشروعیت قیام پر آنیوالے کی تعظیم کے واسطے اور محققین کہتے
ہین کہ یہ قیام تعظیم کیواسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونیوالے کی تعظیم کرین بلکہ اسواسطے تھا
کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی بغیر کسیکی اعانت سواری سے اتر پڑین

سلہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کیواسطے ۲

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اٹھو اور اونکو اوتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت
صادر ہوا نہ ساری حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اسبات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو
اوسکا امتثال کریں بعد اوسکے فرمایا سعد بن معاذ بنی قریظہ کے باب میں تو کیا حکم دیتا ہے انہون
نے یہ عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیئے اور اونکی اموال کو مسلمانون پر
بانٹ دیجیے اور اونکے جورو لڑکونکو بونڈی غلام بنایئے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو ساتھ پردہ آسمان
سے نازل ہوا پس چھ سو یہودیون کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ کی گردن ماردی گئی اور
سر انا الضحوک القتول تجلی اسم آلہی یحیی ویمیت سے ظاہر ہوتی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور
مسجد مشربہ ام ابراہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کیطرف سے حرہ شرقیہ کے نزدیک
نخلستان کے درمیان مین ایک فقط چار دیواری ہے بے چھت کے قبلہ سے شام کی طرف گیارہ
گز ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس جگہ نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتی ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت ماریہ
قبطیہ ہین والدہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اونکا ایک باغ یہان
تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہین پیدا ہوے اور یہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات
تھی کہ فقرا پر وقف فرمادیے تھے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ماریہ
قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے
تھے پہلے اونکو حارثہ بن نعمان کے گھر مین رکھا آخر کو اس جہت سے کہ مجکو اونکی نسبت ایک غیرت
پیدا ہوئی اونکو عوالی مدینہ منورہ مین جہان یہ مسجد ہے اوٹھا لیگئے اور اونکو دیکھنے کیلیئے کبھی کبھی
وہین تشریف لیجانے لگے یہ بات مجھپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ تعالی نے اونکو
ایک لڑکا دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول
آیہ کریمہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الایہ ہوا مشہور ہے اور مسجد بنی ظفر اوس مسجد کو
اب مسجد بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرہ پیغمبر کہتے ہین۔

سـ۱ اے نبی کیون حرام کرتا ہے اوس چیز کو کہ حلال کیا ہے خدا نے واسطے تیرے ۱۲

اور بقیع سے پورب کیطرف واقع ہی اوس قبے کی راہ سی جو قبہ حضرت فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا مشہور ہی اور ثبوت کو پہونچا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ساتھ لیکر محلہ بنی ظفر مین تشریف لاکر نماز ادا فرماکر ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوے اور ایک قاری کو حکمدیا کہ قرآن پڑھ وہ قاری جب آیۂ فکیف اذا جئنا من کل اُمتہ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا تک پہونچا تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان مین ہون اور جن لوگونکو مینے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علماے تاریخ لکھتے ہین کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو اوس پتھر پر جاکر بیٹھا وہین اللہ تعالیٰ اوسکی تاثیر سے قابلیت حاملہ ہوجانے کی عنایت فرماتا ہی اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ متقدمین اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پہونچی ہی مطری کہتے ہین کہ حرہ [2] مین بہت سے پتھر ہین کہ انپر آثار ہین کہتے ہین کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلے کے سُم کے نشان ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہی کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر تکیہ لگایا تھا اور اپنی کہنی شریف اوسپر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ اونگلیون کا سا نشان ہے حجاج ان سب کی زیارت کرتے ہین اور اسی محراب مین ایک پتھر ہے اوسپر لکھا ہی خلد اللہ ملک الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین عمر منہ ثلثین وستمایۃ اور مسجد الاجابۃ یہ مسجد بقیع سی شمال کی طرف ایک اونچی زمین پر واقع ہی قبلے سے شام کیجانب قریب بیس گز کے ہی اور مشرق سی مغرب کی طرف پچیس گز ہی اور اوسکا نام مسجد معاویہ بھی ہی صحیح مسلم مین آیا ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کیطرف تشریف لاتے تھے آپکا گذر اسی مسجد کیطرف سے ہوا آپ نے اوسمین دو رکعت نماز ادا فرمائی اور جتنے صحابہ کہ ہمراہ رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز آپ نے دعا کی نہایت طویل جب وہان سے پھرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مینے پروردگار عالم سے تین دعائین کین ایک تو یہ کہ میری اُمت کو قحط مین

[1] پس کیونکر ہوگا جب لاوینگے ہم ہر اُمت سی ایک گواہی دینے والا اور لاوینگے تیری تین اوپر اونکے گواہی دینیوالا
[2] حرہ اُسی مسجد کے قبلے کیطرف واقع ہی ۱۲ [3] بنی زدا و یہ ایک قبیلہ ہے اوسکا ۱۲

مبتلا کرکے ہلاک نکر دوسری یہ کہ عذاب غرق اونپر مسلط نفرمایا تیسری یہ کہ میری اُمت آپس مین قتال نکری
انمین سی دو دعائین پہلی قبول فرمائین تیسری سی منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک اور فنا تیری اُمت کا تلوار
سی ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا امام مالک مین بجای اسکی کہ ہلاک
امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافرونکا اونپر غلبہ نہو اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سی روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر کھڑی ہوگئے اور دعا کی اور محمدؐ بن طلحہ سے منقول
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سی
تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور لذت کی بات اوس مسجد مین یہ ہی کہ جب مسجد سی عبادت
و دعا و غیرہ سے فراغت حاصل کرکے باہر نکلو تو نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اُسکا مزا اوسی وقت
کے ساتھ تعلق رکھتا ہے حقتعالےٰ اس مترجم غفر اللہ لہ کو پھر وہان پہونچائے اور وہی لذت
پھر عنایت کرے اور سب مسلمانون کے حق مین یہی دعا ہے آمین اور مسجد طریق السافلہ پورب
کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتے ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہے
اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کر مشہور ہی بیہقی شعب الایمان مین عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتی ہین کہ ایک روز مین مسجد نبوی کے ایک گوشے
مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازہ سے جو اوس گوشے کے
متصل تھا برآمد ہوکر باہر کو تشریف لے چلے مین بھی اوٹھکر پیچھے پیچھے ہو لیا پس آپ نے ایک
باغ مین داخل ہوکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اسکے آپ سجدے مین گئے اور سجدہ نہایت
طویل کیا یہان تک کہ مین نے خیال اسکے کہ شاید آپ نے اس جہان فانی سے کوچ فرمایا رونے
لگا بعد اسکے آپ نے سر مبارک اوٹھایا اور مجھہ سے میری رونی کی وجہ پوچھی مینے اپنے
رونے کیوجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور میرے رب کے پاس سے
پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے مین اوسپر درود بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے مین
اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہی کہ جو تجھپر ایک درود بھیجے مین دس نیکیان
اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہی مین اوسپر دس درود بھیجون پس مینے اس
نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی

اور سجدۂ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی اور امام احمد حنبلؒ نے بھی اس حدیث کو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ذکر سجدۂ شکر کا بغیر نماز کے کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے طول وعرض مین آٹھ گز ہے اور مسجد بقیع کے دروازے سے نکلتے ہوئے داہنے ہاتھ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور احیاء المومنین رضی اللہ عنہن سے پچھان کیطرف واقع ہے شاید بعضے علما کو اس مسجد کے باب مین کوئی سند معتمد علیہ ہاتھ نہین لگی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ ہے جو بقیع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلائے عید تھا اور سمہودی بعضے دلائل پر نظر کر کے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے جسمین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تشریف لاکر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جاؤ کا خوف نہوتا تو مین اکثر اوقات اس مین نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہان تک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر جہت شرقی اور شمالی مین ربیتہ مطہرہ تک واقع ہین اب اون مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی مدینہ مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموافق مصلے عید یہ مسجد مدینے کے باہر ہے پچھان کی طرف دروازۂ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکہ معظمہ سے آتا ہے واقدی کہتے ہین کہ پہلے نماز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے کے بعد دوسرے سال ہجرت مین پڑھی ہے اور ابن زبالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر وعید اضحی اوس جگہ ادا فرمائی جو دار حکیم بن العداد سے قریب ہے اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے ہین کہ وہ جگہ باب السلام سے ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے اور اب وہ ایک مسجد ہے مصلا کر مشہور اور سمہودی دلائل تو علامات پر نظر کر کے کہتے ہین کہ وہ جگہ وہ ہے جہان ایک مسجد بنی ہے مشہور بہ مسجد اعلے اگلے زمانے مین مدینہ کا بازار وہین تھا اور دار حکیم بن العدا بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہ ایک اور مسجد ہے کہ اوسکو مسجد ابو بکرؓ کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرام مدینہ نے اوسکی تجدید کی نہایت ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری کی اس مسجد کے قریب ایک باغچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوس کا ابتک کچھ نشان باقی ہے

اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہو اور یہ مسجد بڑی ہو بڑا سا صحن رکھتی ہو کہتے ہین کہ زمان
محاصرۂ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دولتسرا سے نکل کر اوسی
جگہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ ادا فرمائی تھی اور سمہودی اسی مسجد کو
مصلاے عید سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے ہین کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ
نے نماز عید اس جگہ اتباعاً لسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کی ہو اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مصلاے عید مین کچھ عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سی نہی
فرمائی تھی اور آپ نے خطبہ عید منبر پر نہین پڑھا پہلے جسنے خطبہ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ
مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر عسقلانی بعض احادیث سے استنباط کرتے ہین اور ابن شیبہ
نقل کرتے ہین کہ پہلے جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت
مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجا کر ادا فرمائی اور منبر پر برآمد
ہو کر خطبہ پڑھا اور بعضے علما نے کہا ہو کہ اتفاق اتخاذ منبر صلوٰۃ استسقا مین شاید اسواسطے ہوا ہو کہ حضرت
کے افعال شریفہ کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین اور سوا اسکے جو نماز استسقا مین ہوا کرتا ہی سب آدمی
دیکھین اور احداث منبر خطبہ عید کیواسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہین
کہ بنا ان تینون مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی ہے اور مصلاے شریف
کے فضایل مین اور اس مضمون مین کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہی اور بہت سے اخبار
اور آثار وارد ہین اور حدیث ما بین بیتی ومصلای روضۃ من ریاض الجنۃ[1] بھی اوسی قبیل سے
ہی اسواسطے کہ مابین ان دونون مکانون کے فضیلت یقینی ہی کیونکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام یہان اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر سے تشریف لاتے مصلے
قدم رنجہ فرما کر مستقبل قبلہ ہو کر دعا فرماتے اور بروایت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نجاشی کی اسی جگہ پڑھی ہو اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ
اوسکے پاس اوسکے جہت قبلہ پر واقع ہین سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہین لیکن حقیقت مین مسجد
فتح وہی ایک مسجد ہی جو کہ سلع سی پہاڑ کیطرف اونچی سی ہو اور مشرق اور شمال کیطرف اسکی سیڑھیان ہین

[1] درمیان میرے گھر کے اور میرے مصلے ایک باغچہ ہے باغون جنت سے ۱۲

اور اوسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلی بھی کہتے ہین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند مین بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح مین تین روز دعا کی دو شنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ کو پس چہار شنبہ کے روز مین الصلوٰتین اجابت دعا کی بشارت پائی اسدرجہ پر کہ آثار فرح و سرور آپکے چہرۂ مبارک سے ظاہر ہوتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب کوئی مشکل مجکو درپیش ہوئی مین نے اسیوقت مسجد فتح مین جاکر دعا کی اللہ تعالی نے مجھے اجابت دعا کی بشارت پہونچائی دوسری روایت مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہان مسجد بنی ہے تشریف لاکر کھڑے ہوے اور دست مبارک اوٹھاکر کفار قریش پر جو خندق کے روز جمع ہوکر چڑھ آئے تھے بددعا کی اور وہان نماز نہین پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف لائے اور بددعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر و مغرب پڑھنے کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کے سب نمازین قضا کین اور جاننا چاہیے کہ روز احزاب اور روز خندق ایک ہی ہے اس غزوہ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین اور غزوۂ خندق بھی اور اس غزوہ کے بعد پھر کبھی کفار قریش کو مجال اسکی نہین ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اوسدن جب مسلمانون پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا کی اللہ تعالے نے ایک ہواے تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگ گئے چنانچہ قرآن مجید سورۂ احزاب مین بتفصیل ایات پر ناطق ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز تمہارے ساتھ مقابلہ نہ کرسکینگے اور تمپر چڑھ کر نہ اوینگے اسی جہت سے اس مسجد کو فتح اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد و پیش مین ظاہر و باہر ہین اور اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہے اوسکا نام سیح ہے اوس مین کھجورون کے درخت بہت ہین اور بہت ہی فضا دار پر انوار ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے آباے کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح مین داخل ہوکر

سلے ۹ سیح بیاے مثناۃ تحتانیہ ۱۲

ایک دو قدم چلکر کھڑی ہوگئی اور دونون دست مبارک اوٹھا کر دعا کی اور دست مبارک اتنے اونچے اوٹھائے
کہ ردای مبارک شانہ مشریف سے زمین پر گر پڑی اور آپ ویسے ہی دعا مین مشغول رہے اور
روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس مسجد مین آپکی دعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہے
سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت اس مسجد کی متغیر ہوگئی ہے تو صحن مسجد مین
محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن اسکے ساتھ اور روایات کو ملا کر ثابت کرتے ہین
کہ آپ کا کھڑا ہونا مغرب کی طرف اقرب تھا اور اوپر تشریف لیجانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون
کیطرف سے ہوا تھا نہ مشرقی کیجانب سے اور اوس طرف سے دو ہی قدم چلکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کھڑے ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہین کہ اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی
تھی یہ ہے اللہم لک الحمد ہدیتنی من الضلالہ فلا مکرم لمن اہنت ولا مہین لمن اکرمت ولا معز لمن اذللت
ولا مذل لمن اعززت ولا ناصر لمن خذلت ولا خاذل لمن نصرت ولا معطی لما منعت ولا مانع لما اعطیت
ولا رازق لمن حرمت ولا حارم لمن رزقت ولا رافع لمن خفضت ولا خافض لمن رفعت ولا خارق
لمن سترت ولا ساتر لمن خرقت ولا مقرب لمن باعدت ولا مباعد لمن قربت یا صریخ المکروبین ویا مجیب
المضطرین اکشف ہمی وغمی وکربی فقد ترا حالی وحال اصحابی پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا
کہ پروردگار عالم و تقدس نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپکو اور آپکے اصحاب کو ہول دشمن سے
محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دو زانون بیٹھ گئے اور دست مبارک پھیلا کر اور چہرہ مبارک

لہ یعنی ای اللہ میری تیرا شکر ہے کہ تونے مجھے گمراہی سے نکالا پس کوئی بڑھانیوالا نہین ہے اوسکا جسکو تونے گھٹایا اور کوئی
گھٹانے والا اوسکا نہین ہے جسکو تونے بڑھایا اور کوئی عزت دینیوالا نہین ہے جسکو تونے ذلت دی ہے اور شکست دینیوالا اوسکا
نہین ہے جسکی تونے مدد کی ہے اور کوئی دینیوالا اوس چیز کا نہین ہے جس چیز کو تونے منع کیا اور کوئی مانع نہین ہے اس
چیز کا کہ جو تونے دی ہے اور کوئی رزق دینیوالا نہین ہے جسکو تونے محتاج کیا اور کوئی محتاج کرنیوالا نہین جسکو تونے
رزق دیا اور کوئی اونچا کرنیوالا نہین جسکو تونے نیچا کیا اور کوئی نیچا کرنیوالا نہین جسکو تونے اونچا کیا اور کوئی پردہ دری
کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ پوشی کی اور کوئی پردہ پوشی کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ دری کی اور کوئی نزدیک کرنیوالا نہین
جسکو تونے دور کیا اور کوئی دور کرنیوالا نہین جسکو تونے نزدیک کیا اے فریادرس غمگینون کے اے دعا قبول کرنیوالے بیچارون کے
دور کردی میرے غم و رنج و تکلیف کو بحقیق تو دیکھتا ہے میرا حال اور اصحاب میرے کا حال ۱۲

نبی کرکے جناب باری مین عرض کیا شکرًا لما رحمتنی ورحمت اصحابی اور ابو نعیم طریق شافعی رحمۃ اللہ علیہ
سے لاتے ہین کہ دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب کے دن یہ تھی شہد اللہ انہ
لا الٰہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائمًا بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم وانا اشہد بما شہد اللہ
بہ واستودع ہذہ الشہادۃ وہی ودیعۃ عند اللہ یودیہا الی یوم القیامۃ اللہم انی اعوذ بنور
قدسک وعظمۃ طہارتک وبرکۃ جلالک من کل آفۃ وعاہۃ ومن طوارق اللیل والنہار و
طارق الجن والانس الا طارقًا یطرق بخیر اللہم انت غیاثی فبک اغوث وانت ملاذی فبک
الوذ وانت عیاذی اعوذ اعوذ بجلال وجہک وکرم جلالک من خزیک وکشف سترک ونسیان
ذکرک والانصراف عن شکرک انا فی حرزک وکنفک وکلائک فی لیلی ونہاری ونومی وقراری
وظعنی واسفاری وحیاتی ذکرک شعاری وثناءک دثاری لا الٰہ الا انت سبحانک وبحمدک
تنزیہا لاسمک وعظمتک وتکریما لسبحات وجہک اجرنی من خزیک ومن شر عبادک
واضرب علی اسرادقات حفظک وقنی سیات عذابک وجد علی وعذنی منک بخیر یا ارحم الراحمین
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الکریم والصلوٰۃ علی النبی المرتضی محمد والہ واصحابہ
اجمعین نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسوقت مین ہارون رشید نے
اونکے ساتھ کچھ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے نے اوسکی برکت سے شرو آفت
اعدا سے اونکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اوسکے نیچے واقع ہین سب مین نماز پڑھی ہے پہلی مسجد
جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہے مسجد سلمان فارسی کہلاتی ہے اور جو اسکے
پیچھے ہے اوسکو مسجد علی مرتضیٰ کہتے ہین اور جو پہاڑ کی جڑ مین قبلے کی جانب سب مساجد
سے چھوٹی ہے اوسکو مسجد ابوبکر کہتے ہین وجہ نسبت ان مساجد کی ان حضرات کی طرف
خوب کھل کر نہین معلوم ہوئی مگر ظاہر ہین واللہ اعلم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ احزاب
کے دن یہ حضرات انہین جگہون مین ٹھہرے ہونگے اور سرور انبیا صلے اللہ
علیہ وسلم نے رونق افروز ہوکر نماز پڑھی ہوگی سلئے ان مسجدون کو

لہ یعنی مین شکر کرتا ہون تیرا شکر کرتے کرتے کہ تونے رحمت کی مجھپر اور میرے اصحاب پر ۱۲

عمر بن عبد العزیز نے بنایا بعد اوسکے طول زمان کی جہت سے جب یہ مساجد منہدم ہو گئین تو سیف الدین حسین ابن ابی الہیجا نے سنہ پانسو چھتر مین اوپر والی مسجد کی تجدید کی بعد اوسکے سنہ پانسو ستھتر مین دو مسجد بن اور بنائی پھر بعد بنائے ابن ابی الہیجا کے مسجد علی قرشی کو سنہ آٹھ سو چھتر مین امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصور نے نئے سر سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی کسی نے تجدید کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نو سو بیاسی مین بعضے آدمیون کو اوس کی تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوے جبل سلع کی گھاٹی مین مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھ مسجد بنی حرام ہے بعضے روایات مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان تشریف لاکر نماز پڑھی ہے عمر بن عبد العزیز نے اوسکی بھی تجدید کی اور بنا بر سقف راستہ انات بڑھائی تھی اب فقط ایک چار دیواری باقی رہ گئی ہے اور اوس گھاٹی کے قریب ایک غار ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوۂ خندق مین اوسکو رونق بخشی ہے بعضے اوقات وہان شب باش بھی ہوے ہین طبرانی ابو قتادہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش مین آئے آپکو حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن مین نہ پایا ناچار اوس کوچہ کی طرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر لوگون نے جبل ثواب کی طرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر چڑھ گئے اور داہنے بائین نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہین کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے مین ہین معاذ ہیبت سے وہان چڑھ نہ سکے نیچے اوتر آئے پھر چڑھکر دیکھا تو ابھی تک آپ نے سجدے سے سر مبارک نہین اوٹھایا تھا انکو گمان ہوا کہ شاید آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپ نے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالے آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمھاری امت کیساتھ کیا معاملہ ہم کرینگے مین کہا

اللہ تو اعلم و توانا تر ہے مین کیا جانون پھر جبرئیل علیہ السلام نے آکر بشارت پوہنچائی کہ پروردگار عالم وتقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمھاری امت کے ساتھ وہ بات نہ کرینگے جس سے تمھارا دل خوش نرہے اور تمھاری آزادی کا سبب ہووینے یہ بشارت پاکر سجدے مین سر رکھا اور اس نعمت عظمیٰ کا شکرانہ ادا کیا اے معاذ جتنی حالتین کہ بندیکو خدا سے نزدیک کرین اون سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین یہ مسجد مساجد فتح سے پچھان کیطرف آدھے میل کے فاصلے یا اس سے کم وادی عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک واقع ہے محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہین کہ ام مبشر ایک بی بی تھین بنی سلمہ سے حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم اون کے یہان تشریف لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا تیار کرکے لاتین آپ نوش فرماتے تھے کہ لوگون نے آپسے احوال ارواح مومنین و کافرین پوچھا پس مورد اوس حدیث کا اونکا جواب ارواح مومنین و کافرین مین وارد ہوئی ہے یہی مجلس شریف تھی جب ظہر کا وقت آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لاکر نماز مین مشغول ہوے دو رکعت ادا کرچکے تھے کہ وحی الٰہی آئی کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے کیطرف پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے اور بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف منھ کرلیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کیطرف ادا کی اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت لائے ہین کہ ایک جماعت بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کرچکی تھی کہ خبر تحویل قبلہ اونکو پہونچی وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف پھر گئے اس روایت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت اس مسجد مین واقع نہین ہوا شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ اسم کے ساتھ مسجد قبا اولے واحق ہے اسواسطے کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع ہوئی تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح دیتے ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد الرایہ کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے سے کی راہ پر جانے والے واہنی طرف کو پڑتی ہے ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب ہے اصل بنا اوسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے منہدم

ہونے کے بعد سنہ آٹھ سو پینتالیس یا چھیالیس مین بعضے امرای مدینہ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے اور مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہی اسکی پچھان کیطرف مساجد فتح واقع ہین اور پورب کیطرف یہ مسجد ایک اونچی مکان پر نہایت مفرح اور مروح اور منور واقع ہو مدینہ منورہ اور قبۂ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان سے نظر آتا ہی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب پر نماز پڑھی ہی اور غزوہ تبوک سے پھرتے ہوے آپکا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہے حارث بن عبد الرحمن سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر ذباب نام اوسکو اوسنے جبل ذباب پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ واے تجھپر کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تونے اوس شخص کو سـ لی دی بعد مروان کے اور بعد امرانے بھی ایسا ہی کیا ہے آخر کو بعض سلف کے منع کرنے سے یہ بات ممتنع ہوگئی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمۂ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق مین منصوب ہوا تھا اور خندق واقع اخراب مین سلع سے پچھان کی طرف ثنیاے عید تک اور مساجد فتح سے ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ مین واقع ہے اب خندق کا نشان باقی نہین سوا اوس جگہ کے جس کی لوگ زیارت کو جاتے ہین اور تبرک حاصل کرتے ہین اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہین شاید یہ امر اس جہت سے ہو گا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہ سے قریب ہے اور مسجد فسیح بہ فا و سین وحای حطہ یہ مسجد سید نا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کیطرف جبل احد کی جڑ مین واقع ہے کہتے ہین کہ آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنو قیل لکم تفسحوا فی المجالس الآیہ اسی مسجد مین نازل ہوئی مطری کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن بعد قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے بھی موافق اسکے نقل کی ہی لیکن نماز خاص کی تعیین نہین کی واللہ اعلم اور مسجد عینین یہ مسجد مشہد سید الشہدا سے قبلے کیطرف واقع ہے اور اس جبل کو الرماۃ کہتے ہین کہ احد کے دن

لہ اے لوگو جو ایمان لاتے ہو جسوقت کہا جاوے واسطے تمھارے کشادگی کرو بیچ مجلسون کے ۱۱

تیر اندازان لشکر اسلام او سپر کھڑے ہوئے تھے اب بہت طرف سے یہ مسجد گر گئی ہی کہتے ہین کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہ برچھی لگی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر جبل عینین پر پڑھی تھی فنطرہ کے پاس اور بھی روایت آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام مسلح وہان نماز پڑھی ہی اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین کے شامی کنارے پر واقع ہے مطری کہتے ہین کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ وہی ہی اور برچھی کھاکر پہلی جگہ سے آکر وہین گرے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بعد شہید ہوجانے کے بھی اسی جبل الرماۃ پر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھاکر جہان اونکی قبر شریف ہے لاکر دفن کر دیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکری بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور مسجد السقیا بضم سین مہملہ وسکون قاف ایک کنوئین کا نام ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض[1] کرد دیدہ وہان لیا اوس جگہ نماز پڑھی ہی اور اہل مدینہ کے واسطے دعای برکت کی ہے اور بعضے علمانے اس مسجد کا ذکر نہین کیا ہے اور اوسکی جگہ مین متردد رہے ہین سید سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہ تعیین کی فکر مجھے ہوئی یہان تک کہ زمین کے نیچے سے اسکی نیو نکلی اور مقدار آدھہ گز کی ہر طرف سے اوس کی دیوار پیدا ہوئی پس لوگون نے اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ کی راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اونکو پہلے اسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے تخمیناً سات گز چوڑی سات گز لمبی ہوگی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق اللہ مشرف ہوتی ہے سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہو کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی مگر اون مین سواے طرف کے کہ اس اس طرف واقع ہین اور کچھ معلوم نہین ہے اور اگر

[1] عرض گرفتن بمعنی ملاحظہ شان سپاہ ۱۲

بالفرض بعضے مواضع کے جہت کی تعیین بھی کیجاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت اور تردد کے کچھ حاصل نہو اسواسطے اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی علیہ الرحمۃ نے اون سب کا ذکر کیا ہی واللہ الموفق اللہم صلی علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم **باب دسوان** ذکر مین بعضے کنوون کے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا اور مشہور اور اتو ہین کنوئین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے گر گئے ہین اور معدوم ہو گئے کہ اونکا کچھ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمہ اپنی تاریخ مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوؤنکی اب زیارت ہوا کرتی ہی سات ہین بعضے علمانے اونکو نظم کیا ہی اسطرح پر کہ اشعار

ذارمت ابار النبی لطیبۃ	فعدتها سبع مقالا بلا وہن
اریس وغرس ورومۃ وبضاعۃ	کذا بصۃ قل بیرحاء مع العہن

اس تخصیص کی جہت سے اون کنوؤنکا ذکر مناسب ہوا بیر اریس بروزن جلیس ایک یہودے کیطرف سے منسوب ہے جسکا نام اریس تھا قریب مسجد قبا کے پچھان کیطرف واقع ہی پانی اوسکا شیرین اور لطیف ہی روایات متعددہ مین آیا ہی کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہی اور مٹھاس اوسکی اوسی سے پیدا ہوئی ورنہ پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوئین کا نشان پوچھا ایک شخص اونکو وہ بیر لیگیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس کنوئین سے پانی نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مین اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوئین پر تشریف لاکر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قضیہ بیر غرس پر واقع ہوا ہے واللہ اعلم اور جو کچھ بیر اریس کے باب مین صحت کو پہونچا ہے اور صحیحین مین آیا ہے یہ ہے

ف جب تو قصد کرے نبی صلواۃ والسلام کے کنوؤن کا مدینے مین بیس شمار اونکا سات ہین بغیر شبہے کے بیر اریس ہی اور غرس ہی اور بیر رومہ اور بیر بضہ کو تو بیر حاء ساتھ بیر عہن گے ۱۲

کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نہ پایا لوگون نے کہا کہ اسی وقت برآمد ہو کر قبا کی طرف تشریف لیگئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے قبا مین آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیراریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہو کر دروازے پر چار دیواری جو بیراریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوائج بشری سے فارغ ہو کر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ کنوئین کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پاے مبارک کنوئین مین لٹکائے ہوے بیٹھے ہین مینے سلام کیا اور پھر آن کر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین نے کہا کہ آج مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھونکا مین نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابو بکرؓ مین کہا ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کرلون پھر مینے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ دروازے پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا کھولدے دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے مینے ابو بکرؓ کے پاس آکر اونکو بشارت جنت کی دی پس ابو بکرؓ اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھ کر اتباعہ سنۃ اونھون نے بھی کنوئین مین پانون لٹکا دیلے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر مین وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کسی بشارت سے بشر ہو اس درمیان مین عمر بن خطاب نے دروازہ ٹھونکا مینے کہا ٹھہر جاؤ مین عرض کرلون پس مین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمرؓ آئے ہین اور اندر آنیکی اجازت چاہتے ہین فرمایا آنے دو اور اونکو جنت کی بشارت دو مین نے عمرؓ کے پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمرؓ بھی اندر آئے اور بائین طرف حضرت کے اوسی جگہ جاکر اوسی وضع سے پانون لٹکا کر بیٹھے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اس خیال مین

آکر کا نکے میر ابھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان رضی بن عفان بہونچے اونکی خبر دینے بہوچانی فرمایا آدینے اور بشارت دے اونکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو اونکے سر پر آنے والی ہے مین نے عثمان رضی سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت دیتے ہین جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو تمہارے سر پر آنے والی ہے عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور دیکھا کہ جس تخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہین جگہ کی تنگی ہے تو دوسرے طرف مقابل اونکے بیٹھے اور صحیح بخاری مین وارد ہو کہ انگوٹھی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دست مبارک مین تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھون مین رہی اور بعد اون دونون صاحبون کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوئین پر بیٹھے انگوٹھی حضرت کی اونگلی سے بحسب عادت اوسکو ہاتھ مین پھرا رہی کہ دفعۃً انگوٹھی شریف کنوئین مین گر گئی تین روز اوسکو ڈھونڈا اور کنوئین کا پانی کھینچا کئے لیکن ہاتھ نہ لگی انا للہ وانا الیہ راجعون اور صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہین کہ انگوٹھی شریف معقب کے ہاتھ سے کنوئین مین گری جو خادم تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا باب تاویل و تجوز ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھے برس کے خلافت عثمانیہ سے ہوا اوسی روز سے اونکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمان کا سا حال ہوا کہ اوسکے گم ہونے کے وقت اونکے ملک مین تخلل آگیا تھا ویسے ہی گویا یہ ایک امر یہان بھی ہوا بعضے کہتے ہین وہ دوسرا کنوان تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور وہان پر اونکا حصہ لگا تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نظیر سے اونکے ساتھ خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار کو مول لیکر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو بھی بیر اریس پر بانٹتے تھے واللہ اعلم اور بیر اریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوتر کر اوس مین وضو کر سکتے تھے سنہ سات سو ۱۱۴۷ چودہ مین اوس کنوئین کی تعمیر ہوئی اب اودھر جانے کی راہ ہی نہین ہے

اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہی کہتے ہین کہ ایک غلام تھا کسی رومی خبیث النفس منافق دینکا ایک باغ تھا اوسنے بقصد فساد دینے آثار محمدی کے اوس کنوئے پر جانے آنے کی راہ بند کردی اور عمارت گرادی خدلہ اللہ و دمرہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال بیر اریس کا شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگا اب تو اوسپر عمارت بنی ہے اور اوسکے گرد ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات سنہ بارہ سو اٹھاسی کی کہتا ہون بیر غرس شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ غرس بفتح عین معجمہ و سکون را ہے بہ معنی درخت بٹھلانے کے اور بعضون نے بفتح را بروزن شجر کے بھی ضبط کیا ہے اور کہتے ہین کہ مینے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہے کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین لیکن صواب وہی فتح پڑھنا ہے انتہی اور اب متعارف لوگون مین بضم غین ہے وہ ایک کنوان ہے مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رخ کو قریب آدہے میل کے اور غرس نام مواضع کا ہے جو اس کنوئین کے گرد ہین اور یہ بہت بڑا کنوان ہے وہ ورده ہے زیادہ اور کثیر الماء ہے اور پانی اسکا کچھ سبزی مائل ہے اور اوس مین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہے اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین اوسکی تجدید ہوئی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کنوئے کے پانی سے وضو کیا ہی اور بقیۂ وضو اوس مین ڈال دیا ہے اور ابن حبّان ثقات سے نقل کرتے ہین کہ انس بن مالک رضی اللہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے دیکھا ہے کہ اوس بیر کا پانی پیتے تھے اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے ہین کہ کہا انھون نے کہ ایک روز آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آج رات کو دیکھا کہ مینے بہشت کے کنوؤن مین سے ایک کنوئے پر صبح کی ہے یعنی مجھکو ایک کنوئے پہ پہونچا ہون کہ وہ کنوان بہشتی کنوؤن مین سے ہے پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوس مین ڈالا اور تھوڑا شہد کوئی شخص آپکے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا اور ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی

کہ مجکو بعد رحلت کے سات قربے پانی میری کنوے سے کہ بیر غرس ہی منگواکر غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربے پانی بیر غرس سے کہ جنکا بند دہان کسی نے نہ کھولا ہو منگواکر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام سے منقول ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوس کا پانی پیا کرتے تھے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور بیر رومہ بضم راے مہملہ وسکون واو اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہو مسجد قبلتین سے شمال کیطرف وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہو کہ تعریف مین نہین آتا حدیث شریف مین آیا ہو کہ نعم القلیب المزنی[1] اور مزنی وہی رومہ ہو جسکا کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کرکے تصدق کردیا تھا نقل ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سنی تو آدھا اوس کنوین کا پانی سو اونٹ کے عوض مین لیکر تصدق کردیا بعد اوسکے ہجوم خلایق کی جہت سے جو کنوین والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہوگیا اوس نے دوسرا آدھا بھی قدرے قلیل پر بیچڈالا اور ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یشتری رومۃ یشرب رواء فی الجنۃ[2] پس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کے تصدق کردیا اور بغوی بشیر اسلمی سے نقل کرتے ہین کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ مین بہ کثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر مین بہت کم تھا یہان تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنوان تھا چشمہ دار اوسکو بیر رمہ کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص سے فرمایا

سلہ بہت اچھا کنوان کنوان مزنی کا ہے ۱۲

سلہ جو شخص مول لیگا بیر رومہ کو پیے گا رداء کو جنت مین ۱۲

کہ تو اس کنوے کو یہ عوض اوس چشمے کے جو تجکو جنت مین ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال کیواسطے اسکے سوا کوئی اور وجہ معیشت نہین ہی عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سنی تو پینتیس ہزار درہم کو اوس سے خرید کر کے مسلمانون پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل کرتے ہین کہ یہ کنوان ایک یہودی کا تھا کہ اسکا پانی مسلمانون کے ہاتھ بیچا کرتا تھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی اور اوسکے مول لینے والے کو جنت کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف مین دقت ہوئی تو اوس نے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ مین کہا مفسدون سے کہ تم کو مین خدا اور دین اسلام کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ مین تشریف لائے اور مدینہ مین سوا بیر رومہ کے اور پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لیلے اوسکو اللہ تعالے مثل اوسکے بہشت مین عنایت کرے گا مینے اوسکو مول لیلیا اور غنی فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے اوسکے واسطے جنت واجب ہو جائے مینے اوسکی تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سنکر اون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے ہین اور اسیطرح کی روایت صحیح مین بھی آئی ہے اور اس کنوین کا وجود جاہلیت کے وقت سے ہے منہدم ہو گیا تھا ساڑھے سات سو سن کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور یہ جو بعضے روایات مین آیا ہے کہ من حفر بیر رومہ فلہ الجنۃ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت مین بھی اوس کنوئین مین حفر و اصلاح کی حاجت واللہ اعلم اور بیر بضاعہ بضم ہائے موحدہ بنا بر شہرت اور بعضے حکایت کسر کے بھی کرتے ہین اور ضاد معجمہ اور بعضے مہملہ کہتے ہین

لہ جو شخص کھودے بیر رومہ کو پس واسطے اوسکے جنت ہے ۱۲

اور آخر مین اوسکے عین مہلا ایک کنوان ہو باب شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اوس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جائیے تو داہنے کو پڑتا ہے خبر مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے اور ایک ڈول مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع اپنا لعاب دہن اوس کنوئین مین ڈال دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفاے عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پا جاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی اور احمد وغیرہ ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آتا ہے اور حال یہ کہ اوس کنوے مین کتونکا گوشت اور حیض کے لتے اور نجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مین حاضر ہوا مینے دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس پانی سے وضو کرتے ہین اور حالانکہ اوس مین بہت سی نجس چیزین ڈالی جاتی ہین فرمایا الماء لا یجنسه شی اور سہل بن سعد روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ مین ڈالا اور اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ سے نقل کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے بعد ہم بیر بضاعہ کا پانی تبرکاً پیتے تھے ایک بار میوہ جار سے اوس بستان کا جس مین بیر بضاعہ ہے کوئی کاٹ لیگیا مینے اسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہے جو میوہ چرا لیجاتا ہے اسکے بعد اگر نقصان میوے

ؔ یعنے پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہے ۱۲

مین پایا تو کہا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ ابو اسید نے بجکر رسالت پناہی یہ کلمہ جو کہا تو اوس غول بیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر اب مجھے حضور جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ بیجا مین اسکے بعد کبھی اس فستان مین نہ آونگا اور مین تجکو ایک آیۃ سکھاتا ہون کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر والونکو کوئی رنج ومصیبت نہ پہونچے اور وہ آیہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے یہ قصہ آگر حضور حضرت رسالت مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جب تجھ اوسنے کہا سچ کہا لیکن وہ جھوٹا ہی اُنیمی کہتے ہین کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہین اور بعضے اس حدیث کو ضعیف بتلاتے ہین واللہ اعلم اور اب یہ بیر بضاعہ بعضے آدمیون کے باغ مین پڑ گیا ہے اوسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بصہ بضم بای موحدہ وتخفیف صاد مہملہ جنت البقیع سے قریب ہے جو شخص بقیع کیطرف سے شہر پناہ کی بیچ سے مسجد قبا جاتے یہ کنواں اوسکے داہنے کو پڑتا ہی ابن عدی حضرت ابو بکر سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکے گھر تشریف لائے اور فرمایا تمہارے یہان کچھ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے اپنا سر مبارک دھووین کہ آج جمعہ کا دن ہی ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے عرض کیا حاضر ہے اور مینے لاکر حاضر کی اور آپ کے ساتھ بیر بصہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون بیر بصہ مین ڈال دیا اور اس بیر بصہ مین سیڑھیان ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہے اور بیر حا اس لفظ کو بہت طرح سے لوگون نے پڑھا ہی چنانچہ شراح حدیث نے اسکی تحقیق کی ہی سب وجہون سے مشہور راے موقوف وحای مقصورہ کے ساتھ ہے اور ایک حا نام ایک مرد کا ہی یا ایک عورت کا یہ کنوان اون کیطرف ہی منسوب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ حا ایک مکان کا نام ہی جسمین یہ کنوان واقع ہی اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال کی طرف قلعے کی دیوار سے بہت قریب ہی یہان تک کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد شریف سے اوس کنوئین پر جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہان تشریف لاتے تھے اور اوسکے درختونکے سائے مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی

لہ بسم اللہ چل رسول اللہ کے پاس ۱۲

نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہو کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل سے
اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اون کے نزدیک بیرحا تھا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اوس مین تشریف لایا کرتے تھے اور اوس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور
ابو طلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اونکے ذوی الارحام
مین تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اونسے لوگون نے کہا کہ تمنے
صدقہ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک صاع تمر کو عوض
ایک صاع دراہم کے خریدتا ہو حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ پہلے
بنی جدیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک
چھوٹے سے باغچے مین واقع ہو اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہو اور اُسکا پانی شیرین ہے
اور ہوا وہان کی فرحت انگیز ہو اور بیر عہن بکسر عین مہملہ وسکون ہا عوالی مدینہ مین ہے مسجد
قبا سے پورب کی ایک شریف کے بستان کبیر مین اوسمین زراعت اور اشجار بہت ہین،
وہ جگہ نہایت نظافت ولطافت رکھتی ہو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف
فرما ہوے ہین اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہو اور ذکر باقی آبار و
اموال وصدقات آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان باقی مساجد کا کہ بلاد متفرقہ مین آپ
نے اون جگہونکو مشرف فرمایا ہو اور عیون اور ادویہ وغیرہا جو اس بلدۂ طیبہ سے متعلق ہین
تواریخ مدینہ طیبہ مین مسطور ومذکور ہین اختصار کی جہت سے یہان وہ ذکر مین تقصیر واقع ہوئی
اور جملہ عیون طاہرۂ مدینہ مطہرہ کہ آجکل جاری اور منتفع بہ ہو عین زرقا ہو کہ قبا کے نخلستان
سے نکلی ہو مروان بن حکم نے اوس زمانے مین کہ مدینے کے عامل تھے حضرت معاویہ کے حکم سے
عین کو جاری کیا اور مدینہ منورہ مین لایا اور اوسکا پانی نہایت شیرین اور لطیف ہو کہ اوسکا مزا
بغیر چکھے معلوم نہین ہو سکتا اور از جملہ ادویہ جو مشہور اور متبرک ہو وہ وادی عقیق ہو کہ احادیث
نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب مین اوسکا ذکر بجد وحساب ہو چنانچہ اونمین سے
کسی کا یہ شعر ہو یا صاحبی ہذا العقیق فقف بہ ؛ متوالہا ان کنت لست بوالہ ؛ اور شیخ عبد الہادی سودی کہتے ہین

۱؎ یعنی اے رفیق میرے یہی مقام ہو عقیق بس ٹھہر جا یہان حیران وسرگشتہ اگرچہ سرگشتہ نہین ہو ۱۲

اشعار حی العقیق دوہ مع جنبک مطلق ؛ فذبالحسن البدایع المطلق ؛ فیہ صادقی فیہ غزال احور قیدت عنہ واشتیاق مطلق ؛ عبد السلام بن یوسف کہتے ہین اشعار علی ساکن البطن العقیق سلام ؛ وان اسہر دنی بالفراق وناموا ؛ خطرتم علی النوم وہو محلل ؛ وحللتم لنا ہ بسبب وہو حرام ؛ اور حدیث صحیح مین حضرت عبد اللہ بن عمر سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے سنا کہ وادی عقیق کی شان مین فرماتے تھے کہ آجکی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا صلی فی ہذا الوادی العقیق اور دوسرے حدیث مین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ العقیق وادی مبارک اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے کہ مین ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی عقیق مین گیا آپ نے فرمایا اے انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی سے بھر لا کہ مین اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہون فرمایا کہ مین جنگلی جانورون کا شکار بہت کرتا تھا اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیہ بھیجتا تھا ایک روز آپکے حضور مین حاضر ہوا آپ نے پوچھا تم کہان گئے تھے مینے عرض کیا شکار کھیلنے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے جانتے تو تمھارے ساتھ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور اصل سیلان وادی عقیق کا مدینہ منورہ کے قبلے کیطرف سے ہے قبا کے اور اوس کے درمیان مین ایک دن کی راہ کی مسافت ہی بلکہ زیادہ کی اور وہانسے ذو الحلیفہ کیطرف ہوکر بیر رومہ کے غرب کی طرف پہونچکر مدینہ منورہ مین پہونچا ہی اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی مین جو حکایات نقل کرتے ہین وہ عجیب وغریب ہین واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

۱ه اور وادی عقیق مین اوس حال مین آنسو تیری آنکھ سے روان ہون بدرستیکہ ظاہر ہوئی خوبی نادر غیر مقید تحقیق شکار کیا مجھے اوسمین آہو کشادہ چشم نے پس گرفتار ہوگیا مین اوس سے اور حال یہ ہی کہ اشتیاق میرا غیر مقید ہی

۲ه اور پر رہنے والون بطن عقیق کے سلام ہو جیو اگرچہ اونھون نے جگایا مجھے بسبب جدائی کے اور خود ہوئے خطور کیا تم نے سوتے ہین اور حالانکہ یہ جواب حلال ہی اور حلال رکھا تم نے عذاب دینے کو اور حالانکہ وہ عذاب دینا حرام ہی

۳ه نماز پڑھ اس وادی عقیق مین ۱۲

۴ه وادی عقیق وادی مبارک ہی ۱۲

باب گیارہوان

ذکر بعضے مقامات متبرکہ مین جو مکے اور مدینے کے راہ مین ماثور مشہور ہین علماے سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد نبویہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و اسفار مین مشہور و ماثور ہین جمع کیا لیکن اب اون مین سے اکثر مجہول و مبہم ہوگئے ہین اون مین سے بعضے کا کچھ پتا اور نشان ملتا ہے کہ لوگ اون کی زیارات سے مشرف ہوتے ہین اور جو کچھ ان اوراق مین ثبت ہوتا ہے وہ ذکر ہے اون بعض مساجد کا جو مکے مدینے کی راہ مین واقع ہین ایک مسجد ذی الحلیفہ ہے کہ بعضے مناسک والے اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہی اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دونون مرتبہ مکے جانے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسری مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ مین ایک درخت سمرہ کے سایے مین بیٹھے ہین اور وہان نماز بھی پڑھی ہی اور شب باش ہوے ہین اور اوس جگہ سے احرام باندھا ہی اب میقات و محل احرام مدینہ والون کا بھی ذی الحلیفہ ہے اور اس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی سن آٹھ سو اکسٹھ مین اوسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیچ والے ستون کیطرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا مطری کہتے ہین کہ اس بڑی مسجد سے قبلے کیطرف ایک چھوٹی مسجد اور ہی ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مین نماز پڑھی ہو سمہودی کہتے ہین کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے ہین چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت اوس جگہ تعریس[1] فرمائی اور نماز پڑھی ہی اور بھی حدیث صحیح مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ تشریف آنجناب علیہ الصلوٰة والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہی اور تشریف معرس کی راہ سے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب جگہ پہونچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریس فرمانی کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد الشریف الروحا ہی روحا ایک جگہ ہی کہ اوسکی اور مدینہ منورہ کے درمیان اکتالیس میل کا فاصلہ ہے

[1] تعریس کے معنی مسافر کا آخر شب مین آنا آرام کرنے کو ۱۲

اور سیح مسلم مین چھتیس ۳۶ میل لکھے ہین اور اوس سے آگے مدینہ منورہ کیجانب وادی سیالہ ہی اور اس شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنی طرف پڑتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی ہی اور وادی سیالہ مین بعد زمان ولادت نشان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمارتین بن گئی تھین اور چشمے وغیرہ جاری ہو گئے تھے اور نہایت آبادی پیدا ہوئی تھی والی مدینہ منورہ کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی کے رہنے والون کے بہت سے اشعار داخبار صفحۂ روزگار پر ابتک باقی ہین اور اب تک اوس جگہ بعضے آثار عمارت بھی پائے جاتے ہین اور قافلے کے گذرگاہ پر جو پرانی قبرین بنی ہوئی ہین وہ اہل سیالہ کا قبرستان تھا سمنودی کہتے ہین کہ لوگ اون مقابر کو شہدا کہتے ہین شاید مزارات اہل بیت ہونگے جو ظلم سے شہید ہو گئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہی اور اوس وادی کو وادی بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس زمانے مین اوس دیار کا اور اوس دیار کے دارثون کا رسم واسم بھی باقی نرہا اور سیالہ اہل سیالہ سب سیل فنا مین آگئے اوس جگہ ایک پہاڑ ہے اوسکو جبل ورقان کہتے ہین اور عرق انطبیہ بھی بولتے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوے مین کہ غزوہ ابو تھا جب روحا مین عرق انطبیہ کے پاس پہونچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس وجبل ورقان کا نام کیا ہو اسکا نام حمت ہے بفتح حا وسکون میم بعد اوسکے آپ نے دعا کی اور فرمایا اللھم بارک فیہ وبارک لاہلہ فیہ بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی کا نام کیا ہو اسکا نام سچا سیج ہی اور یہ وادی جنت کے اودیہ سی ہی مجسے پہلے اس مین ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہی اور موسیٰ بن عمران علی نبینا وعلیہ السلام ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبائی قطوانی پہنے ہوئی تھی اور ناقہ ورقا پر سوار تھے اور قیامت قائم نہوگی جبتک کہ عیسیٰ بن مریم بھی بہ قصد حج یا عمرے کے اس وادی کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے ہین کہ مضر بن نزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے اے اللہ برکت دے اس مین اور برکت دے اسکے رہنے والو کو اس مین ۱۲

کے اجداد سے ہین اسی روحا مین ہے اور وادی روحا مین ایک مسجد ہے پہاڑ کے کنارے پر مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنے پڑتی ہے اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مین نماز پڑھی ہے اور وہان پر ایک جگہ خاص ہے اوسکو تازیہ کہتے ہین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے ہذا منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہان پر ایک درخت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان سے اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور فرماتے ہٰکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جب راستہ اس مسجد تک پہونچے تو وہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے تھے بائین کو رہتا ہے زمانہ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین اسواسطے کہ انبیا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کیواسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہے اوسکو بیر السقیا کہتے ہین ایک پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے جسکا نام ہرشا ہے اب اس زمانے مین دوسری راہ جو اس راہ کے داہنی طرف ہے وہی جاری ہے اور علما سیر نے مکے اور مدینے کی راہ مین بہت سے مساجد ومشاہد جو یہ ذکر کیئے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہوچکین کسی اور کے آثار وعلامات باقی نہین رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار ہدایت وعنایت سے منور ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون مین اثر جمال محمدی اور ظہور کمال احمدی ہے کسقدر نورانیت ظاہر وباہر ہے کہ جسکی انتہا نہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان سب جگہون مین کوئی ذرہ ایسا نہین جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو اور وہ جمال بہجت مآل سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہ ہوا ہو بیت

ہر زمین کہ نسیمی ز زلف او وزیدہ است	ہنوز از دم آن بوی عشق می آید

مسجد بدر ایک وادی کا نام ہے جہان پہلا غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان حضرت رسالت

۱ یعنی یہ اوترنے کی جگہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲

۲ یعنی ایسا ہی مینے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲

اور شوکت مسلمین نے ترقی پائی اور کافرونکو خواری و ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اوسکی کتاب غزوات مین لکھی ہو وہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ایک عریش بنایا تھا بعد اوسکے اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہے اور بدر کے بڑے مقامات متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوہ شریف مین شرف شہادت کو پہونچے اور وہان پر ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی آواز سنائی دیتی ہو اور اثبات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے کی سی آواز ہونا بے اصل ہے کچھ ایسا سبب ہو کہ ہوا وہان پیچ کھاکر آواز پیدا کرتی ہو اور بعضے متاخرین کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہے کہ ہمکو معلوم نہین ہوتا واللہ اعلم بالصواب سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجد مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملہ مساجد نبویہ جو کہ معظمہ مین معلوم متعین ہین مسجد خلیص ہے بضم خاے معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے سے ہے وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اور وہان پر ایک مسجد تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مین نماز پڑھی تھی اور سن نو سو اٹھانوے مین سلطان روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری کیا اور سمہودی علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہی حرۂ عقبہ مین جو اصل قریہ سے تین میل پر واقع ہی اور بھی سمہودیؒ کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین بھی کہ خلیص سے مدینہ منورہ کیطرف دوسری منزل راہ سے داہنی طرف ایک مسجد ہی اور خیمۂ ام سعید بھی قدید مین تھا جس مین زمان ہجرت مین حضرت علیہ الصلوۃ والسلام مع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لیگئے تھے اور معجزہ دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد سرف بفتح سین مہملہ و کسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہو یہ ایک مسجد ہی تنعیم کی راہ سے مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر شریف وہین ہی اور تزویج و زفاف بھی اونکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم ایک جگہ کا نام ہو کہ مکے معظمہ سے لوگ جاکر عمرے کا احرام وہین سے باندھا کرتے ہین سمہودی کہتے ہین کہ

سلہ عریش اوس جگہ کو کہتے ہین جسکو خرمے وغیرہ کی شاخون سے ڈھانپ دیتے ہین ۱۲

کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہی اور اب اس زمانے مین وہان مشہور مسجد عایشہ ہی رضی اللہ عنہا کہ اونھون نے حجۃ الوداع مین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہہ جگہ نہایت مشہور ہے حاجت بیان کی نہین رکھتی اور مسجد ذی طوٰی۔ ذی طوٰی ایک کنوان ہی شہر معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لانے کے وقت وہین اترے تھے اور وہین شب باش ہو کر صبحکو مکہ معظمہ مین داخل ہوے اور مصلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بر کہ غیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانی مین ہی واللہ اعلم

باب بارھوان

جنۃ البقیع کے بیان فضائل اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین مشہور و معروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع کیطرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والوںپر سلام کرتے تھے اور اون کی مغفرت اللہ تعالیٰ سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ماتوعدون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد اور دوسرے روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا سے برآمد ہوے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ کسی اور بی بی کے گھر مین تشریف لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہولی یہان تک کہ آپ بقیع مین پہونچے اور بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کیواسطے دست مبارک اوٹھائے بعد اوسکو واپس پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے پہونچکر لیٹ رہی آپنے اثر اضطراب ملاحظہ فرما کر مجھسے پوچھا کہ یا عایشہ خیر ہی اتنی گھبراہٹ اوسوقت تم مین کیون ہی مینے صورت حال کہی فرمایا وہ سیاہی جو مجھی اپنے آگے آگے دکھائی دیتی تھی تمھین تھین مین نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ پھر آپنے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان ہی اللہ و رسول تجھپر حیف کرینگے مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہین ہی

سلام اسلام علیکم گھر قوم مومنونکے اور دیا تمکو جس چیز کے تم وعدہ دیئے گئے تھے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین اے اللہ میرے بخشدے بقیع غرقد والون کو ۱۲

جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی لیکن مین کیا کرون مجھ سے یہ امر بمقتضاے بشریت ہوا بعد اوسکے آپ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے آکر دروازے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھسے بات پوشیدہ رکھی مینے تجھکو اطلاع نہ کی اور عادت جبرئیلؑ کی یہ ہو کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے الگ کرتی ہو تو وہ گھر کے اندر نہین آتا اور مجھے یہ گمان ہوا تم سوتی ہو مینے نہ جگایا کہ تم متوحش نہو جاؤ میرے پاس وحی لایا کہ اے پیغمبر تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ اہل بقیع پر جاکر اونکے واسطے استغفار کر الفاظ دعا کے روایت نسائی مین امسطرح تب آئے ہین کہ السلام علیکم دار قوم مومنین وانا وایاکم متواعدون غدا موا کلون[1] اور بعضے روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہو کہ اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم[2] اور روایت بیہقی مین آیا ہو کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات مین واقع ہوا ہو اور یہی آیا ہو کہ آپ صلعم نے السلام علیکم اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر[3] اور حضرت ابی موہبہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دن آدھی رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگا کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا کہ بقیع مین جا کر اہل بقیع کیواسطے استغفار کرون پس مین بھی حضرت کے ساتھ ہو لیا حضرت بقیع مین پہونچکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا السلام علیکم یا اہل المقابر لیہن لکم ما اصبحتم فیہ مما اصبح الناس فیہ اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم یتبع آخرھا اولھا والآخرۃ شر من الاولی[4] بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ یا ابا موہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی کنجیان لائے اور مجھکو مخیر کیا اسباب مین کہ چاہون ہمیشہ دنیا مین رہون اور چاہون اللہ تعالی سے ملاقات کرون مین نے اللہ تعالے کی ملاقات اختیار کی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ خزائن دنیا کی کنجیان لے لیجیے بعد اوسکے داخل بہشت ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا موہبہ مین اپنے پروردگار کی لقا چاہتا ہون یہ فرما کر بقیع سے پھرے اور سر مبارک مین درد لاحق ہوا پھر وہ درد نہ چھوٹا یہان تک کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور بھی خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد مین

---

[1] یعنی ہمارا تمہارا کل کے دن کا وعدہ ہوا ۱۲ [2] اے اللہ محروم نہ کر ہمکو انکے اجر سے اور نہ فتنہ مین ڈال ہمکو بعد انکے ۱۲ [3] یعنی سلام تمھارے اوپر اے اہل قبور بخشے اللہ ہمکو اور تمکو تم پہلے گئے ہم بھی تمھارے بعد آتے ہین ۱۲ [4] یعنی سلام تمھارے اوپر اے اہل مقابر مبارک ہو آسان ہو وہ چیز جسمین تم ہو اوس چیز سے جسمین آدمی ہین آ چلے ہین فتنے جیسے ٹکڑے اندھیری رات کے ایک پیچھے دوسرے کے

اور تین مرتبہ فرمایا السلام علیکم اہل القبور اور بھی فرمایا آرام سے رہو اے اس جہان سے گذرنے والو چھوٹ گئے تم اون بلاؤن اور فتنوں سے جو تمھارے بعد آنے والے ہین بعد اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ یعنے اس جہان سے گذرے ہوے تمسے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا اون لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کیا ہے ہم بھی اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے کوچ کر جائینگے پھر ان لوگون کو ہمپر زیادتی کیا ہی آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہانسے گذر گیے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا کام کروگے اور کیا فتنہ تمھارے درمیان مین اوٹھے گا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کی طرف تشریف لیگئے اور فرمایا السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اور فرمایا اے کاش ہم اپنے بھائیونکو دیکھتے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین ہین فرمایا تم ہمارے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوینگے اور وہ ابتک پیدا نہین ہوے ہین اونکا فرط ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ جو لوگ آپ کی اُمت سے آپ کے بعد دنیا مین آوینگے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ اونکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم مین سے کیسکے پاس مشکی اور پچکلیان گھوڑے ہون تو آیا وہ شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے پہچان نہین سکتا اُمت میری قیامت کے دن سفید منھ اور سفید ہاتھ پانون پچکلیان گھوڑے کے سے آوینگی اور یہ سفیدی منھ اور ہاتھ پانون کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ مقبرہ بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منھ اونکے ایسے ہونگے جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد نہین مانتے تھے اور خداے تعالی پر توکل کرتے تھے اور دوسری روایت مین گنتی ایک لاکھ واقع ہوئی اور اتنا اور اوسمین زاید ہی کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور مدا و اینہین کرتے تھے

لـه فرط جو شخص اصلاح حوض کیواسطے آگے جائے ۱۲

مصعب بن زبیر سے نقل کرتے ہین کہ وہ ایک دن بقیع کیطرف سے مدینہ منورہ کو جاتے تھے اور
اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام اوسکی نظر بقیع پر جو پڑی
تو کہنے لگا یہی ہو یہی مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلاکر پوچھا کہ تو نے یہ کیا کہا اور اسکا کیا
مطلب ہو اوس نے کہا کہ اس مقبرہ کا ذکر مینے توریت مین پڑھا ہو اور ان دونون سنگستان
کے اندر ایک مقبرہ ہوگا معروف بہ نخل نام اوسکا کفتہ ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھین گے
بدر منیر کی شکل مین اور ایسی ہی خبرین مقبرہ سے بنی سلمہ[1] کی شان مین بھی وارد ہین اور
بقیع کے دفن ہونیوالونکے فضائل ہین اور اسباب ہین کہ وہان دفن ہونیکو حضرت سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت
مین کہ جو شخص وہان مرے اور دفن ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہین
احدیث اور آثار واخبار بہت سے وارد ہوئے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہو کہ جو شخص
سب سے پہلے زمین سے اوٹھے گا وہ سرور انبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہین بعد اونکے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اونکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل
بقیع بعد اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ بات باحد الحرمین بعث من الآمنین[2]
اور ایک دوسری حدیث مین آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہین کہ جنکی روشنی آسمان پر
ایسی ہے جیسے آفتاب ومہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرۂ بقیع ہے دوسرا مقبرہ
عسقلان اور حضرت کعب اخبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ توریت مین آیا ہو
کہ مقبرۂ بقیع پر ملائکہ موکل ہین کہ جب بقیع مردون سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع
کے تھام کر جنت مین جھٹک دیا کرین اور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع مین مدفون ہین وہ حصر سے باہر
ہین اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یا بعد آپکے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے
ہین اور اس مقبرۂ شریفہ مین مدفون ہین اونکا حصر علما نے کیا ہو قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین

[1] مقبرہ بنی سلمہ مدینہ منورہ سے پچھم کیطرف جبل سلع کے پیچھے مساجد فتح کی راہ کے داہنی پر منزل بنی حرام کے نزدیک ہو جلیسا
کہ کرساجد مین معلوم ہو چکا ہو اور اس زمانے مین وہ مقبرہ مندرس ہو گیا ہو اور اب اوسمین کوئی دفن نہین کیا جاتا ۱۲
[2] جو شخص مریگا کسی حرم مین ان دونون حرمون مین سے قیامت کو اوٹھایا جائیگا امنین مین ۱۲

کہ مقدار دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ مین اس جہان فانی سے گذری اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علماے تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہی اور غالب یہ ہی کہ قبور ان حضرت کے بعینہ معلوم نہین مگر بعضون کے قبور سو بھی یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہوگی کہ فلانی طرف کو دفن ہین اسواسطے کہ عہد سلف مین بناء قبور اور کتابت اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے اونکے نشان مٹ گئے اور اس زمانے مین جو بعضے قبور اور قباب کے لوگون نے تعیین کی ہی ظن غالب پر نظر کر کے ہوگی یا بعض روایات وارده اس باب مین پائی ہونگے والا حقیقت حال وہی ہی جو ہم پہلے کہ چکے اسی طرح کہا ہی سمہودی نے واللہ اعلم **فصل** اس مقبرۂ معظمہ کے قبہ شریفہ مین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے معروف ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرہ معظمہ مین اول مدفون ہیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو بقیع مین دفن کرو تاکہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک سلف ہو اور فرمایا نعم السلف سلفنا عثمان بن مظعون اور اوس زمانے مین غرقد بقیع مین بہت تھے اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے ہین پس ان درختونکو کاٹ کر زمین نکالکر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کیطرف سے جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہی اور خبر مین آیا ہی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہین جسنے سارے مہاجرین سے پہلے انتقال فرمایا اور جب اونکا انتقال ہوا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت رسالت مین حضرت کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بنا دین اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو اوٹھا کر اونکے قبر شریف کے پائینتی نصب فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ سرہانے کیطرف رکھا نقل کرتے ہین کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون

ل بہتر سلف سلف ہمارا عثمان بن مظعون ہی ۱۲

رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوس نے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہان سے نکال باہر ڈال
دین اور کہا مین نہین چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ جس سے
وہ ممتاز و معین رہی بنو امیہ نے اس امر مین اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تو نے یہ کام بہت برا
کیا کہ جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر رکھا ہو اوسکو
تو نے اوٹھوا ڈالا اوس نے کہا اب حکم ہمارا نہین پھرتا اور ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ اوس
پتھر کو اوس نے وہان سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھوا دیا
اور ابو داود حہ روایت جیدہ لاتے ہین کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پتھر لاؤ ایک پتھر بہت ہی بڑا
پڑا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین شریف
کو چڑھا کر حملہ کرکے اوس پتھر کو اوٹھا کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے رکھدیا اور
فرمایا کہ اس پتھر کو مین اپنے بھائی کے قبر کی علامت ٹھہراتا ہون تا کہ جو کوئی میرے اہل بیت
سے انتقال کرے مین اوسکو اوسی جگہ دفن کرون اور قبر شریف حضرت عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ کی دولتسرائے سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر
کوئی شخص اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر بے حجاب دولت سرا پر پڑتی تھی بعد
اوسکے سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف
چھ مہینے کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے بقیع مین عثمان بن
مظعون کے پہلو مین دفن کئے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت مین ہوگی
کہ رضاع اوسکا تمام کریگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور
پہلے اوس سے کسی قبر پر پانی نہین چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزی بچھائی اور جب دفن
سے فارغ ہوئے فرمایا السلام علیکم اور بعد اسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع مین ہوگئی ہر گروہ
نے ایک ایک بقیع کے گوشے مین اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرایا یہانتک کہ سارا بقیع الغرقد جاے مقابر مسلمین
ہوگیا قبر رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونھون نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الحقی بسلفنا عثمان بن مظعون اور انکو بھی وہین دفن کیا خبر مین آیا ہے
کہ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو بعض عورتون نے رونا شروع کیا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ انکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے انکو اور رونے دے جو کچھ ہاتھ اور
زبان سے ظاہر ہو وہ شیطان کیطرف سے ہی اور گریہ بے نوحہ منع نہین روایت ہی کہ حضرت
فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس کھڑی روتی تھین اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ سے اونکے آنسوؤنکو اونکے چہرے مبارک پونچھتے تھے
اور مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے وقت مدینہ
منورہ مین تشریف نہ رکھتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی تیمارداری کیواسطے
یہین مدینہ منورہ مین چھوڑ کر غزوہ بدر کو تشریف فرما ہوے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ
عنہ بشارت فتح غزوہ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے
ہین اور اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا
تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہی وفات حضرت ام کلثوم سے ہوگی یا وفات حضرت زینب سے
جو آٹھوین سن مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات ہے کہ ان سب صاحبزادیون
کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے آس ہی پاس ہونگی اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کیوقت
اور اونکی قبر کے پاس پتھر رکھتے وقت فرمایا تھا کہ ادفن الیہ من مات من اہلی اور اس زمانے
مین اوسی جگہ کے قریب ایک قبہ ہے اوسکو قبہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے
ہین قبر فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علی بن
ابیطالب قبر سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس ہین مدفون ہین اور اوس روایت کے سوا

ف۱ تو مل جا ساتھ ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے ۱۲

ف۲ دفن کرونگا مین انکے پاس جو کوئی میرے اہلبیت سے انتقال کریگا ۱۲

اور روایت بھی اسکے موئد آئی ہین سمہودی کہتے ہین کہ بس اوس زمانہ مین جو قبہ کہ فاطمہ بنت اسد کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبہ سے اوتر کی طرف مشہور ہی صحیح نہین ہی اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق اسکے ذکر کیا ہی اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایسی محبت وعنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول تھی بقیع سے اتنی دور دفن کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے وقت فرمایا تھا وفن الیہ من مات من اہلے اور جبکہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حقیقت مین داخل بقیع نہین ہی اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے طرف منسوب ہی اور اوس سے بھی دور ہی بس دفن اونکا غایت بعد مین ہوگا اور حضرت محمد بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہو جاوے تب ہمکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا پس آپنے فرمایا کہ اوس جگہ مسجد کی جگہ پر جس جگہ کو اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودین اور لحد بنا دین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہوے تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے پیراہن شریف بدن مبارک سے نکالکر فرمایا کہ اوسکے کفن مین اوس پیراہن کو داخل کردو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص ضغطۂ قبر سے ایمن نرہی مگر فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ولا القاسم یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت بھی ایمن نہین رہے باوجود اس بات کے صغیر سن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا ولا ابراہیم یعنی قاسم کا حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم جو قاسم سے بھی چھوٹے مین اس جہان سے گئے ہین وہ بھی ایمن نہین رہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا فرمایا اٹھو اپنی ماں کیطرف چلین پس آپ کھڑے ہو گئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہو گئے

ف ۱ مین دفن کرونگا اسکے پس جو کوئی مریگا مری اہل بیت سے ۱۲

اور بکمال خشوع وخضوع سے بصفت کانہم علی رؤسہم الطیر آپکی ملازمت مین روانہ ہوے جب
آپ اونکے دروازے پر پہونچے تو پیراہن شریف اپنے بدن مبارک سے اوتار کر عنایت
فرمایا کہ بعد غسل دینے کے یہ پیراہن شریف اونکے کفن مین لگادو پھر جب اونکا جنازہ
باہر نکلا آپ نے اونکے جنازہ کا پایہ اپنے دوش مبارک پر لیلیا اور ساری راہ مین
کبھی پایہ جنازہ کا اور کبھی پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پہونچے تو آپ اونکی قبر مین
اوتر کر لحد مین لیٹ گئے پھر باہر برآمد ہوکر فرمایا کہ اوتارو اونکو قبر مین بسم اللہ وعلی اسم
رسول اللہ پھر بعد اونکے دفن کی اونکے قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا جزاک اللہ من ام
وربیبۃ خیرا فنعم الام ونعم الربیبۃ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ
ہمنے آپ سے دو چیزین فاطمہ بنت اسد کے باب مین ایسی دیکھین کہ کسیکے باب مین
دیکھین ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیص مبارک سے اونکو کفن دیا دوسرے یہ کہ اونکی
قبر مین اوتر کر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے اونکے کفن دینے سے یہ غرض تھی کہ ہرگز
آتش دوزخ اونکی بدنکو مساس نہ کرے اور مقصود اونکی قبر مین لیٹنے سے یہ تھا کہ حقتعالے
اونکی قبر کو وسیع کردے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مین
آیا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد ابوطالب کے میرے
ساتھ سوا فاطمہ بنت اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنیوالا نہ تھا مین اونکو پیراہن اپنا
پہنایا تاکہ حلہ ہاے بہشت اوسکو نصیب ہون اور اونکی قبر مین لیٹا تاکہ وہ بلاے
قبر سے خلاصی پاوین اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد
رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اونکے سرہانے بیٹھ گئے اور
فرمایا کہ یا امی بعد امی اور بہت سی آپ نے اونکی تعریف فرمائی اور اپنی پیراہن سے اونکا کفن کیا بعد اسکے
اسامہ بن زید اور ایوب انصاری اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے کو حکم دیا جب وہ
لوگ حسب الحکم کھودنے سے فارغ ہوے تو آپ نے قبر مین اوتر کر لحد اپنی دست مبارک سے
بنائی اور خاک اوسکی اپنی ہی دست مبارک سے باہر نکالی پھر اوس لحد مین آپ لیٹ گئے اور

لہ جزاک اللہ تعالی مجھو ماں اور دایہ یا نہوالی سی حرکی پس بہتر ماں اور بہتر دایہ پالنیوالی ۱۲ ۵۲ ای میری ماں بعد میری ماں کے ۱۲

فرمایا اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمہ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین پھر آمادہ ہو کر چار تکبیرین پڑھین اور لحد مین اونھین لٹایا اور عباس اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی اس کام مین آپ کے شریک تھے اور عبد العزیز بن عمر سے روایت آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسیکی قبر مین نہین اُترے سوا پانچ شخصون کے اوس مین تین عورتین دو مرد ہین ایک قبر خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا مین کہ مکے معظمہ مین ہے اور چار قبرون مین جو مدینہ طیبہ مین ہین اوس مین سے ایک قبر اوس لڑکے کی ہی جو حضرت خدیجۂ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنی کنار تربیت مین پرورش فرمایا تھا دوسری قبر عبد اللہ مزنی کی ذوالبجادین کہتے ہین تیسری قبر حضرت ام رومان والدہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد کی رضی اللہ عنہم اجمعین قبر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اونکی قبر شریف بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہی ابن زبالہ حمید بن عبد الرحمن سے روایت لاتے ہین کہ جب وقت رحلت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قریب پہونچا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اونسے کہلا بھیجا کہ اگر تمہارا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے ابوبکر رضہ وعمر رضہ کے پہلو مین دفن ہونیکو چاہتا ہو تو ویسا ہی کیا جاے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ مین نہین چاہتا کہ گھر کو تمہارے اوپر تنگ کردون میرے اور عثمان بن مظعون کے درمیان مین عہد تھا کہ ہم تم دونون ایک ہی جگہ گڑین گے پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بعد انتقال عبد الرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھدیجو لوگون نے ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی سنتے ہین کہ حجرۂ مبارک مین ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ حضرت عیسی مریم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام اوسجگہ دفن ہونگے اسیواسطے حکمت الٰہی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہو سکا چنانچہ متبعین اخبار پر ظاہر ہے قبر سعد ابن ابی وقاص ابن دھقان سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سعد

سلہ اللہ ایسا کہ جلاتا ہی اور مارتا ہی اور وہ زندہ ہی کہ نہین مرتا بخشدے مری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور وسیع کردے اوپر اوسکے داخل ہونیکی جگہ کو بحق اپنے نبی کے اور بحق انبیا جو پہلے مجھسے گذرے ہین کیونکہ تو ساری رحم کرنیوالونسے بڑا رحم کرنے والا ہے ۱۲

بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجکو بلایا اور اپنے ساتھ مجکو بقیع مین لیگئے اور میخین بھی اپنے ساتھ لیلین بسمت
گوشہ شامیہ مشرقیہ دار عقیل مین جہان عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہے پہونچے مجھے ایک
قبر کھودنے کا حکم دیا مین حکم بجالایا بعد اوسکے وہ میخین جو ساتھ لیگئے تھے اونھون نے اوس جگہ
گاڑدین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھادینا کہ مجھے نہین دفن کرین
ابن دہقان کہتے ہین کہ مینے بعد رحلت فرمانے سعد بن وقاص کے اونکے صاحبزادیکو اوس
جگہ کے نشان دیے ہین پس وہ وہین دفن کیے گیے رضی اللہ عنہ قبر عبد اللہ بن مسعود ابن
سعد اپنے طبقات مین نقل کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت
فرمائی تھی کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرین
اور دوسری روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ
مین سن بتیس مین انتقال فرمایا اور جنت البقیع مین دفن ہوے اور بعضے اخبار
مین آیا ہے کہ اونکا انتقال کوفہ مین ہوا سن چھتیس مین واللہ اعلم قبر ابن حذافہ السہمی یہ
مہاجرین اولین سے ہین اور اصحاب ہجرتین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اُحد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ
بسبب اوسکے سن تین مین شوال کے مہینے مین مدینہ منورہ مین انتقال کیا اور رحلت فرمانا
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان کے مہینے
مین قبر سعد بن زرارہ اونھون نے ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بنتے وقت رحلت
کی تھی قبر اونکی روحا مین ہو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک پس
چاہیے کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر سلام کرین اور
سیدنا ابراہیم کے قبہ شریفہ مین دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسماے شریفہ بھی لکھے
ہوے ہین لیکن وہ دو قبرین جو ان دونون قبون کے اندر حادث ہوئی ہین کچھ اصل نہین
رکھتی جیسا کہ سمہودی نے کہا ہے واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ الزہرا بنت حبیب اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی تعیین مین اخبار
مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہین جیسا کہ غلبہ کمال اُنکا اُنکی حیات مین چشم اغیار سے

چھپا تھا ویسا ہی جمال عصمت آپکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہی کہ آپکی وصیت کے موافق آپ کے انتقال اور دفن کی خبر کسی امیر و فقیر کو نہین دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ مین سوائے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو دفن ہوئین سلام اللہ علیہا بعضے اس طرف گئے ہین کہ قبر مطہر اونکی بقیع مین اوسی جگہ جہان سارے اہل بیت نبوت آرام کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو اونہین کے گھر مین دفن کیا ہی جو گھر کہ مسجد نبوی مین داخل کر دیا گیا ہی اور بھی اقوال آئے ہین کہ اون مین سے بعض کی طرف جو صحت سے قریب ہین آخر کلام مین اشارہ کیا جائیگا اور سمہودی نے اپنی تاریخ مین اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہین اور ترجیح اور تضعیف بعضے اقوال کی کی ہی اور شاید کہ قوم کے نزدیک مختار قول اول ہے واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سے روایتین اسباب نقل کرتے ہین قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ یا نہ دار عقیل مین ہی جو شارع ہی بقیع مین اور دوسری روایت آئی ہے کہ دلالت کرتی ہی اثبات پر کہ اونکی قبر شریف اسی جگہ کے قریب ہی یہان تک کہ تحقیق اثبات کی بھی آئی ہی اور دار عقیل سے کئی گز کے فاصلے سے ہے بعضی روایات مین تنتیس گز شرعی مذکور ہین اور بعضے مین سنتیس گز اور امثال اسکے اور وہ جو قضیہ دفن امام المسلمین حسن بن علی بن ابی طالب مین نقل کرتے ہین کہ آپنے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میرے لاش کو جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن نہونے دین تو بقیع مین میری مان کے پاس مجھے دفن کرنا دلالت اثبات پر کرتا ہی کہ قبر شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین ہی جہان قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہ کو اونہین کے حجرے مین جسکو عمر بن عبد العزیز نے مسجد مین داخل کر دیا دفن کیا ہی جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرہ شریف مین دفن کیا ہی اور دفن کرنا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا راتکو واقع ہوا کہ اکثر آدمیونکو اوس سے اطلاع نہوئی اور بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ مین اپنے جلالت جسم کو

شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجائین اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون
کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک
روایت مین ہے کہ حضرت اُم سلمہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہو کہ حبش کے لوگ ایک طور کی
نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہے ویسے ہی ہم تمھارے واسطے بھی تیار کرینگے
اور دوسری خبر مین آیا ہو کہ حضرت جناب سیدہ نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور
تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متکفل ہون اور دوسرے شخص کو
اوس مین دخل نہو یہ رد کرتی ہو اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی اور اسی سبب سے وہ نماز جنازہ مین
حاضر نہین ہوے اسواسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہے کہ زوجہ اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو
اور بعضے کہتے ہین کہ ہو سکتا ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی ہو اور اونھون نے
آنیکا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ برخلاف قصد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور
شاید کہ اونکے وہان کچھ مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع اونکی ہوئی ہو اور اونھون نے گمان کیا ہو کہ شاید
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور دفن کیواسطے بلا لینگے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بغیر طلب کے آوینگے واللہ اعلم اور
اس سے صریح تر دلالت مین اسبات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات
حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہو کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے
اپنی نعش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے شاخون خرما سے موافق
رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے گذرانا حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرماکر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا کہ اور اس سے پہلے بعد
رحلت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم فرماتے نہین

دیکھا تھا اور خوشحال بنایا تھا اور اسما بنت عمیس کو وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت مرتضوی پیچھے غسل
دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نپاوے پھر جب وفات فرمائی تو حضرت عائشہ نے دروازے پر تشریف
لاکر اندر جانا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت حضرت سیدہ کے اندر آنے سے منع کیا حضرت
عائشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت کی کہ اس خثعمیہ کو کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حائل ہوتی ہے اور مجھے اندر آنے نہین
دیتی اور انکے جنازے کے واسطے ایک چیز مثل ہودج عروس اپنی عقل سے تراش
کر بناتی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر حضرت سیدہ کے دروازے
پر آکر کھڑے ہوے اور فرمایا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر کی بیٹی کے پاس آنے
سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس انکے واسطے بنائی ہے اسما بنت
عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ نے مجھے وصیت کی ہے کہ مین کسیکو انکے
پاس آنے ندون اور یہ جو مینے بنایا ہے انکی حالت حیات مین بنایا تھا اور انھون نے
اسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو تو کہتی ہے
تو جیسا تجھے وصیت فرما گئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا
اسیطرح دلالت کرتی ہے اس بات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ شریف
مین دفن نہین ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون ہوئی اور بعض روایات
غریبہ مین آیا ہے کہ ایک روز حضرت جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبحکو
نہایت خوش و خرم اوٹھین اور لونڈی سے فرمایا کہ غسل کیواسطے پانی تیار ہووے آپ نے
نہایت مبالغہ اور احتیاط سے غسل فرمایا اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھا کر قبلہ رخ لیٹ
گئین اور اپنا دست رخسارہ مبارک کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور مین غسل
کر چکی ہون اور پاک کپڑے پہنے ہون کوئی میرا بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل
دینے کو کپڑے نہ اوتارے اور اسی جگہ جہان لیٹی ہون دفن کردین جب حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ دولت سرا مین تشریف فرما ہوے لوگون نے صورت حال عرض کی آپ نے جاکر دیکھا

تو روح مبارک اعلیٰ علیین کو پہونچگئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اوسی غسل سابق پر اوسی جامۂ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھین دفن کر دیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہی حدیث بنت عمیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علما نے حدیث نقل کی ہو اور حجت لائے ہین اور بھی اس خبر کے روایت مین اختلاف اور ابن جوزی اپنی موضوعات مین اسکو لاتے ہین واللہ اعلم اور مسعودی مروج ذہب مین نقل کرتے ہین کہ امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور شریفہ کی جگہ پر ایک پتھر پایا گیا اوسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ مبید الامم ومحی الرمم ہذا قبر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ النساء العالمین وقبر حسن بن علی وعلی الحسین بن علی وقبر محمد بن علی وجعفر بن محمد علیہم السلام اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو تیتیس مین چنانچہ اوس کلام کے فحوا سے جو ذکر کیا ہی ظاہر ہوتا ہو اور دوسرا قول آیا ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اوس مسجد مین ہی جو بقیع مین حضرت سیدہ کی طرف منسوب ہے قبہ عباس قبلے کی طرف مائل بشرق اور امام غزالی رح نے بیان زیارت بقیع مین اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوس مین نماز پڑھنے کی وصیت کی ہی اور بعضے دوسرون نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بیت الحزن کر مشہور ہی اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم مین آدمیون مین رہنے سے متنفر ہو کر وہین اقامت فرمائی تھی اور بھی کہتے کہ یہ جگہ وہ گھر ہی جو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم محب طبری ذخائر عقبیٰ مین کہتے ہین کہ خبر دی مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھ سے للہ فی اللہ دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع کو جاتے تو قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبر شریف حضرت سیدہ کی اس جگہ ہے اور

لہ سب تعریف اللہ کو اور زندہ کرنیوالا ہی بوسیدہ ہڈیونکا یہ قبر ہی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ نساء علمین اور قبر حسن بن علی اور علی بن الحسین بن علی اور قبر محمد بن علی جعفر بن محمد علیہم السلام ۱۲

شیخ ابوالعباس مرسی مشہور ہین کشف مین طبری کہتے ہین کہ مدتہاے مدید تک اس اعتقاد پر بسبب
اوس اعتقاد کے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت مین تھا رہا یہان تک کہ مینے وہ خبر جو ابن عبدالبر
نے قضیہ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ مین نقل کی ہو دیکھی تو اعتقاد میرا اوس بات پر جسکے کشف
سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہوگیا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ وہ ارجح اقوال ہو اگرچہ اوس سے
پہلے بعض علماے شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر مین دفن ہوئی ہین اظہر الاقوال کہا ہو واللہ
اعلم توفیت فاطمۃ الزہرا یوم الثلثاء خلت من شہر رمضان سنۃ احدی عشر رضی اللہ عنہا
وادلادہا قبر المام المسلمین حسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہما روایت کرتے ہین کہ جب
وقت رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری نعش کو حجرۂ
مبارک کے اندر میرے جد امجد سرور انبیا صلی اللہ علیہ سلم کے پہلو مین دفن کرین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا وہان ایک
قبر کی جگہ خالی بھی ہے وہین اون کو دفن کرین بنی امیہ یہ خبر سُنکر ہتھیار باندھکر
لڑنے کو آئے اس طرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور مستعد جنگ ہوئے حضرت
امام حسن علیہ السلام نے جب یہ خبر سنی کہ نوبت قتال وجدال کی پہونچنے والی ہے
تو بمقتضاے شفقت کہ قتال آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہان تک پہونچا
چاہتی ہے تو مین راضی نہین ہون مجھے بقیع مین لیجا کر میری مان کے پہلو مین دفن کردینا
اور دوسری روایت مین آیا ہو کہ وقت رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام
سے فرمایا کہ مجھے میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم اسبات سے مانع آئے
تو اونسے الحاح کرنا نزاع نہ کرنا مجھے لیجاکر بقیع الغرقد مین دفن کردینا آخر کو ویسا ہی ہوا
جیسی اونھون نے خبر دی تھی مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنیکو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز
اسبات کو روا نہ رکھونگا کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو اتنی دور ڈالین حضرت
ابوہریرہ وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ یہ ظلم صریح ہے

---

[1] وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے منگل کے دن گذرے رمضان کے مہینے مین گیارھوین سن مین راضی ہو خدا اونسے اور اون کی اولاد کی

کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جدامجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن ہونے سے منع کرین بعد اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر تمھارے بھائی نے وصیت نہین کی تھی اگر نوبت قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانون کے مقبرے مین دفن کرنا اور قوم سے نزاع نہ کرنا آخر کو ان حضرات کے الحاح سے مقبرہ بقیع مین جاکر دفن کر دیا سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعضے روایات مین آیا ہی کہ اوس زمانے مین امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کے طرف سعد بن العاص تھا جسوقت جنازۂ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے کہا کہ آگے آ اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر ہوتی کہ امام جنازہ امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نہ کرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام اور قبر امام ابو جعفر محمد باقر بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین اور درحقیقت یہ سب ائمہ ہدا سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر جسے قبہ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبیٰ نے جسد مطہر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی لاکر بقیع مین دفن کیا ہی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ سن آٹھ سو سرسٹھ مین مشہد حسین وعباس مین ایک قبر جانب قبلہ کھداتے تھے کہ زمین کے اندر سے ایک تابوت لکڑیکا نکلا اوسپر سرخ پوشش تھی اور میخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب کی بات ہے کہ پوشش بھی پرانی نہین ہوئی تھی اور میخون مین بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ نہین لگا تھا سید کہتے ہین کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہے اور بھی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المومنین حسین بن امیر المومنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما کو عمر بن عاص کے پاس کہ اوس بدبخت کیطرف سے عامل مدینہ مطہرہ تھے بھیجا انھون نے اوسکو کفن دے کر بقیع مین اونکی والدہ سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانہ مین پایا گیا لوگون نے

اوسے کفن دے کر دمشق ہی مین باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا اس باب مین اور بھی ایک
قول آیا ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے وقت سادے ائمہ
ہدے پر سلام پڑھا جاوے تو بہتر ہے قبر عباس بن عبد المطلب عم النبی المصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن شیبہ روایت لاتے ہین کہ حضرت عباس بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس
اول مقابر بنی ہاشم مین کہ گوشہ دار عقیل مین واقع ہو دفن کیا اور بھی ابن شیبہ نقل کرتے
ہین کہ مین نے سنا ہو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع کے بیچو بیچ مین دفن کیا ہو انتہیٰ
اس زمانے مین ایک بڑا سا قبہ ہو بقیع مین اوس مین قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ
ہدیٰ واقع ہین جیسا کہ معلوم ہو چکا ہو قبر صفیہ بنت عبد المطلب عمۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
ابن شیبہ روایت لاتے ہین کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچہ کے آخر مین جدھر سے بقیع کو
جاتے ہین دار مغیرہ بن شعبہ کے نزدیک جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے منقطع
کیا تھا دفن کیا ہو اور آخر مین جب مغیرہ بن شعبہ نے بنائے دار شروع کی تو حضرت زبیر بن العوام
رضی اللہ عنہ اودھر سے نکلے اور دیکھ کے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو میری والدہ کی قبر پر
کھڑی کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اونکے فرمانے
کا کچھ خیال نہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچکر اونکی بنا پر جا کر کھڑے ہو گئے یہ خبر حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کروا بھیجا اور اس
زمانے مین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازے کے متصل جو جانب
بقیع کے ہو واقع ہو قبر ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ
عنہ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان بن حارث رضی اللہ
عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین پوچھا یا ابن عم کیا ڈھونڈ رہے
ہو کہا اپنے دفن ہونیکو ایک قبر کی جگہ ڈھونڈھتا ہون بس حضرت عقیل رض اونکو
اپنے احاطہ مین لائے اور ایک جگہ معین کر دی وہان اونکی قبر کھود دی گئی حضرت
ابو سفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت بیٹھکر چلے گئے دو روز اس حال سے

نہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کیے گیے وکان وفاتہ سنتہ
عشرین وصلی اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ اور اب اس زمانے مین اونکا نام مبارک اور اسم شریف
حضرت عبداللہ بن جعفر کا قبۂ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر لکھا ہی سید سمہودی کہتے
ہین کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قبے کے اندر جو حضرت عقیل کیطرف منسوب ہی مدفون
حضرت ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ ابن زبالہ اور ابن شیبہ نے
حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو
اون لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ
نے ذکر کیا ہی کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات شام مین ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت
کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اس طور پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس جہت سے ہی
کہ دار عقیل اس جگہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہو چکا ہے اور یہ بھی احتمال ہی کہ اونکی نعش مبارک کو شام
سے نقل کر کے یہین لا کر دفن کر دی ہو اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس
قبے مین ہونے کو ابن بخار نے ذکر کیا ہی اور کہا ہے کہ قبر عقیل بن ابیطالب بقیع کے پہلے
قبے مین ہے اور اونکے ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنے عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی
طالب کی اور اجود عرب کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہی رضی اللہ عنہ
اور بعضے علماے سیر و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو مکے اور مدینے کی راہ مین واقع
ہی سن نوے مین مدفون ہوے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے وقت یہ دس برس کے تھے پس ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال مین ہوئی ہوگی رضی اللہ
عنہ قبور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہن بھی دار عقیل کے نزدیک ہین خبر میں
آیا ہی کہ عقیل رضی اللہ عنہ اپنی دار مین کنوان کھدواتے تھے وہان ایک پتھر نکلا اوسپر لکھا تھا
قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل نے اوس کنوین کو بند کروا دیا اور قبر پر عمارت بنوا دی اور
سمہودی کہتے ہین کہ سارے روایات اسی بات کیطرف ہین کہ قبور شریفہ امہات المومنین اسی جگہ ہوگی جان

سلہ یعنے اونھون نے وفات فرمائی بیس سن مین اور اونکے جنازے کی نماز پڑھی حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے ۱۲

اب زیارت کرتے ہین مگر بعضے روایات کہ دلالت کرتے ہین اسبات پر کہ بعضے ازواج مطہرات کے قبور شریفہ مقبرۂ امام حسن وعباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہین ابن شیبہ محمدؐ بن یحیی سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مینے سنا ہے لوگون کو کہتے تھے کہ قبر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین پر ہے جہان محمد بن علی مدفون ہین قریب موضع دفن سیدتنا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اوسی جگہ پر آٹھ گز کے قدر زمین کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ہذا قبر ام سلمۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح بخاری شریف مین مذکور ہی کہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو مین دفن نہ کرنا مجھے دفن کرنا میرے صواحب نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع مین سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے قبور شریفہ مدینے مین ہین مگر قبر شریف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے شراف مین تیغم کے اور کہتے ہین کہ ادنکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِسی جگہ پر واقع ہوا ہے اور خلوت بھی اِسی جگہ ہوئی قبر امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ جب چاہا لوگون نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حجرۂ مبارک سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم مین دفن کرین اور اونھون نے خود بھی اپنی حیات مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہ سے اسبات کی رخصت لیلی تھی مصریون نے انکار کیا اور وہان دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انکو کہین دفن مت کرو ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ سنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوگئین اور فرمانے لگین واللہ تم لوگ ہٹ جاؤ مین اوسکو دفن کرون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر رسول اللہ علیہ وسلم کرتی ہون یہ سُنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اوسی رات کو جسکے دن کو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم خرام اور عبد اللہ بن زبیر اور بعضے اور اصحاب کرام نی آکر اونکو وہانسے اوٹھایا جہان لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین لیگئے وہان بھی وہ مفسدین دفن کرنیسے مانع آئے آخر کو حش کوکب مین لیگئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہ قبر کھدوا کر اونکو اوس مین رکھکر ایک دیوار ہون کی قبر پر گرا
کے اونکو دفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حش کوکب[۱] ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان لوگ اپنے مردونکے
کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
اوس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہ دفن کیا جائیگا اوس
کی بابت سے یہ جگہ آدمیونکو مانوس ہو جائیگی پس اول جو شخص وہان دفن ہوا حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین حضرت معاویہ کیطرف
سے عامل مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس پتھر کو حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا
تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا جعلتک للمتقین اماما[۲] اوس پتھر کو اوٹھا کر حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ اونھین کے گرد اپنے
مردون کو دفن کیا کرین قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ انکو غزوۂ خندق کے روز ایک
زخم لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم کرنیکو انکو طلب
فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہو چکا ہے تو خون بند ہو گیا پھر جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر بنی قریظہ کے باب مین حکم دیکر اپنے دولتخانہ پر پہونچے
تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور اس جہان سے رحلت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی اور حضرت مقداد الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطہ کے پاس
جو گلی گئی تھی اوس گلی کے ایک طرف کو اقصی بقیع مین اونھین کے مکان کے پاس دفن
فرمایا سمہودی کہتے ہین کہ جو تعریف کہ قبر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قدمائے
کی ہے وہ اس قبے کی جگہ پر جو حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف منسوب ہے صادق
ہے پس شاید کہ قبر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور اسے قبر فاطمہ بنت
اسد رضی اللہ عنہا شبہے سے کہتے ہون گے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہے

---

۱ حش کوکب ایک بستان تھا بقیع سے پورب کی طرف ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ۱۲
۲ یعنی مینے تجھے متقیون کا امام کیا ۱۲

کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر شریف مقبرۂ اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت ابراہیم بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہو قبر ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ خبر مین آیا ہو حضرت عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے باپ نے مجھے فرمایا کہ بیٹا اب مین بوڑھا ہوا اور میرے یار بھی سب اس عالم فانی سے گذر گئے اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پہونچا ہو تو میرا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لیچل مینے تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑکر بقیع مین لیگیا جب انتہای بقیع مین پہونچے اوس جگہ کہ وہان کوئی مدفون نہ تھا فرمایا کہ جب میرا انتقال ہو جاے تو میرے واسطے یہین پر قبر کھودنا اور کسیکو قبر نہ کرنا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمی کا گذر کم ہے میرا جنازہ نکالنا اور جنازہ تیز تیز لیچلنا کوئی میرے جنازہ کے ساتھ نہووے اور کسیکو مجہپر رونے اور نوحہ کرنے ندینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے ندینا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پہونچا تو سب آدمی میرے گھر کو گھیر کر کھڑے ہو گئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو سب ساتھ ہولین مینے موافق اونکی وصیت کے کسی شخص کو اونکے موت کی خبر نہ دی اور بہت سویرے اونکی لاش مبارک بقیع مین لیگیا دیکھتا کیا ہون کہ سب آدمی آپ سے پہلے سے بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ جمیع اصحاب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک ذکر اون قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب تاریخ نے اونکی تعین اور جہات مین اخبار اور آثار پاکر جنتہ البقیع مین ذکر کیے گئے ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد اس مقبرۂ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اس بلدۂ طیبہ کے گرد و پیش موجود ہین اور بادشاہان قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و تعین سے بنائے ہین وہ کئی قبہ ہین اور قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفاے عباسیہ نے سن پانسو انیس مین بنایا ہو وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہے دوسرا قبہ جناب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم بن سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا

لہ اور کہا گیا سوا اسکے ۱۲ سے ۵ صاحبزادیون کا ۱۲

اس قبے کے پاس دعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہو چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم متصل شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے ساتوان قبا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اس قبہ
شریفہ مین ایک قبر ہو اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اس مین دفن ہو آٹھوان قبہ فاطمہ بنت اسد ام
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچوں بیچ مین بقیع کے
درمیان قبہ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انمین سے ایک مین امام دار الہجرۃ حضرت
امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ وشیم بلدہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی بن عمر ہین رضی اللہ عنہا جیسا کہ لکھا ہو سمہودی
نے اور مشہور اہل مدینہ مین یہ ہے کہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ کلام
ابن جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہو کہ درمیان قبہ سیدنا ابراہیم و قبہ امام مالک کے ایک
قبر ہو عبد الرحمن بن الخطاب رضی اللہ عنہا کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف ہین ابو
شحمہ کر حد زنا اونپر لگائی گئی تھی اوسی صدمے سے بیمار ہو کر انتقال کر گیے تھے سید سمہودی کہتے ہین
کہ یہ تعریف صادق ہے اوس قبہ پر جو منسوب ہو نافع کیطرف واللہ اعلم اور ایک قبہ چھوٹا
سا ہو قبہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ کیطرف منسوب جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اس قبہ کا ذکر نہین کیا انتہا ما واللہ
اعلم یہ وہ مشاہد و مقامات ہین جو معروف و مشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہو جو پہلے مذکور ہو چکا ہے
اور شہر پناہ کے اندر کے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر صادق سلام اللہ علیہما
ہو مقابل قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کیطرف اور یہ قبہ بنائے شہر پناہ سے پہلے
کا ہو اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مساجد فتح کو پہرنے
سرے سے بنایا ہے اور اس قبے کی عمارت سن پانچسو چھیالیس مین واقع ہوئی ہے اور کہتے
ہین کہ حوالی اس مقام کا شمال کی طرف سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
کی دولتسرا کے دروازے تک تھا اور درمیان دروازۂ بیرونی اور دروازہ باغیچہ کے
ایک کنوان ہو منسوب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف کہ پانی اوسکا بیمار و نکے
واسطے شفا ہے نقل کرتے ہین ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت صغر سن مین

اس کنوئن مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نماز مین تھے حضرت نے غایت توکل وحضور رضا سے نماز قطع نہ کی رضی اللہ عنہما وارضاہما عنی خیر الجزا اور اس قبہ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف منسوب اس زمانے مین اکثر آدمی اوسکی زیارت سے محروم ہین اب رہے وہ مشاہد مشہور جو مدینہ مطہرہ مین بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اول مین افضل واعظم مشہد مقدس سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخوہ من الرضاع ہے اور اصل بنا اس قبے عالی کی خلیفہ ناصر الدین کی مان نے کی ہے سن پانچسو نوے مین اور وہ پتھر جسپر تاریخ لکھی ہے بعضے جہال نے مسجد مصرع سے جہان حضرت امیر حمزہ شہید ہوکر گرے ہین اوٹھاکر یہان لاکر رکھی ہے اور سلطان قایتبائی نے سن آٹھ سو ترانوے مین اوسکے صحن اور عمارت کو بڑھایا ہے اور اس مشہد کے اندر ایک قبر اور ہے اور وہ قبر غضنفر ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک قبر صحن مین ہے وہ قبر ایک شریف کی ہے امرائے مدینہ سے کسیکو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین اور زائر کو چاہیے کہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون وہین دفن ہین حضرت فاطمہ زہرا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور اصلاح ومرمت اوسکی کیا کرتین اور اونکی قبر شریف کی علامت کیواسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑہتی تھین اور روتی تھین اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ ہمیشہ دو تین دن کا فصل دیکر قبور شہدائے احد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور انکے واسطے دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور فضیلت احد اور شہدائے احد کی انشاء اللہ تعالے ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرینگے دوسرا مشہد مالک بن سنان والد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے اندر

؎ چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رضاعی بھائی حضرت کے ۱۲

پچھان کی النگ پر واقع ہی اور اوسپر ایک قبہ ہی قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہداے احد سے ہین انکو احد سے اوٹھا کر یہین لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہان وہ دفن ہین اگلے زمانے مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمدؐ بن عبد اللہ بن الحسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس ذکیہ کر معروف ہین اور ابی جعفر منصور کے زمانے مین شہید ہوے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہے جبل سلع سے پورب کیطرف اور اوسپر عمارت لق ودق بنی ہی اور ایک مسجد بھی ہی اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہے عین زرقا سے نقل کرتے ہین یہ نفس ذکیہ یعنے محمدؐ بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا اور بہت سے آدمیون نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن موسیٰ کو چار ہزار آدمی کے ساتھ اونپر بھیجا عیسیٰ بن موسیٰ نے جبل سلع پر پہونچکر توقف کیا اور محمدؐ بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اونھون نے کہلا بھیجا کہ مرنا عزت کے ساتھ بہتر ہے اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھ ہو اوسکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی رہگئے تھے سب کے سب نے غسل کامل کرکے اور خوشبوئین لگا کے عیسیٰ بن موسیٰ پر حملہ کیا اور تین مرتبہ اونکو سامنے سے بھگا دیا آخرکار بسبب کثرت اعدا کے تاب نلا کر مغلوب ہو گئے ابن جوزی محدث کے پوتے نے ریاض الافہام مین لکھا ہی کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے اونکا سر مبارک منصور کے پاس بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے چپکے چھپا کر بقیع مین دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہی کہ وہ اسی جگہ دفن ہین جو مذکور ہوچکی اور قتل احجار زیت کے پاس ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہی اور حضرت سرور انس وجان صلی علیہ وسلم نے وہان پر دعاے استسقا پڑھی کہتے ہین کہ ذو الفقار حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبد اللہ کے پاس تھی عیسیٰ بن موسیٰ نے بعد اونکے شہید کرنیکے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہونچی اصمعی کہتا ہے کہ مین نے اوسے دیکھا ہی اوسکے اٹھارے فقرے تھے اور فقرہ لغت مین پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہین اور یہ ذو الفقار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھی چنانچہ کتب سیر واحادیث مین مذکور ومسطور ہی۔ اور خبر مین آیا ہے کہ قتال کے دن محمد بن عبد اللہ نے بن عامر سلمی کو

له یہ حدیث اور ہی اور خضری اور اونکی اتباع نے لکھی ہی ۱۲۔

کہا کہ ایک ابر ہمارے سر و نپر اگر سایہ کریگا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر
ہمارے اوپر سے گذر کر دشمنون کے سر و نپر پہونچے گا تو جان ہے کہ میرا خون احجار
زیت پر پڑیگا عبد اللہ بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا ہی ہوا جیسا محمد بن عبد اللہ نے
کہا تھا ایک ابر کا ٹکڑا ہمارے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر عیسیٰ بن موسیٰ کے
سر پر سایہ گستر ہوا آخر الامر ان لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبد اللہ نے شہادت اور
خون اونکا احجار زیت پر بہایا گیا نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ کی جہت سے عیسیٰ
بن موسیٰ نے امام مالک کو پٹوایا کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم بھرتے
تھے اس حکایت کو نقل کیا ہے امام فریری نے تتمہ فی زیارۃ اہل البقیع بقیع والون کی زیارت
مین سنت یہ ہے کہ جب بقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے وقت
اسکا پڑھنا مستحب ہے پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللھم اغفر لاہل بقیع الغرقد اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا
تفتنا بعدھم واغفر لنا ولھم بعد اسکے یا پہلے اسکے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور پڑھنا سورۂ
اخلاص کا مقبرہ کے سنت موکدہ ہے اور خبر مین آیا ہے کہ جو شخص مقبرہ مین آوے اور گیارہ بار
سورہ اخلاص پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکا بعدد ہر مردے کے جتنے
اوس مقبرہ مین ہین اجر دیا جاتا ہے اور چاہیے کہ سلام مین سارے آل و اصحاب و مومنین کو جو اس
مقبرہ شریفہ مین دفن ہین شریک کرے اور منھ اپنا قبہ شریفہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
پھیرے کہ بائین طرف باب بقیع سے متصل مدفون ہین اور ختم بھی اونھین کی زیارت پر کرے
رضی اللہ عنہا اور علماے متاخرین اختلاف کرتے ہین اسباب مین کہ کسکی زیارت سے
ابتدا کرے ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی
مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان علیہم اجمعین جو اونکے ساتھ ایک قبہ مین آرام فرماتے ہین
کرے اسواسطے کہ یہ اسہل اور اقرب ہے اور ان حضرات کو سامنے سے گذر جانا اور دوسرونکی زیارت
کیطرف متوجہ ہونا سوء ادب سے خالی نہین ہے اور کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسبات پر تھا اور بعض مشائخ متاخرین

لہ یہ عبد اللہ بن عامر اسلمی محمد بن عبد اللہ کے اصحاب مین سے ہین ۱۴ سنہ ۱۵۳ ای اللہ میرے بخشدے بقیع غرقد والون کو اے
اللہ میرے نہ ہمکو محروم رکھ اجر سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو بعد اونکے اور بخشدے اور انکو ۱۲

اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسی طرح لوگون نے مشاہدہ کیا ہی اور یہ شیخ محمد عراق بڑے
متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعضے علماے حنفیہ نے بھی اسبات
کی تصریح کی ہی اور سمہودی کا کلام بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین ظاہر ہی ولیکن
اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہی کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے
جو دار عقیل نے نزدیک ہی اسواسطے کہ منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف
لاکر کھڑے ہوے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین اوس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے
اوسکو موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ
عنہا کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ
ابتدا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین
وغیرہ کہ جزو شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ اسواسطے کہ تقدیم دوسرونکی اونپر مناسب نہین
یہ مذہب اعدل واقوم معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم اور ایک گروہ اسطرف گیا ہی کہ ابتدا حضرت
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سیدنا عثمان
رضی اللہ عنہ ساری اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون مالکی وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہے
اور کہا ہی کہ اونکی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف سے گذر ہوا اوسپر سلام کرے اور کچھ یون
سا توقف کرے اور چلا جاے اور بھی اسی گروہ کا کلام ہی کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے مع اون حضرات کے جو اوسکے
قبہ مبارک کے اندر ہین بعد اوسکے قبور شریفہ ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اوسکے مشہد عقیل رضی اللہ عنہ مین آئے اور زیارت کرے
اور اونکی دروازے پر بہت ٹھہرے اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہی اور دعا اوس جگہ قبول ہوتی ہی اور اسکے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے

سع اونکے جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابۂ کرام کہ وہان آرام فرماتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعضے علما کا کلام محصل یہ ہو کہ ابتدا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریف سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جاوے اسواسطے کہ جسکی ادنی جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقہ ادب سے نہایت بعید ہو بعضے کہتے ہین کہ یہی مقصد صالح ہو ساتھ اسکے مضر نہین کرانا نہ رعایت کرنا افضل واشرف کا اور ایک جماعت علماے مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت بقیع کرتے تو پہلے موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کیواسطے دعا کرتے اور اپنا مطلب حقانی سوانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسبات کے کہ کسی خاص قبر پر جا کر کھڑے ہون اور اس طریق کے اختیار کرنے مین مستند ان حضرات کا فعل ماثور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہو اور ان حضرات کا قصد محرو اتباع سنت ہو تو بہتر ہو کہ بعضے علمانے کہا ہے کہ اگر یہ فعل صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ہر چند صحت کو نہ پہونچا ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہو ولیکن اسبات مین شک نہین کہ اگر موقف سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات مین سعادت وقوف حاصل کرکے زیارت مقربان آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مستفیض ہون تو نہایت مناسب ہو کہ موجب مزید اجر وبرکات وثواب وحسنات ہوگا والسلام تکمیل نے زیادۃ البیت فصل خطاب مین حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ سائر اہل بیت النبوۃ سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا آپ نے جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوس نے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجیے ایک قول بلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب تو ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل ادا کر اوسکی بعد جا اول دروازے پر کھڑا ہو کر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہو اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس مرتبہ اللہ اکبر بھی تھوڑا چل وقار کے ساتھ نزدیک تر یک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہو کر تیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر

ف بجوی کرامات کا زیارت اہلبیت مین ۱۴

اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوئی اوسکے بعد کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ بَیْتِ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِکَۃِ وَمَہْبِطَ الْوَحْیِ وَخُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَہَی الْحِلْمِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَۃِ وَاُصُوْلَ الْکَرَمِ وَقَادَۃَ الْاُمَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَائِمَ الْاَخْیَارِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ وَاُمَنَاءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعِتْرَۃَ صَفْوَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ السلام علی ائمۃ الھدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی النہی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حلمہ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی حکم اللہ والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع بکم مقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد اللہ انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالے من عدو محمد وآل محمد من الجن والانس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

باب تیرھوان

فضائل جبل احد مین کہ محبوب سید انبیاء و منزل سید الشہدا ہی علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام ورضی اللہ عنہ تفصیل احوال غزوۂ احد اور سارے غزاوات کے ساتھ کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہی یہان مناسب بیان فضیلت احد اور قبور شہدا ہی جو اس غزوہ مین شرف شہادت عظمی کو پہونچے ہین صحیحین مین آیا ہی کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہذا جبل یحبنا ونحبہ یعنے یہ ایک پہاڑ ہی کہ ہمکو دوست رکھتا ہی اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور اس کلمے کا عدد

ـلـ سلام ہو تمپر ای اہل بیت رسالت اور ای جگہ پر پی آنی فرشتونکی اور جگہ اترنی جبرئیل کی اور خازن علم کی اور جگہ انتہا پانے حکمتونکی اور کان رحمت کی اور جڑ کرم کی اور کھینچنے والے امتونکے اور عنصر ابرار کے اور ستون اخیار کے اور دروازے ایمان اور امین رحمن کے اور فرزند خاتم النبیین کے اور صفوۃ المرسلین اور خدا کی رحمت اور برکات اوسکی سلام ہو اوپر اماموں ہدایت اور چراغون تاریکی کے اور نشانون تقوی کے اور صاحبان عقل و زیرکی کے اور خدا کی رحمت و برکات اوسکی سلام ہو اوپر جگہون خدا کی رحمت کے اور جگہون ٹھہرنے برکت کی اور جگہون نکلنی خدا کی حکمت کے اور حفاظت کرنیوالی خدا کی بھید کے اور اوٹھانیوالے خدا کی کتاب کے اور وارث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی رحمت اور اوسکی برکات سلام ہو اوپر بلانیوالے خدا کی حکم کیطرف راضی ہونیوالی اوپر خدا کی مرضیون کے اور ظاہر کرنیوالے خدا کی امر و نہی کی اور اخلاص کرنیوالے خدا کی راہ پر ہین اور رحمت خدا کی اور اسکی برکات تحقیق مین طلب شفاعت کرتا ہون تمسے اور آگے کرنیوالا ہون تمکو اپنی طلب اور ارادہ و سوال و حاجت کے گواہ کرتا ہون اللہ کو اسبات کا کہ مین مومن ہون تمہارے بھید اور آشکارا کا اور تحقیق بیزار ہون مین دشمن محمد و آل محمد سے خواہ اسمین جن ہو خواہ انس صلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

حضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے اوقات متعددہ مین ثابت ہوا ہی چنانچہ تعدد روایات بخاری اثبات کا مظہر ہے ایک روایت مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا ھٰذا جبل یحبنا ونحبہ علی باب من ابواب الجنۃ وہٰذا عیر جبل یبغضنا ونبغضہ علی باب من ابواب النار عیر بفتح عین مہملہ ایک پہاڑ ہی مقابل احد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو دشمن رکہتے تھے علما کہتے ہین کہ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ حسد وبغض وسعادت وشقاوت جمادات مین بھی پیدا ہی امام نووی کہتے ہین کہ یہ جو محبت جانبین سے حدیث مین مذکور ہے کہ پہاڑ کو دوست رکہتے تھے محمول ہے حقیقت پر اسواسطے اوسکی جگہ جنت ہوئی کیونکہ المرء من احب اور یہ پہاڑ جب کہ محب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہین تو اس پہاڑ کی جگہ بھی حضرت کے جوار ہوئی دروازہ بہشت پر اور اللہ تعالیٰ نے محبت وعشق جبال مین اس طور پر رکھا ہی جیسا تسبیح کرنا رکھا ہی جمادات مین آیہ کریمہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ اس بات سے خبر دیتی ہی اور جبکہ جبال اور ساری جمادات اللہ تعالیٰ کا ذکر وتسبیح کرتے ہین اگر اوسکے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق اور محبت سے بھی موصوف ہون تو کیا مشکل بات ہی بیت

	؎ مہر حب ازلی در ہمہ اشیا جاریست		ورنہ بر گل نزدے بلبل مسکین فریاد	

اور محققین علما یون کہتے ہین کہ حضرت حبیب رب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن وانس وملایکہ کیطرف مبعوث نہین ہوے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہین جنمے النباتات والجمادات اور خطاب فرمانا آپکا اس جبل کیطرف اسطور پر کہ اسکن یا احد فانما علیک نبی او شہید اوسکی عقل وعلم پر اول دلیل ہے ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق ومحبت لوازم فہم وعقل سے ہے

ــــــــــــــــــــ

سلہ یعنی یہ ایک پہاڑ ہی کہ وہ ہمکو دوست رکہتا ہی اور ہم اوسکو دوست رکہتے ہین اور ایک دروازے کے دروازوں میں ہوگا جنت کے یعنی احد جنت اور یہ عیر ایک پہاڑ ہی کہ ہمارے ساتھ دشمنی رکہتا ہی اور ہم اوسکے ساتھ دشمنی رکہتے ہین اور ایک دروازے کے دروازون جہنم کے یعنی عیر جہنم کے دروازے پر ہوگا ۱۲ سلہ یعنے جو جسکے ساتھ دوستی رکھے وہ اوسکے ساتھ ہی ۱۲ سلہ اور نہین کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہی ساتھ تعریف اوسکی کے ۱۲ سلہ یہانتک کہ دیکھتا ہو تو بلبل بیچارگی کی فریاد ۱۲ ہشہ ساکن ہوجا اے احد کیونکہ

اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانہ نبوت سی پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا آپ کی
مفارقت سی جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہی اس مطلب کے دلائل واضحہ ہی ہین اور جیسا کہ اہل مدینہ آپ کی شان
مین دو قسم ہوئی ہین مخلص اور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوکے اسی سبب سے جبل
عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونہین کے ساتھ دوزخ مین ہو گا
اور غزوہ احد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ منورہ
سی باہر آئے مگر جبل احد تک کہ مقام صدیقین محبو بین ہو نہ جا سکے اثنائے مدینہ کے قریب ہی سے پھر کر
منقادت گاہ کیطرف رجوع کیا اور تاویل محبت اور عداوت کے ساتھ محبت وعداوت ساکنین
کی تاویل بعید ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہی اور مسرت وخوشی سے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول مدینہ منورہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے
کہ اعظم واروع علامات مدینہ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب
مدینہ جیبہ واہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام مجنون ہی کا ہی اور اسوقت حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعداوت کے آثار اون دونون پہاڑونسے ظاہر ہین
جسکا جی چاہی جا کر دیکھے جبل اُحد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہی ایک نور وسرور اوس سے مشاہدہ
ہوتا ہی اور جسوقت جبل عیر کی جانب نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت وغم اوس سے حاصل ہوتا ہی اور اشتقاق
لفظ اُحد کا توحد سے ہے بمعنی انفراد وانقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق ہین اسواسطے کہ وہ
ایک کوہ پارہ ہی مقابل مدینہ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ سے کے فصل سے
بڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکہتا اور یہ بھی ہی کہ وہ اہل ایمان وتوحید کا چونکہ نصرت گاہ
ہی اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہی رکھا گیا اور کونسا نام اوس نام سے مشتق
ہوا حدیث سے بہتر ہو گا بخلاف عیر کے کہ حمار وحشی[1] کا نام ہے جو طرح طرح کی برائیون
کے ساتھ موصوف ہی اور روایت مین آیا ہی کہ اُحد ایک پہاڑ ہے جنت کے پہاڑون میں
سی جب تملوگ اوسپر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختونکا کھایا کرو اور اگر میوہ نہو تو اوسکے
جنگل کی گھاس وہی حکم رکھتی ہی اور زینب بنت حنظلہ زوجہ انس مالک رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین

[1] یعنے جنگلی گدھا ۱۲

کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھین کہ تم لوگ جاکر زیارت اُحد کرو اور لاؤ میرے واسطے واںکی گھاس وغیرہ اور حدیث مین آیا ہے کہ احد رکن من ارکان الجنۃ وعیر علی رکن من ارکان النار اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اربعۃ جبال من اجبال الجنۃ واربعۃ انہار من انہار الجنۃ واربعۃ من ملاحم من ملاحم الجنۃ قیل فما الاجبال قال احد یحبنا ونحبہ من اجبال الجنۃ وورقان جبل من اجبال والطور جبل من اجبال الجنۃ ولبنان جبل من اجبال الجنۃ والانہار الاربعۃ النیل والفرات وسیحان وجیحان والملاحم بدر واحد والخندق والحنین اور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر بین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مین لائے ہین اور ذکر ملاحم سے سکوت کیا ہے اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ بیت اللہ الحرام زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً چھ پہاڑونکی پتھر سے بنا ہے ابو قبیس اور طور اور قدس اور ورقان اور رضوی اور احد اور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے جبل طور پر تجلی فرمائی چھ پہاڑ عظمت الٰہی سے ڈر کر اوڑ گئے اونمین سے تین مدینہ مین آنگرے اور تین مکے مین وہ جو مدینے مین آگرے احد و ورقان و رضوی ہین اور وہ جو مکے مین آگرے حرا و ثبیر و ثور ہین ورقان ایک پہاڑ ہے مکے کے راہ پر مدینہ منورہ سے قریب چنانچہ ذکر مساجد ماثورہ مین اسکی طرف بھی اشارہ ہو چکا ہے اور رضوی ینبع مین ہے اوتنی ہی مسافت پر اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہے اور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ جب موسی اور حضرت ہارون علی نبینا علیہم الصلواۃ والسلام حج یا عمرے کے قصد سے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ مطہرہ مین پہونچکر جبل احد پر اترے ناگاہ پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہین دفن کیے گئے اس زمانہ مین اونکی قبر شریف

۱؎ یعنی احد ایک کونے پر ہے جنت کے کونون سے اور عیر ایک کونے پر ہے دوزخ کے کونون سے ۱۲ ۲؎ یعنی چار پہاڑ ہین پہاڑون جنت سے اور چار نہرین ہین نہرون جنت سے اور چار لڑائیان ہین لڑائیون جنت سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چار پہاڑ کون سے ہین فرمایا ایک احد ہے کہ وہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اوسکو دوست رکھتے ہین ایک پہاڑ ہے پہاڑون جنت سے اور ورقان ہے ایک پہاڑ پہاڑ جنت کا اور طور ایک پہاڑ پہاڑون جنت سے ہے اور لبنان ایک پہاڑ ہے پہاڑون جنت سے اور نہرین چار نیل و فرات و سیحان اور جیحان اور لڑائیان بدر و احد و خندق و حنین ہین ۳؎ ینبع ایک جگہ کا نام ہے

اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہو اور اس جبل پر ایک مسجد ہو کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہو اور یہ
تحقیق نہین ہوا کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور
مسجد فتح مین نماز پڑھنے کے باب مین ایک اثر ثابت ہوا ہو لیکن وہ غار جس مین کہتے ہین کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہو جہان آدمی کے سر کا سا نشان ہو اور لوگ کہتے ہین کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہو علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد کے لائق ہو ثابت
نہین ہوا اور خبر مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش
مبارک پر کھڑے ہو کر آیۂ کریمہ من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ الآیہ اور دعائے
اللھم ان عبدک ونبیک یشھد ان ھولاء شھداء پڑھ کر فرمایا کہ آؤ اور شہداے اُحد پر سلام پڑھو کہ
جب تک آسمان و زمین قائم ہو جو شخص انپر سلام پڑھے اوسکو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہ دوسرے
شہدا پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ میرے اصحاب ہین ان پر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہین ہین فرمایا ہان کیون نہین
ہو لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح سے دنیا سے
گئے ہین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
کی لاش مبارک پر جا کر کھڑے ہوے تو دیکھتے کیا ہین کہ کفار نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہین
اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لیگئے فرمایا اگر دو خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے
یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہیگی تو مین اسکو یون نہین چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا
جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت اور ایسا غم پہونچا ہو کہ اس سے زیادہ غم کی جگہ پر پھر کبھی نہ
کھڑا ہونگا یعنے مجھے ایسی مصیبت ایسا غم پہونچا ہے کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہین
سکتا اوسی اثنا مین جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والون
کے پاس لکھا ہے حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ واسد رسولہ پھر اونکو ایک چادر مین لپیٹنے کا حکم دیا

---

۱ یہ مسجد فتح جبل احد کے نیچے واقع ہو ۱۲ ۲ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ از جملہ شہداے احد ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۲
۳ بعض مسلمانون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کہا اونھون نے اوس چیز کو کہ عہد باندھا تھا اللہ سے اوپر اوسکے ۱۲ ۴ یعنی اے اللہ میرے
تحقیق تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہو اسبات کی کہ یہ لوگ شہید ہین ۱۲ ۵ یعنی حمزہ عبد المطلب کا بیٹا اللہ کا شیر ہو اور اوسکے رسول کا شیر ۱۲

اور نماز جنازہ پڑھی ستر تکبیر سے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہداے احد پر علما مین مختلف مشہور ہی اور ابو داؤد حاکم اپنے صحیح مین لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب احد کے دن ہمارے بھائیون پر جو کچھ پہونچتا تھا پہونچا اللہ تعالی نے اونکی روحونکو سبز جانورونکی جوفون مین اوتارا کہ جنت کی نہرونپر پہونچکر پانی پیتے ہین اور بہشت کے میوے کھاتے ہین اور قندیلین سونیکی جو عرش کے نیچے معلق ہین اونمین جاکر ٹھہرتی ہین اور آرام کرتی ہین غرض کیا ان شہیدون نے کہ رب العزت کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیونکو جو دنیا مین ہین ہمارے اس آرام و آسایش کی خبر پہونچے تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نہ کرین اور اس کار بزرگ کے ادا کرنے مین کسل و سستی کو راہ ندین حضرت حقتعالی و تقدس نے ارشاد فرمایا کہ مین تمھاری خبر اونکو پہونچاؤنگا پھر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون الآیہ خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال مین شہداے احد کی قبور شریفہ پر تشریف فرما ہوتے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہداے احد پر گذرے اور انپر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہین اور ان شہداکے قبور شریفہ سے خصوصا قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز سلام کی بارہا سنی گئی ہی اور اس باب مین سلف سے آثار و اخبار بہت ثابت ہوے ہین اور قول صحیح کے موافق عدد شہداے احد ستر ہین اور سمہودی نے اپنی تاریخ مین اپنا شمار کیا ہے اور اونکے مواضع قبور کے تعیین مین بہت کوشش کی ہی اور اب اس زمانے مین حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے پچھان کیطرف ایک احاطہ کھینچا ہوا ہے اوسی مین قبور شہدا ہین لیکن قبرونکی صورتین نہین بنائین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدونکو ایک ایک کپڑے مین لپٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جسکو علم قرآن زیادہ ہے اوس اوسکو لحد مین پہلے اوتارو اور اخبار صحیحہ مین آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بعضے شہداکے قبور شریفہ کو کھولا تو مثل تر و تازہ پھولون

سلہ لیہ مت گمان کرو اون لوگون کو کہ مارے گئے ہین بیچ راہ خدا کے مردے زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنے کے رزق دیے جاتے ہین ۱۲

کی کلیان سی لاشین مع کفن نکلین گویا کہ کل ہی دفن ہوئی ہین اور بعضونکو ادن مین سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہین ہاتھ کو جدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے اور ہاتھ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہین تو وہین زخم پر پہونچتا ہی اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعی کہ سبب ہوے ہین ادن مین سے ایک یہ ہی کہ بعضے بعضے لاشون کے دفن مین غلط ہو گیا تھا قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس و اجتہاد سے ادن لاشونکو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضے قبرون کے گھلجانے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبرین کھلین کہ حضرت معاویہ نے اپنے زمان امارت مین ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کی طرف سے جاری کی تو لاشین نکال نکال الگ جا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی رح شفاء الاسقام مین لاتے ہین کہ جوقت حضرت معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا انہو مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت سید الشہدا حمزہ بن بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پای مبارک مین لگی کہ اوس سے خون جاری ہوا اور نقل کرتے ہین کہ نہر کھدنے کیوقت اوسکی عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہی جس کسی کا مردہ یہان دفن ہو آوے اور مردیکو یہانسے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجاوے واللہ اعلم اور بعضے شہدائے اُحد غیر اُحد مین بھی دفن ہوے ہین اسی جہت سے کہ حضرت علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اوس مین سے جسکا جہان انتقال ہو وہین دفن کیا جاے چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہین اونکا انتقال مدینے کے اندر ہوا اونکو وہین دفن کیا جہان اب مشہور ہی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اللہم احشرنا فی زمرتہم یوم القیمۃ آمین

باب چودھوان

بیان فضایل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین مقصد اعلی او مطلب اقصائے مومنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلواۃ والتسلیمات مین اب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور کون و مکان رسول انس و جان علیہ افضل صلوات الرحمن مین احادیث بہت سی وارد ہین بعضے تصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضے دوسرے الفاظ ہین لیکن باسطور پر کہ اونسے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہی مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت مین واقع ہوئی ہین اور بہ نقل ثقات متعدد طرق سی کہ بعضے نے درجہ صحت کو پہنچی ہین اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت

لے الٰہی حشر ہمارا اونکے گروہ مین کر قیامت کے دن ۱۲

ہوئی ہین یہ ہین پہلی حدیث مَن زار قبری وجبت له شفاعتی وجہ تخصیص زائرین کی اس فضیلت کے ساتھ باوجود اس بات کی کہ اس نعمت کی امیدواری ساری مومنین امت کو ہی یہ ہی کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت خاص ہی کہ کوئی مرتبہ خاص اوسکی جہت سی اونکو حاصل ہوگا کہ اونکی غیر ونکو باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ میسر نہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر مین سوائے ایک زیارت جمال باکمال حضرت حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ خیر آل کی اور کسی بات سے مشرف نہین ہوے بہ نسبت ساری امت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہی کہ اورونکو حاصل نہین ہوئی مگر بسبب زیارت کے پس اسی پر زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا چاہیئے یا یہ کہ یہ کلام بشارت انجام مشعر اسبات کا ہی کہ زائرین قبر شریف سی مشرف ہوگا اوسکی موت آپ کی برکت سی دین اسلام پر ہوگی اور اس جہت سے مستحق شفاعت ہوگا دوسری حدیث مَن زار قبری حلت له شفاعتی تیسری حدیث مَن جاءنی زائرًا لاتعمله حاجة الا زیارتی کان حقاً علی ان اکون له شفیعا یوم القیمة یہ دونون حدیثین بیان معنی اور تعیین مراد مین پہلی حدیث کے حکم مین ہین مگر اس تیسری حدیث مین ایک چیز زیادہ ہی وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیت سی ہو نہ یہ کہ مدینہ منورہ مین کسی اور حاجت سی گئے اوسکی ضمن مین قبر شریف کی زیارت بھی کر لی چوتھی حدیث مَن حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی آپ فرماتی ہین کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے گویا کہ اوس نے زیارت کی میری حالت حیات مین اسی حدیث کی بنا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ثبوت پر چنانچہ اس مسئلے کی تحقیق بہ تفصیل اسباب کے آخر مین آئیگی اس حدیث کے مضمون سے بھی ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت وسعادت خاص سے ممتاز ہین کہ دوسرونکو اوس سے بہرہ نہین چنانچہ صحابہ کرام کو اورونپر زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین امتیاز حاصل ہی مگر اس تشبیہ سی یہ لازم نہین آتا کہ ساری احکام مین اور ساری وجوہ فضل مین زائر کا حکم صحابی کا ہی یہ ایسا ہی کہ جیسے کوئی شخص حج مین

---

۱ یعنی فرمایا حضرت علیہ الصلواة والسلام نی جو شخص میری قبر شریف کی زیارت کریگا اوسکی واسطے میری شفاعت واجب ولازم ہوگی ۱۲ ۲ یعنی جو شخص آوی مجھ زیارت کرتے اور یہان آئین اوسکی حاجت اور نہو سوا میری زیارت کے تو مجھپر حق ہی اسبات کا کہ مین اوسکا شفیع ہون قیامت کے دن ۱۲ ۳ جس کسی نے حج کیا بعد اسکے میری قبر کی زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا کہ میری زیارت کی میری حیات مین ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سے تو باوجود اسبات کے کہ آپکو خواب مین دیکھنا
حقیقت مین آپ ہی کا دیکھنا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ من رانی فی المنام فقد رای الحق لیکن وہ شرائع
واحکام کا ثبت نہوگا پانچوین من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یہ وعید ہے سعادت زیارت نہ
حاصل کرنے پر حاصل کرنے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپکی شفقت ہے امت پر اور حرص ہے اسبات
پر کہ آپکی امت کو ثواب ہو چھٹی حدیث من زارنی الی المدینۃ کنت لہ شفیعا وشہیدا علمائے لکھا ہے
کہ سفارش آپکی گنہگاروں کے حق مین ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت
مین آیا ہے من زار قبری کنت لہ شفیعا وشہیدا ساتوین حدیث من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم
القیمۃ ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الامنین یوم القیمۃ آٹھوین حدیث من حج حجۃ الاسلام وزار
قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسال اللہ عزوجل فیما افترض علیہ اس حدیث مین فضیلت حج اسلام
اور زیارت قبر شریف حضرت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس کی
مذکور ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ یہ جزاے خاص یعنی فرائض سے سوال نہونا مخصوص
ہو ان سب باتون کے اجتماع کے ساتھ یا انمین ہر ایک پر بھی مرتب ہو واللہ اعلم نوین
حدیث من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان جاننا چاہیئے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپکی مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور
مقبول کے برابر ہے بلکہ سبب ہے اوس حج کی مقبولیت کا بھی جو ادا کرکے حاضر ہوا ہے اور
حج مبرور کی جزا مین جنت ہے یقینا جیسا کہ احادیث مین آیا ہے اور حج مبرور اوس
حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات اور منہیات شرعی سے اور ریا اور سمعہ کو اوس مین دخل
نہو اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہے جو خداے تعالیٰ کی درگاہ مین مقبول ہو اور یہ موقوف ہے خدا کی
فضل پر دسوین حدیث من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت لہ۔

ف۱ یعنی جسنے مجھے خواب مین دیکھا اوسنے حقیقت مین مجھے دیکھا ۱۲ ف۲ یعنی جس شخص نے حج کعبہ کیا اور میری زیارت کی اوسنے مجھپر ظلم کیا ۱۲ ف۳ یعنی جو
میری زیارت کریگا مدینے مین آکر ہو جاؤنگا مین اونکے واسطے سفارشی اور گواہ ۱۲ ف۴ یعنی جسنے میری قبر کی زیارت کی اونکا سفارشی اور گواہ ہونگا
۱۲ ف۵ یعنی جو شخص زیارت کریگا اور زیارت کو مقصود اصلی جانے تو وہ شخص قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا اور جو شخص حرم مکہ مین یا مدینے مین
مریگا وہ شخص قیامت کے دن عذاب سے مامون رہیگا ۱۲ ف۶ یعنی جس شخص نے حج کیا حج اسلام اور زیارت کی میری قبر کی اور لڑا ایک لڑائی کفار
کی ساتھ اور نماز پڑھی بیت المقدس مین تو اللہ عزوجل نہین سوال کریگا اس چیز سے جو اوسپر فرض کیا ہے ۱۲ ف۷ جس شخص نے قصد کیا مکے
کا پھر قصد کیا میری زیارت کا میری مسجد مین تو اوسکے واسطے دو حج مبرور لکھے جاتے ہین ۱۲ ف۸ یعنی جس شخص نے میری زیارت کی بعد وفات کے
تو گویا اوسنے زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی تو واجب ہوئی اوسکی حق مین ۱۲

شفاعتی یوم القیمۃ وما من احد من امتی له سعۃ ثم لم یزرنی فلیس له عذر[1] یعنی اس حدیث کے شامل ہین پہلی اور چوتھی حدیث کو مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث خامس کو جیسا کہ گیا رھوین حدیث کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین من زار قبری موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہی بارھوین حدیث حضرت ام المومنین سے ہی کہ من سال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت له شفاعۃ یوم القیمۃ ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے حاصل معنی اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین فائدہ ایک اور زیادہ ہی وہ یہ کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اسطور پر کہ اللھم ات سیدنا محمد نالوسیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ تو اوسکی آپ شفاعت کرینگے جتنی حدیثین ہمنے ذکر کین انمین ہر حدیث کے ثبوت کے طریق متعددہ ہین اگر انکو جدا جدا ذکر کرین تو احادیث کے عدد اس سے زیادہ ہو جائین جو مذکور ہو چکی ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہی فصل قرآن کی نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہی اور احادیث جو مثبت حیات انبیا علیہم السلام ہین از جملہ اون احادیث کے وہ حدیث ہے جو ابو یعلی تنقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور جس حدیث سے کہ خاص حیات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہی وہ یہ حدیث ہی بہت مشہور معروف کہ فرمایا آپ نے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام لیکن علمانے اختلاف کیا ہی اسبات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہونے کے ہر سلام کرنیوالیکو حاصل ہی خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اوس حیات سے غایب ہو یا خاص اوس شخص کو جو زائر قبر شریف ہو اور رد و یا ن

---

[1] میری شفاعت قیامت کے دن اور جو شخص میری امت سے میری زیارت کر سکتا ہو اور نکرے تو اوسکے واسطے کوئی عذر نہین ۱۲ [2] جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی بعد میری موت کے پس گویا کہ اسنے میری زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نکی پس تحقیق اسنے مجھپر ظلم کیا ۱۲ [3] یعنی جو شخص دعا مانگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اسبات کی کہ اللہ تعالی آپکو درجہ اور وسیلہ عنایت کرے تو اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ملیگی قیامت کے دن اور جو زیارت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی تو ہوگا آپکے جوار مین ۱۲ [4] الٰہی دے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور درجہ بلند ۱۲ [5] یعنی انبیا علیہم السلام زندہ ہین اپنی قبر و نمین نماز پڑھتے ہین ۱۲ [6] یعنی ہی کوئی ایسا

حاضر ہوکر سلام عرض کرے بعضی علما اس طرف گئی ہین کہ یہ فضیلت حاصل زائرین ہی خاصتہً بقرینہ اوس
قید کے جو روایات امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مین آئی ہو کہ من احد یسلم علی قبری اور تحقیق کلام اسطرح پر
کہ بعضے فضلای متاخرین نی کی ہو یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک یہ کہ
مقصود سلام بھیجنے والی کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہو اوس بات کا کہ حضرت حقتعالی و تقدس حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی اسمین وہ سلام خواہ بہ لفظ خطاب ہو خواہ بصیغہ غیب
اور خواہ قائل اوسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ کہے السلام علی محمد یا کہے
السلام علیک یا رسول اللہ اس نوع کو بعض علما جناب رسالت علیہ الصلواۃ والسلام ہی
کے ساتھ خاص کرتے ہین اور اوسکا اطلاق اوروںپر منع کرتے ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اوروںپر حضرت
کے طفیل و تبعیت مین ہو تو کیا مضایقہ ہی اور دوسری نوع یہ ہو کہ مقصود اوس سے تحیت اور
اکرام ہو کہ زائر قبر شریف پر حاضر ہوکر کہے جیسا کہ کوئی کسیکی مجلس مین داخل ہونیوالا اہل مجلس پر
سلام کہے اِس نوع کو کسینے حضرت عظمی کے ساتھ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرا واجب
کرتا ہو جواب ورد سلام کو مسلمان پر خواہ بیواسطہ ہو فی المشافہہ خواہ بواسطہ قاصد اور شارع علیہ الصلواۃ
والسلام اس واجب کے اداکرنیکی رعایت مین احق واولی ہین سارے عالم سے اور اگر یہ حکم یعنے رد
سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بعید نہین اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز ہو ثبوت شرف
قرب اور تشریف مخاطبت مین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہی کہ حق سبحانہ وتعالی نے اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص تمھاری اُمت سے ایکبار تمپر سلام بھیجے مین اوسپر دس بار
سلام بھیجون ظاہر یہ ہو کہ اس بات کو مخصوص پہلی نوع کی ساتھ کرین جیسا کہ علما نے کیا ہے اور نسائی
باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ حقتعالی و تقدس نے ایک سیر فرشتے پیدا کیے ہین کہ زمین پر پھرا کرتے ہین اور سلام میری
اُمت کا مجھے پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہو اور جو اوس آستانہ شریف پر حاضر ہو اوسکے باب
مین دو حدیثین آئی ہین ایک اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ حضرت علیہ الصلواۃ والسلام اوسکا سلام سنتے ہین
اور بھی بنفس نفیس اوسکی جواب سلام کی متکفل ہوتے ہین چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

لہ نہین ہو کوئی شخص کہ سلام بھیجے تجھپر میری قبر کے پاس آکر۔

سمہودی مروی ہی کہ من صلی علی فی قبری رددت علیہ ومن صلی علی فی مکان آخر ملونیہ اور دوسری حدیث وہ ہی
جو دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ اس حالت مین بھی یعنی حضوری کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل ہی کہ اوسکا
کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتا ہی اور جواب سلام آپکی طرف سی دینے کا متکفل ہوتا ہی روایت
ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ما من عبد سلم علی عند
قبری الا وکل اللہ بہا ملکا یبلغنی وکفی اجرآخرتہ ودیناہ وکنت لہ شہیدا وشفیعا یوم القیمۃ اور وجہ موافقت
کی ان دونون حدیثون مین واللہ اعلم یہ ہوسکتی ہی کہ سنت آلہی اسبات پر جاری ہو کہ حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندونکی تسلیمات حضور مین پہونچاتا ہو جیسا بادشاہون کے
دربار مین ہوا کرتا ہی اور باوجود اسکے بعضے خاص بندونکو خود بہ نفس نفیس بھی جواب سلام وکلام سے
مشرف فرماتی ہون نیا جند اسعادۃ من فاذا بذالک ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء مصرع سب
تجھین چاہی ہین تم چاہو دیکھین کسکو ۔ اور عبد الحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہین احکام صغریٰ مین
باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سی روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہین کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کی طرف سے ہوکر گذرے دنیا مین اسکو پہچانتا ہو
پھر اسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اوسکا یعنی صاحب قبر اوسکو پہچان لیتا ہی اور اوسکو جواب سلام دیتا ہی اور ابن
عبد البر نے اس حدیث کی روایت کی ہی اور اوسکو صحیح ٹھہرایا ہی چنانچہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہی تھوڑا سا
لفظون مین تفاوت کے ساتھ اور بھی امام عبد الحق کتاب عاقبت مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کرتی ہین کہ ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استانس بہ حتی تقام اور ابن ابی الدنیا ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سی روایت لاتی ہین کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی طرف سے گذرے تو وہ آشنا اوسکو پہچان لیتا ہی اور اگر یہ سلام
اوسپر کرے تو وہ جواب دیتا ہی سمہودی کہتے ہین کہ اسبات مین احادیث بہت سی وارد ہوے
ہین اور کہتے ہین کہ جب یہ بات اینون اور عامہ مومنین مین پائی جائے تو سید الاولین
والآخرین وصفوۃ المتقین وامام الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین

۱؎ یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود بھیجے تو مین اوسکے جواب کا خود متکفل ہوتا ہون اور جو مجھپر اور جگہ درود بھیجے تو مجھے فرشتہ پہونچا دیتے
۲؎ یعنی کوئی بندہ ایسا نہین ہی کہ سلام بھیجے مجھپر میری قبر کی پاس مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ موکل کرتا ہی ساتھ اوسکے ایک فرشتہ کو کہ پہونچاتا ہی اوسکا
سلام مجھکو اور کفایت کرتا ہی اوسکی آخرت اور دنیا کے اجر کو اور ہونگا اوسکے واسطے مین گواہ اور سفارشی قیامت کے دن ۳؎ پس کیا سعادت
ہی اسکی جو اس نعمت کو پہونچے اللہ تعالیٰ کا فضل ہی دیتا ہی جسکو چاہتا ہی ۴؎ یعنی کوئی ایسا نہین کہ زیارت کرے اپنے بھائی کی قبر کی پس بیٹھ جائے

کیونکہ بتائی جاینگی بارہی تو شعب الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہو
کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ
جو آپکی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ اونکا سلام سنتے ہین فرمایا نعم واردعلیہم
یعنی ہان سنتا ہون کہ اونکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن نجار ابراہیم بن بشار سے روایت کرتے
ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایکسال مینے حج کیا اور حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کیواسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین قبر شریف کے پاس پہونچا اور مینے سلام کیا تو اندر
سے آواز آئی وعلیک السلام مثل اسکے اور قصص بھی اولیاء کرام وصلحاء امت سے بہت منقول ہین
اور باتفاق علماے کبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہہ نہین ہو اور اسی
طرح سارے انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل تر اور بحقیقت تر حیات شہداے جسکی
خبر اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہو زندہ ہین اور کیونکر نہ ہو حال یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہدا
ہین اور اعمال شہداکے آپکی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہو علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی روایت کیا
اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل مین اور ابو یعلی نے بنقل ثقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ فرمایا حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورھم
یصلون اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین اور اوسکی تصحیح کرتے
ہین کہ الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور
بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پہونچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین تو مراد یہ ہو کہ حیات انبیاء
علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہو ولیکن چالیس روز رات کی مدت مین انکو نماز وغیرہ کی طاقت
نہین ملتی اور بھی بیہقی کہتے ہین انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلایل احادیث صحیحہ سے بہت ہین بعد
اوسکے ذکر کے وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی علیہ السلام کی
قبر شریف کی طرفسے گذرے اور آپ نے انکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور سوا اسکے اور احادیث ذکر کیے
ہین جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کو ساتھ اور ساتھ انکی ملکر آپکا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے

لہ یعنی بعد انتقال کے میرا علم ویسا ہی ہو جیسا کہ حالت حیات مین تھا ۱۲ لہ یعنی انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر مین زندہ
ہین اور نماز پڑھتے ہین ۱۲ لہ یعنی انبیا علیہم السلام اپنی قبر مین بعد چالیس رات کے یونہین چھوڑی نہین جاتی بلکہ نماز پڑھتے ہین

اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا اسبات پر ہی کہ حق سبحانہ وتعالی انبیاء علیہم السلام پر بعد انکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیتا ہی اور مثل شہیدونکی خدائے تعالیٰ کے سامنے زندہ ہین اور بعد اونکی صاعقہ نفخہ اولی بحکم نص فصعق من فی السموات ومن فی الارض ان حضرات مین بھی راہ پاویگا اور لازم نہین آتا کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہی مگر اس معنی اکر کہ اوس حالت مین شعور جاتا رہیگا اور بعضی کہتی ہین کہ اللہ تعالیٰ وتقدس نے شہداء کو الامن شاء اللہ کی قید لگا اور ون سے چھانٹ لیا اور بھی بیہقی کہتی ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ سارے دنون سے افضل جمعہ کا دن ہی اوسدن تمکو مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اوسدن تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہی صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری صلوات آپ پر کیونکر عرض کیجاینگے اور حال یہ کہ آپ بوسیدہ ہو گئے ہونگے فرمایا حقتعالیٰ نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا حرام کر دیا ہی اور بزار بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہین سیر کرنیوالے زمین مین کہ میری امت کے اعمال مجھے پہونچاتے ہین اور فرمایا کہ میرا وفات فرمانا بہتر ہی تمہارے واسطے اسواسطے کہ تمہارے اعمال میرے سامنے کیے جاینگے اگر بہتر ہونگے تو مین اوسپر خدائے تعالیٰ کا شکر کرونگا اگر بد اعمال دیکھونگا تو تمہارے حق مین طلب مغفرت کرونگا اوستاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیاء علیہم السلام کے ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد مین کہتے ہین کہ انبیا علیہم السلام کی ارواح شریفہ بعد قبض کر لینے کے اونکی طرف بھیجدیجاتی ہین اور شہیدون کی طرف سے خدا کے سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین ایک جماعت انبیا علیہم السلام کے ساتھ اکٹھا ہوے اور اونسے ملاقات کی اور صاحب ملخص نے کہا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مال چھوٹا تھا وہ آپ ہی کی ملک مین باقی رہا جیسا کہ حالت حیات مین تھا وارثوں کی طرف منتقل نہین ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہی اور سبب اوسکی یہ ہی کہ آپکی اہل وعیال پر خرچ کر دیا جاے بغیر اعتبار کرنے اوس تقسیم کے جو میراث مین ہوا کرتی ہی اور ایسا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے سامنے اور یہ بات اوسوقت تک رہیگی جسوقت صور پھونکا جاویگا لیکن بیہوش ہو جاوینگی جو کیہ بیچ آسمانون اور جو کیہ بیچ زمین ہین کے

کے خصائص سے شمار کیا ہو اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہو اور فرمایا ہو کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سیرت کے موافق ہو انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہو کہ احکام دنیا بھی ثابت ہین پس انبیا علیہم السلام کی حیات شہداسے اتم واکمل واخص ہوئی چنانچہ مذہب مختار ومنصور ہو نہ جیسا کہ ظاہر کلام بیہقی کی فقط تنبیہ ہو اصل حیات مین اور اوٹھا دینے استبعاد مین سارے خصوصیات پس وارد نہوگی وہ جو یہان بعضے علما نے نزاع کی ہو اور کہا ہو کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہو کہ حق سبحانہ وتعالی نے شہدا کیواسطے ٹھہرا کر فرمایا ہو بل احیاء عند ربہم یرزقون تو صحیح ہو لیکن اثبات مین خلاف کسیکا نہین ہو کہ شہید وغیرہ موت کے احکام مثل منقطع ہوجانے ملک وغیرہ کے جاری ہین اور کہا ہو اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہو کہ آپ ہی کہتے ہین بات رسول اللہ عن کذا النسوۃ ومات وہو امن من العشیرہ اور نسبت موت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف کرتی ہین پھر آپ ہی حیات کیطرف ثابت کرتی ہین اور زرکشی کہتے ہین کہ کچھ تعجب کی جگہ نہین ہو بات فاحیاہ اللہ تعالی اور شہرستانی غایۃ المرام مین امام الحرمین سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور جو لوگ آپ پر صلواۃ وسلام بھیجتے ہین آپ اونکو سنتے ہین اور سبکی شفاء الاسقام مین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی کی نہین ہو اور حق سبحانہ وتعالی نے آپکو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہو اوس موت سے جو ہمیشگی کی ہو اور یہ حیات شہیدون کی حیات سے اعلی اور اکمل ہو اور ثبوت اسکا روح کیواسطے بے اشتباہ ہو اور مگر بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہین ہوے اور روح کا پھر آنا بدن کی طرف تو ثابت ہو سارے اموات کیواسطے اسمین شہید ہون کہ غیر شہید کلام فقط روح کی پھر آنے کے بعد باقی رہنے مین ہو اسطرح پر کہ بدن اوس سے زندہ ہوجاتا ہو جیسے دنیا مین زندہ تھا یا بدن بے روح کے زندہ رہتا ہو اور یہ بات کچھ خدا ہی تعالی کی قدرت سے بعید نہین اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ایک امر عادی ہو کچھ عقلی نہین عقل کے

سلہ بلکہ زندہ ہین وہ سب نزدیک اپنے رب کے روزی دیے جاتے ہین ۱۲ ؁ انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیان چھوڑکر اور انتقال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہ کہ وہ راضی تھے دس بہترین سے ۱۲ ؁ یعنی

نزدیک وہ جائز ہی پس اگر اسپر کوئی دلیل سمعی صحت کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائیگا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہین اور اسکو ثابت کیا ہی اور نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا قبر مین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی اسکا مثبت ہی اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہین ہوتا اور اسیطرح وہ صفات جو شب معراج مین مذکور ہوے اور انبیا علیہم کی طرف منسوب ہین وہ سب صفات اجسام ہین انتہی جاننا چاہیے کہ سارے اہل سنت وجماعت کو اثبات کا اعتقاد ہی کہ سارے اموات کو عموماً اور انبیا علیہم کو خصوصاً ادراکات مثل علوم وسمع کے ثابت ہین اور ہمکو یقین ہے اثبات کا کہ مردہ قبر مین پھر زندہ ہوتا ہے جیسا کہ احادیث مین وارد ہے اور کوئی حدیث اثبات مین وارد نہین ہوئی کہ بعد زندہ ہو جانے کے پھر دوسری مرتبہ قبر مین مر جاتا ہے بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام قیامت ادراک کرتا ہی اور اسمین شک نہین کہ ادراک کرنا مشروط حیات ہی کفایت کرتی ہی حیات کسی ایک جزو مین اوسکے اجزا سے اس طرح پر کہ جس سے اوسکا جثہ قایم نہو جیسا کہ دنیا مین قائم تھا ولیکن ان دلیلون سے جو حیات انبیا علیہم السلام پر دلالت کرتے ہین اونکے ابدان شریف کی حیات ثابت ہوتی ہی جسطرح جیسا دنیا مین تھی مگر اتنا مین تھی مگر اتنا فرق ہی کہ حیات دنیاوی مقتضی غذا ہی اور اس حیات مین غذا کیطرف احتیاج نہین اور حق تعالے قادر ہی کہ جسطرح دنیا مین بدن کو کھانے پینے کے ساتھ زندہ رکھتا ہی وہان بغیر کھائے پیے زندہ رکھے اور ایسے بعض کیفیات بدن مین پیدا کردے کہ جسکی جہت سے غذا کیطرف احتیاج التفات نہو چنانچہ دنیا مین بھی بعض احوال مین کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مدتون آدمی کو کھانے پینے کی طرف التفات نہین ہوتا اور حاجت نہین پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جاے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر نہین جائز ہے کہ اللہ تعالی نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہی اسی طرح اور اسباب بھی اوسکے پاس ہون کہ جنپر بقاے ابدان منوط ہوا نہ علی کلی شئی قدیر اور قدوۃ المحققین کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ مین فرماتے ہین کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے اس بات پر کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہی کہ جس سے مردہ نعیم وعذاب کو قبر مین ادراک کر سکتا ہی بہت اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعادہ مین تردد کیا ہی کہتے ہین کہ روح اور حیات مین کچھ ملازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالی قادر ہے کہ بدن کو بغیر روح کے

پھر اللہ تعالی نے آپ کو زندہ کر دیا ۱۲ اے بتحقیق کہ اللہ تعالی اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۱۲

زندہ رکھے اور یہ جو دنیا مین معاین ہی کہ بقای حیات روح سے ہوتی ہی یہ ایک امر عادی ہی کچھ عقلی نہین پس بعض علماے حنفیہ قائل ہوے ہین ساتھ وضع روح کے جسد مین اور بعض قایل ہین کہ اتصال روح مٹی کیساتھ ہوتا ہی اور روح ومٹی دونون الم پاتے ہین انتہی فصل جاننا چاہیے کہ حیات انبیا علیہم السلام اور ترتیب آثار حیات مین کسی عالم کا اختلاف نہین ہی مگر اس مین البتہ بعض علما کا خلاف ہی کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبرون مین ہین ٹھہرے رہتے ہین یا اونکو کہین اور لیجاتے ہین شیخ علاؤالدین قونوی کہ محققین علماے شافعیہ سے ہین کہتے ہین کہ اسباب مین جو کچھ مجھپر ظاہر ہوا ہی یہ ہی کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنا انبیا علیہم السلام کا قبرون مین ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھ فرعی مسئلہ نہین ہی کہ اس مین دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ اون حضرات کی پہلی حیات زائل ہو گئی اب اوسی حیات کے عود کرنیکی اثبات پر قطعی دلیل درکار ہی تاکہ اعتقاد اسبات پر راسخ ہو اور ساتھ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالے کے پاس زندہ ہین ایسی حیات سے جو اس حیات سے متعارف سے اکمل واشرف واعلی ہی اور ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ رفیق الاعلی کے سموات علا مین موجود ہین اور یہ حالت افضل واکمل ہی اوس سے کہ قبر شریف مین ٹھہرے رہین اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت ہی کہ مومن کی قبر مین جہان تک نگاہ جاتی ہی وہان تک وسعت اور فرحت کر دیتے ہین چہ جاے قبر شریف سید اہل اصطفا و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ کہا تنگ وسعت نہوگی ولیکن آپکا رہنا قبر شریف سے جنت اعلی مین جسکا عرض سموات وارض اکمل واعلی ہی ساتھ اسکے کہ حدیث مین آیا ہی کہ انبیا علیہم السلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبرون مین چھوڑے نہین جاتے اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے ہین صور پھونکنے تک اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ مین اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہون اسبات سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر مین چھوڑے پس قطعیت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ مین زندہ موجود رہینگے جیسا کہ پہلے وفات کے تھے متعذر ہی اور مگر نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا اپنی قبر شریف مین ہمیشہ قبر مین رہنے پر دلالت نہین کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور حالانکہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین حضرت موسی علیہم السلام کیساتھ مع اور انبیا علیہم السلام کی آسمانون پر ملاقات کی پس جہ توفیق درمیان ان حدیثونکے

یہ ہی کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانو نپر رہتے ہین مگر کبھی کبھی اور جگہ بھی تشریف لیجاتے ہین خواہ قبر ہو خواہ اور کوئی مقام اور اس جگہ لازم نہین آتا کہ قبرون مین ہمیشہ رہتے ہین یہ کلام ہے قونوی کا اسسے صریح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قونوی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبرون مین موجود رہنے مین تردد ہی لیکن اصل مدعی مین کہ ثبوت حیات ہی اللہ تعالےٰ کے نزدیک کچھ گفتگو نہین اس جہت سے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہی چنانچہ خود قونوی بعد اس کلام کے کہتے ہین کہ مگر دوسری قسم کی حیات کے اثبات مین جو حیات متعارفہ کی مغائر ہی اور کھانے پینے پر موقوف نہین کسیطرح کی نزاع اور تردد نہین ہی پس ثابت ہوا کہ خلاف فقط اسبات مین ہی کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے قبور شریفہ مین ویسی زندگی کے ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا مین حاصل تھی دوام و استمرار کے ساتھ ہین یا نہین یہان پر ایک گفتگو ہی اگر کان رکھکر سنین تو شاید محل قبول مین پہونچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل حیات کے دلیل قطعی سے استمرار اور عدم مین جانین سے کسیکی دلیل قوی نہین جو کہتے ہین کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے ہمیشہ قبور مین نہین رہتے اونکی دلیل یہ دو حدیثین ہین ایک الانبیاء لا تیرکون الخ دوسری وانا اکرم علی ربی الخ اور جو قایل ہین ہمیشہ قبور مین رہنے کے اونکی دلیل بھی دو حدیثین ہین ایک انبیاء اخیار فی قبورہم یصلون اور دوسری وہ حدیث جس مین موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھتے دیکھا جانا مذکور ہی اور یہ قاعدہ مقررہ ہے اذا تعارضا تساقطا اور کچھ شک نہین کہ اجساد انبیاء علیہم السلام کا قبور مین رکھا جانا معائن اور مشاہد ہی اور اصل باقی رہتا ہی اپنے حال پر اور نہ منتقل ہونا جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اسکے خلاف پر قائم نہو اور حقیقت مین قائم نہین ہوے پس ثابت ہوا کہ جس حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہی وہ قبور مین ہوگی نہ سموات مین واللہ اعلم اور محققین اہل حدیث اور شراح اوسکے اسبات پر ہین کہ حدیث الانبیاء لا تیرکون اور اسیطرح انا اکرم علی ربی الی آخرہما صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور ان حدیثون کی روایت کرنیوالون مین کوئی ایسا ہی کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہی اور اگر یہ حدیثین صحیح ہون تو تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد ترک سے بے شغل رہنا ہی عبادت سے اور بعد گذر جانے

له یعنی انبیا نہین چھوڑے جاتے ہین ۱۲ ؎۲ یعنی اور ہم بزرگتر ہین نزدیک پروردگار اپنے کے ۱۲ ؎۳ یعنی انبیا زندہ ہین اپنی قبرون مین نماز پڑھتے ہین ۱۲ ؎۴ یعنی دو دلیلین متعارض ہوتی ہین تو دونون ساقط ہوجاتی ہین ۱۲

مدت کے بھی قبر ہی مین مشغول نماز و طاعت حقتعالی و تقدس ہین بلکہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین آیا ہی کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے اوٹھایا نجاے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار تعالی سے اپنی امت مین قیام قیامت تک رہنا مانگ لیا ہی تاکہ میری امت بحکم ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم نزول بلا و عذاب سے محفوظ رہی اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ استمرار و ہمیشگی قبر مین بحقیقت حیات حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور سارے انبیا علیہم السلام اصل حیات عند اللہ تعالی ثابت ہی جسپر سب کا اتفاق ہی واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگون کے نزدیک مصلحت یہ ہی کہ آپ اہل شام سے جا ملئے تاکہ اس بلا سے آپکو نجات ملے فرمایا کہ ہرگز روا نرکھون اسبات کو کہ اپنی دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑون اور قضیہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ مین حجرۂ مبارک سے اذان کا تین روز تک سننا مشہور ہی مگر وہ جو تونوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین مین تشریف رکھنے کو ترجیح دی ہی آپ کے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اوسکا جواب یہ ہی کہ جب ایک ادنی مومن کی قبر ایک باغچہ ہی باغچون جنت سے تو ضرور ہی کہ قبر شریف حضرت سید الاولین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ حضرت سید الاولین صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف ہی تصرف و نفوذ سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین و جنت سے حجاب اوٹھ گیا ہو بغیر اسبات کے کہ آپ وہان سے نقل فرماوین اسواسطے کہ آخرت اور برزخ کے احوال دنیا کے احوال پر قیاس نہین کئے جا سکتے اور وہ جو ان دو باتون کی تطبیق مین ایک حضرت موسی علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاقات کرنا انکے ساتھ آسمان مین تونوی نے کہا ہی کہ انبیا علیہم السلام باوجود اس بات کے کہ انکا ٹھہراؤ آسمانون مین ہے کبھی اپنی قبرونکی طرف بھی نزول فرماتے ہین تو وہ شخص جو اونکے استقرار کا قبور مین دعوی کرتا ہی اسکے عکس کیطرف جاتا ہی اور کہتا ہی کہ باوجود اونکے قائم رہنے کے اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذی سے کہ اوس عالم مین اونکو عنایت کگئی ہی سموات پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہ سکتا ہے

لہ اور نہین تھا اللہ کہ عذاب کرتا انکو اور تو بیچ اونکے تھا۔

کہ مراد یہ ہی کہ حضرت انبیا علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کیوقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہی تو اونکی صورت مین حال فاعل سے ہے نہ مفعول سے پس استقرار آسمان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہی نہ صفت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہی اور شیخ ابن حمزہ بہجہ مین کہتے ہین کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہونکا احتمال رکھتا ہی اول یہ کہ اونکو اونکی قبرون مین آسمانون پر سے دیکھا ہو اور جائز ہے کہ حضرت حقتعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو مطابق اوسکے جو آپ نے فرمایا ہی کہ رایت الجنۃ والنار فی عرض ہذہ الحائط[۵] یہ دو طرحکا احتمال رکھتا ہی ایک تو یہ کہ جنت ونار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے رایت الہلال فی منزلی من الطاق[۶] تو مراد موضع طاق ہی دوسری یہ کہ صورت جنت ونار کو اللہ تعالی نے عرض حائط مین متمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہی دوسری وجہ یہ کہ جائز ہی کہ حضرت علیہ الصلواۃ والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام کے اجساد کو نہ دیکھا ہو بلکہ انکی ارواح شریفہ کو دیکھا ہو انھین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ کہ قادر مطلق جل وعلا شانہ اس رات کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال کیواسطے انبیا علیہم السلام کو قبرون مین سے اوٹھا کر آسمانون پر لیگیا ہو تاکہ اونکی جہت سے حضرت کو بشارت وانس حاصل ہو یا کوئی امر منظور ہو کہ ہمکو اوسپر اطلاع نہین یہ ساری وجہین محتمل ہین اور انمین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور قدرت کاملہ کل کی صلاحیت رکھتی ہی انتہی اور جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے قبر شریف مین ہونے پر دلالت کرتا ہی ازجملہ اوسکے واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید سے ہے کہ سن پانسو ستاون مین واقع ہوا یعنی سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا اور فرمانا آپکا سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر مدینہ طیبہ مین اور اون دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کرکے جلوا دینا اوسکے بعد حجرہ شریفہ کے گرد خندق کھدوا کر سیسا گلوا کر نیو بھر لانا چنانچہ تفصیل اوسکی بیان فضائل مسجد مین ذکر ہو چکی ہی اور اس قصے کو سارے مورخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہی اور اسکی تصحیح کی ہی اون مورخین مین بڑے بڑے علمائے مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروز آبادی اور مثال انکی علمای اعلام سے

ف۵ دیکھا مین نے جنت ونار کو اس حائط کے عرض مین ۱۲ ف۶ دیکھا مین ہلال کو اپنی منزل مین طاق سے ۱۲

امام عبداللہ شافعی لکھتے ہین کہ بعضے صاحب باطن نے کہا ہی کہ سلطان نورالدین شمار کیا گیا ہی چالیس اولیا مین سے اور نائب اوسکا صلاح الدین تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مین نے تواریخ ملوک تتبع کرکے دیکھا تو بعد خلفاے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے کوئی بادشاہ نورالدین کے برابر نیک سیرت نہین پایا اور ہمکو تعجب ہی کہ اوسکے ترجمہ مین اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ قونوی بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ التفات اور تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہوگیا ہی بلکہ درمیان اونکے اور اونکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہی کہ دوسری جگہ مین ثابت نہین اسیطرح درمیان سارے قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہی کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہی کہ سارے اوقات مین زیارت کا استحباب آیا ہی بعد اسکے بہت سے احادیث اسباب مین نقل کرکے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ مردونکو ادراک سمع حاصل ہے اور اس مین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت ہے کہ مشروط ہے حیات کے ساتھ پس سبھی مردے زندہ ہین لیکن زندگی اونکی حیات شہدا سے مرتبے مین کم ہے اور حیات شہدا سے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہے اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور علما ہے رہی ہی جو تاج الدین سبکی سے نقل کیا ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل **فصل** چونکہ اس مطلب کی تحقیق مین یہان بسط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کی طرف جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا موجب ہوگا ومن اللہ التوفیق **بحث اول** حدیث الا رد اللہ علی روحی مین اشکال مشہور ہی وہ یہ ہی کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف مین اسلام کیواسطے کسی ایک امتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ آپ کی حیات دایم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہے اسواسطے کہ اگر آپ کی حیات دائم مستمر ہو تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنے نہونگے کیونکہ معنے تو اسکے یہی ہین کہ سلام کیوقت پھر روح مبارک کا حادث ہوتا ہی کہ ساتھ اوسکے رد سلام کرتے ہین اور جواب اس اشکال کا علما نے بہت سی وجہون سے بیان کیا ہی ایک وجہ یہ کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالی و تقدس پھر لایا ہی میری روح کو جو پھر کہ مین رد سلام کرتا ہون مگر اسوجہ مین بعض طالب علمونکو بسبب رعایت کرنے قواعد

تو یہ کے گفتگو سے کہتے ہین کہ حاصل اوسکا لزوم اقتران حال ہو زمان فعل کے ساتھ اسواسطے کہ وہ کلام چاہتا ہو اسبات کہ رد سلام اور اعادہ آپکی روح کا امتی کے سلام کیوقت مقارن ہو نہ پہلے اوسکے دفیہ مافیہ دوسری وجہ یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہو بلکہ عبارت سے روح اقدس واطہر واعطر کے متوجہ ہونے اس عالم کیطرف شہود حقتعالی ومشاہدہ ملاء اعلی کیطرف سے اور بعضون نے کہا ہو کہ یہ کلام خطاب ہو اہل ظاہر کے مقدار پر کہ بہچاننا مردونکا تعبیر پھر آنے روح کے ممکن ومتصور نہین ہوتا اور خلاصہ کلام کا کنایہ ہو سننے سے اور جواب اس اشکال کا بوجہ اتم واکمل باین طور ہو کہ اگر رد روح کا ظاہر ہی معنی پر حمل کرین تو بھی لازم آتا ہو کہ قالب شریف مین بقای روح شریف دائم ومستمر ہوا اسواسطے کہ جب پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کی طرف جواب سلام دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہوگا ورنہ لازم آئے گا کہ بحیساب موتین طاری ہون اور اسبات کا کوئی قائل نہین اور کوئی عاقل اسکا التزام نہ کرے گا اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہی ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت ایسی نہین ہو کہ ایک امتی آپ کا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو بس لازم آئیگا دوام حیات اور دوام رد سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر رد روحی فی باقی جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ رہنے کا وہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے علی روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہے ثبوت ہویت وانانیت ورد ودنزول پر بس گویا کہ روح عبارت ہے کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل وجود حیات کے فلیغہم بحث دوسری کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسی ہی اور انبیا کو شب معراج مین اور حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو حج کیواسطے آتے دیکھا اور لبیک پکارتے چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ گویا مین موسی کو دیکھ رہا ہون کہ ثنیہ سے اوترتا ہی اور لبیک کہتا ہو اور اسی طرح فرمایا کہ گویا مین دیکھ رہا ہون کہ یونس لبیک کہہ رہا ہی اور حالانکہ نماز وحج وغیرہا من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف وامتحان کا گھر ہے اور دار آخرت مین کسی قسم کی تکلیف وامر دنہی نہین ہے علما نے اس سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دیئے ہین اول یہ کہ یہان صلوٰۃ بمعنی ذکر اور دعا کے ہے اور ذکر ودعا اعمال آخرت سے ہی دوسری

یہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین شہداسے اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس پس حج و نماز کرنا اونکا کچھ بعید نہین تیسری یہ کہ انبیا علیہم السلام کے حالات زندگی گو وقت کے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے اسواسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانی انظر الی یونس اور بعضے کہتے ہین کہ برزخ مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہی او استکثار اعمال اور زیارت احمد کو منافی نہین اور منقطع ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہی اور قیامت مین بھی جو منقطع ہے تو تکلیف وامتحان سے ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے وقت سجدہ کرینگے تو وہان معنی سجدے کے سوا عبادت وعمل کے کیا ہونگے اب جاننا چاہیے کہ معنی تشبیہ کے جو حدیث مین کانی انظر وارد ہوا ہے کیا ہین بعضے کہتے ہین کہ یہ رویای خواب ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بینیا انا نائم رائیتنی اطوف بالکعبۃ اور رویت خواب مین خارجی چیز کے دیکھنے کے حکم مین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اخبار اون چیزون سے ہین جو کچھ احوال انبیا علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوے ہین اونکو آپ نے کمال تیقن سے حکم مشاہدہ اور عیان کا دیکر رویت اور نظر سے تعبیر فرمائی ہے اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہین کہ بعید نہین ہی یہ کہ کہا جاے کہ ارواح مقدسہ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان شریفہ سے بمنزلہ ملائکہ کرام ہین بلکہ انسے افضل اور جیسا ملائکہ مختلف صورتون مین متمثل ہوجاتے ہین اسیطرح جائز ہی کہ ارواح انبیا علیہم السلام بھی متمثل ہوجائین اور ممکن ہے کہ یہ تصرف بعضے خاص بندون کو حالت حیات مین بھی ہو اور ایک روح چند بدنون مین سوا بدن معہود کے تصرف کرے چنانچہ بعضے محققین بیان حقیقت ابدان مین لکھتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انمین سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہی اور پہلی جگہ اوس کے بدل اوس کی شبیہ ومثال رہتی ہے اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم اور متوسط ثابت کرتے ہین اور اِس کا نام عالم مثال رکھتے ہین اور اوس عالم کو عالم اجساد سے لطیف تر

لہ یعنے گویا کہ مین دیکھتا ہون یونس کی طرف ۱۲ ہ درمیان اوسکے کہ مین سوتا ہون اپنے تئین مین نے دیکھا کہ طواف کرتا ہون کعبے کا ۱۲

اور عالم ارواح سے کثیف کہتے ہین اور ظاہر ہونا ارواح کا صورتون مختلف مین اور ظاہر ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین بصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی الخلق تھی اوسی عالم مثال پر ہی اور اسی پر بنا کر کے جائز ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام باوجود اسبات کے کہ چھٹے آسمان پر مستقر ہون اپنی قبر شریف مین بھی بصورت مثال متمثل ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون جگہ اونکو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعد ثابت کرنے عالم مثال کے بہت سے مسائل کا جواب نکل آتا ہی اور بہت سے اشکالات مثل بیان وسعت جنت اور اوسکے ملاحظہ فرمانے کے غرض خائط مین مثلاً منحل ہو جاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہی کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہے اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو اوس شخص کو حاصل ہو سکتی ہی جو روحانیات کے زمان ومکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اون زمان ومکان کے اور درمیان زمان ومکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہی کہتے ہین کہ اوس عالم مین زمانہ طرف ماضی ومستقبل وحال کے منقسم نہین ہی اور حالت ہونے یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ مین اور عبور کرنے موسی علیہ السلام کی دریای نیل پر اور حالت وجود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہے حالت رویت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اون حضرات علیہم السلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہی جو اون حضرات نے اپنی حیات مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اوسکا عقل وفہم سے ارفع ہی اس سے کہ اونکی تمثیل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اونکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث مین طول دینا اصل المقصود سے دور پڑنا ہے اسواسطے اتنی ہی پر اختصار لازم ہوا واللہ اعلم وعلمہ احکم

باب پندرھوان

بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین واجب ہی یا مستحب اور بیان توسل واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب وجنت ماب کے علیہ و اعلی آلہ الصلواۃ والسلام زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ

واصحابہ وسلم کی باجماع علمای دین قولاً وفعلاً سب سنتون سے افضل ہو اور سارے مستحبات سے موکد تر قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت ہی جسپر سب کا اجماع ہو اور وہ فضیلت ہی جس مین سب کی رغبت ہو اور بعضے علمای مالکیہ اسکو واجب کہتے ہین اور دوسرا اس قول کی تاویل سنین واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ مراد سنین واجبہ سے سنین موکدہ ہین نہایت تاکید کرا اور اکثر علما اسبات پر ہین کہ سنت زیارت بعد ادا کرنے فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہے کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہری اور دعا کری بعد اوسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید المرسل صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کری قاضی ابو طیب کہتے ہین کہ بعد حج وعمرہ کے مستحب ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہین کہ احسن بات حاجی کیواسطے یہ ہے کہ پہلے مکے مین آوے اور مناسک حج بجا لاوے بعد اوسکے مدینے مین آوے اور زیارت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہو اور سارے مستحبات سے موکد قریب بدرجۂ واجبات ہے اور چارون مذہب کے علمانے حج کی مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینۂ منورہ حج کی راہ مین پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینۂ منورہ کی زیارت کرے بعد اوسکے حج کرنیکو جائے اور بعضے سلف باوجود اس بات کے راہ حج مدینۂ منورہ کی طرف سے نہوتی اس پر بھی زیارت مدینۂ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے ٹھہرائے اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکہ معظمہ پر زیارت مدینۂ مطہرہ کی مقدم کرنے مین کسی قسم کا خلاف نہین ہے اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ شرع بیان کیا ہے مگر کتاب اللہ پس حق تعالی کے قول سے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ مین حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس بات کی ترغیب پر کہ اوس آستانہ شریف پر حاضر ہوکر سوال مغفرت کا کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار مانگین اور یہ ایک تنبیہ

۱؎ اگر یہ لوگ جس وقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین پاس تیرے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت
حیات وممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپکا امت کے واسطے بعد وفات کے وقت
ملاحظہ کرانے ملائکہ کے نامہای اعمال امت کو جیسا کہ فصل سابق مین مذکور ہو چکا ہے
ثابت ہے اور آپ کے کمال رحمت سے کہ امت کے حال پر مبذول ہو امید ہے کہ آستانہ
شریف پر حاضر ہونے والے کے حق مین بہ نسبت اورون کے استغفار نہایت ابلغ
واوکد ہوتا ہوگا اور سارے علما نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات وممات کا برابر
ہونا اوس آیہ مجیدہ سے سمجھکر آداب زیارت مین حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضوری کے وقت
پڑھکر طلب مغفرت اوس جناب رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایت اوس اعرابی کی جو بعد
آپکے وفات فرمانے کے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور ومعروف
ہے اور جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اس نے یہ حکایت
بھی لکھی ہے اور اوس کے پڑھنے کا استحسان کیا ہے اور بہت سے ائمۂ اعلام نے باسانید
معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مینے مدینے مین حاضر ہو کر زیارت قبر
مطہرہ کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالی نے سچی کتاب آپ پر اوتاری ہے
اور اوس مین فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ الآیہ اور مین
آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس اعرابی نے رو کر یہ بیت پڑھی

نظم

یا خیر من دفنت بالبقاع اعظمہ	فطاب من طیبہن البقاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اوسکے جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ تو اوس اعرابی
کے پاس جا اور اسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ وتعالی نے میری شفاعت سے

ف۱ اور اگر یہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس بخشش مانگتے اللہ سے ۱۲

ف۲ اے بہترین اوس شخص کے مدفون ہوتی ہین زمین ہموار مین ہڈیان اوسکی پس معطر ہوتی ہیں ان ہڈیون کی بو سے زمین ہموار
اور پستی میری جان فدا ہو اوس قبر پر کہ تم اوس مین ساکن ہو اوس قبر مین پارسائی ہے اور اوس قبر مین جود وکرم ہے ۱۲

اوسکی مغفرت کی اور اسکے گناہونکو بخشدیا اور حافظ ابو عبد اللہ مصباح الظلام مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرا دیا اور خاک مین لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپنے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خدای تعالے سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور از جملہ اوسکے آپ پر اترا ہے یہ آیت ہے[1] ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مینے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجیے قبر مبارک مین سے آواز آئی قد غفر لک[2] اور مگر وارد ہونا سنت کا باب زیارت مین وہ حدیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے ہر سنت صحیحہ متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب مین وارد ہوتی ہے زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب مین کافی ہے کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہے اسکی زیارت بطریق اولی مستحب ہوگی اور اجماع امت فضیلت زیارت قبر شریف اور اوسکے استحباب پر وہ بھی مذکور ہو چکا ہے ولیکن اختلاف مادہ نسا مین ہے بعضے کہتے ہین کہ عورتونکو زیارت قبور جائز نہین کیونکہ اون کی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبون کی مرد و عورت سبکو عموما مستحب ہے اور عموم نہی سے جو زیارت نسا مین وارد ہے ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہی سابق حدیث علیہ السلام نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الخ سے منسوخ ہو گئی اور مشہور یہ کہ متاخرین ائمہ شافعی سے ہین اولیا و صالحین کے قبور و نکو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین اور ثبوت زیارت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کا شہدائے احد کو تشریف لیجانا اون کا سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فضل البقیع مین مذکور ہو چکا ہے اور وارد ہونا روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

---

[1] لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس پس بخشش مانگے اللہ سے واسطے انکے رسول البتہ پاوینگے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان ۱۲
[2] تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے ۱۲
[3] مین نے تمکو منع کیا تھا قبرون کی زیارت کرنے سے پس اب تم

عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکہ معظمہ مین زیارت کی مؤید قبول مشہوری
ہی واللہ اعلم اب رہا قیاس وہ یہ ہی کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبور البقیع اور
شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرونکی قبور کی زیارت مستحب ہوگی تو
زیارت قبر مبارک سلطان زمین و زمان سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باتفاق
المامون وداروکلمی اونکے بطریق اولی مندوب و مستحب ہوگی اور بعضے علماء نے کہا ہی کہ زیارت قبور
سے مقصود فقط تذکر آخرت ہی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے زوروا القبور فانہا تذکرکم الآخرہ
اور کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا و استغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اوٹھانا ہوتا ہی
اہل قبور سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام کہتے ہین کہ جسکا
کسی سے کہ اسکی حالت حیات مین نفع اوٹھاوین اوس سے بعد اوسکے مرنے کے بھی تبرک اور انتفاع
ہین امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسی کاظم سلام اللہ علیہ کی قبولیت
کو مرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین جیسا کہ حالت حیات مین رکھتے
تھے یا زیادہ اوس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کیے ہین اور بعضے علمائے مذہب نے قبور کے ساتھہ استمداد
کرنے مین خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمام نقل کرتے ہین واللہ اعلم
ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا مزار مقدس حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مزارات
جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت ہے امام
تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنی کرنا انھین بعض قبور شریفہ انبیا
علیہم السلام کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھہ قصد انتفاع کو بدعت کہنا
محل نظر ہے اور کبھی زیارت قبور واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہی
حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہت مانوس حالت میت اوسوقت ہی جبکہ
کوئی اوسکے مشتاقون مین سے اوسکی قبر کی زیارت کو آوے

عه زیارت قبور کرو ۱۲ سه یعنی تم قبرون کی زیارت کرو کیونکہ وہ یاد دلاتی ہی آخرت ۱۲

اور اسباب مین احادیث وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہو کہ من زار قبر ابویہ فی کل جمعۃ او احدیث بارا وان کان فی الدنیا ما قبل ذلک بہما عاقا اور قبر مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل ہین اور امام مالک سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی کہے زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہو عبد الحق صقلی کہتے ہین کہ وجہ اوسکی یہ ہو کہ زیارت ایک فعل ہو کہ کرنا نہ کرنا اوسکا برابر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہو اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہو کہ یہ کراہت زیارت کی اضافت قبر کی طرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے تو کچھ کراہت نہین اور قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے مکروہ ہو وہ یہ کہ اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد واصل زیارت اگرچہ اس قبیل سے نہین ہو لیکن اوس سے زبان کی نگہ رکھنے مین احتیاط ہے جیسا کہ طریقہ امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا حدیث مین اسبات کا منافی ہے سبکی کہتے ہین کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہونچی ہوگی یا خود محذور قبور غیر نبی مین ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کہے زرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مین مکروہ رکھتا ہون کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم و اعلی ہین اسبات سے کہ انکی زیارت کیجائے اور یہی ابن رشد کہتے ہین کہ وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات مین ہوتا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تر ہین ہر زندہ سے سوای اللہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ زیارت اکثر اوقات و اغلب احوال مین مردی کو نفع پہونچانے کے واسطے ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱؎ یعنی جو شخص اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعے کو یا ایکہ دن دو تو نکی تو لکھا جائیگا بار یعنی نیکی کرنیوالا والدین کے ساتھ اگرچہ تھا دنیا مین اس سے پہلے اماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا ۱۲

۲؎ یعنی اے اللہ میرے نکرد ے میری قبر کو ایک بت کہ جسے پوجین بہت بڑا غضب خدا کا اس قوم پر ہو کہ جسنے بنا لیا ہو اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین ۱۲ ۳؎ یعنے زیارت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۲

کی زیارت ایسی نہین ہے بہر تقدیر منع اور کراہت راجع باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہو اور
دوسرون کے نزدیک مختار عدم کراہت ہو اور یہی ظاہر ہو **فصل** اور مگر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور شد رحال کرنا یعنی لادو پھاند کر جانا اس نعمت عظمی کے
حاصل کرنیکو پس ہرگاہ زیارت قبر شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی
اوسکو لازم ہے اور یہ بھی جہت ہو کہ دلیلون مین عموم ہے اور ان سے قریب و بعید کا اس مین استوار
نکلتا ہو اور مگر حدیث لاتشدوا[1] الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مراد اس سے سوا ادس مساجد ثلثہ
اور کسی مسجد کی طرف شد رحال کرنیکی ممانعت ہے چنانچہ قاعدۂ نحوی اسکا مقتضی ہے
اور قاعدہ نحوی یہ ہو کہ مستثنی مفرغ مین واجب ہو کہ مستثنی کی جنس سے ہو پس ممانعت
مطلق سفر کی سوا ان مساجد کے لازم نہین آتی ہو اور کیونکر ہو اور حالانکہ سفر حج اور سفر جہاد
اور سفر ہجرت دار کفر سے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دینوی کے باتفاق جائز اور
مشروع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس فرمانے سے یہ
ہو کہ قبر مقصود کسی مسجد کے قصد مین نہین ہو سوا ان مساجد ثلثہ کے یعنی حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصی
کے ساتھ اسکے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد مسجد شریف لازم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی
مین مزار شریف واقع ہو اور مقصود وہان حاضر ہونے سے دونون امر مین مسجد کی برکت حاصل کرنا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجالانا جیسا کہ حالت حیات مین آپ کی ملازمت حاصل
کرنے کا قصد کرین نہ فقط تعظیم قبر شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے
سوا اور طرف مطلقا ممنوع نہین ہے بلکہ اگر ممنوع ہو تو باعتقاد تعظیم و فضیلت
و مضاعفت ثواب ہوا کرتا ہو اس طرح اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع
نہین اور جو مقامات ان مساجد فاصلہ کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کرکے
پیادہ و سوار جانا درست ہو کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہو دور دراز جانیکو جیسا کہ بعض علما نے کہا ہو اور
جمہور علما اسبات پر متفق ہین کہ نذر ساتھ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے مطلقا جائز کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ اگر بغیر شد رحال کے ہو تو جائز اور اگر نہین تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی

---

[1] یعنی نہ لادو شد رحال کو مگر تین مسجدون کی طرف ۱۲

رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانی کی تو وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم ہوگا
یا نہیں فرمایا لازم ہوگا اور وردہ فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد
ثلثہ کے حکم مین ہوگی شرح حال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہے کہ نماز اس مسجد کی عمرے کے برابر
ہے اور وارد ہوا ہے کہ دو رکعت اس مین افضل ہے ہزار رکعت سے مسجد اقصی مین اور ثبوت کو پہونچا
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ اور مروی ہے قول
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون زمین سے ہوتی تو اسکے
طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور نہ مذکور ہوتا اس مسجد کا مساجد ثلثہ کے ساتھ
حکم مذکور مین ہے کیونکہ مدینہ سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اوس سے علیحدہ نہیں یا یہ
کہ اس مسجد کی فضیلتیں اور جگہ مذکور ہو چکی ہین پس اوسی پر اکتفا کر کے اسکو ان مساجد
کی ساتھ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھ زیارت حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوس کے وجوب وفا مین کسیکا خلاف نہین اور سوائے
آپ کے اور سب کے زیارت کے ساتھ نذر ماننے مین خلاف ہے اور مسافرت اختیار
کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیواسطے بہت ثابت ہے
ازانجملہ اوسکے حکایت ہے حضرت بلال موذن رضی اللہ عنہ کے آنے کی شام سے مدینہ
طیبہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ابن عساکر حضرت ابی ورداء رضی اللہ عنہ
سے روایت لاتے ہین کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے
ہین کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہین آتا بلال رضی اللہ عنہ اوسی
وقت خواب سے بیدار ہو کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے
اور مدینہ منورہ مین پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہو کر بہت روئے اوسوقت امام حسن حضرت
امام حسین علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے ان
دونون صاحبزادونکو گود مین لیلیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت
سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے اس جہان سے رحلت فرمائی تھی لوگون نے چاہا کہ حضرت
بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دلوادین تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرت حسنین علیہما السلام

سو اس باب مین کہلوایا چاہئے کہ صاحبزادون کی فرمایش کرنے سے ناچار ہوجائینگے اذان کہنی پڑیگی ورنہ اونھون نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کے واسطے اذان نہین کہی ہی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رحلت فرمانے کے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای بلال تم ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ مین آزاد کیا آیا اپنے واسطے کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ خدا کیواسطے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے طور پر رہون مجھے اب طاقت نہین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر کسواسطے اذان کہون پس شام کو چلے گئے اور وہان سی بقصد زیارت مدینہ طیبہ مین آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سی اذان کہنے کی فرمایش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہوکر مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے اور جس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین کھڑی ہوکر اذان کہا کرتے تھے اوسی جگہ کھڑی ہوکر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آدمیون مین ایک شور پڑگیا گویا کہ تمام مدینہ جنبش مین آگیا اور جب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو اور زیادہ تزلزل ہوگیا اور رونا پیٹنا شدت سی پڑگیا پھر جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو ایک اور ہی قیامت قائم ہوگئی کوئی مرد وعورت اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین ایسا نہ تھا کہ اپنے گھر سے روتا چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو گویا روز مصیبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تازہ ہوگیا روایت کرتے ہین کہ حضرت بلال اوس وقت کمال تنگی دل اور بے قراری اور فرط غم اور وفور الم سے اذان تمام نہ کرسکے اور کوٹھے سے نیچے اوتر آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس والون کے ساتھ مصالحہ کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوئی حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اون کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سی مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای کعب تمہارا دل چاہتا ہی کہ ہماری ساتھ مدینے چلو اور حضور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

کہ نعم یا امیر المؤمنین انا افعل ذلک[1] پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے
مین پہونچے تو سب کامون سے پہلے مزار معلی السلطان انس وجان حاضر ہو کر سلام سے مشرف
ہوے اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک
یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ اور موطاء امام مالک مین بھی یہ روایت مذکور ہوتی ہے
اور ایک شخص نے حضرت نافع سولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے دیکھا ہے اور
سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے السلام علی النبی السلام
علی ابی بکر السلام علی ابی اور مسند امام اعظم مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے
ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ قبر شریف نبوی پر قبلے کیطرف سے آوے
اور پیٹھ قبلے کیطرف کرکے کھڑا ہو اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور
نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منھ قبر شریف پر رکھے تھا
مروان نے اوسکی گردن پکڑ کر کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کیسا فعل تجھ سے ہوا ہاے اوس نے
کہا چھوڑ مجھے مین پتھر مین رکھے ہون بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت پر میرا منھ ہے
اور کہا کہ مین نے سنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ روؤ تم دین پر اسوقت
کہ نا اہل صاحب ولایت ہو جاے رضی عن نا ملہ اور عمر بن عبد العزیز شام سے قاصد بھیجتے تھے کہ حضور
رسالت پناہ مین اونکا سلام پہونچاوے اور یہ فعل انکا صدر زمان تابعین مین تھا اور روایت
اس خبر کی مشہور ہے اب رہا وہ جو حسن بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین
کہ اونھون نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد کھڑے دیکھکر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید نہ ٹھہراؤ اور اپنے
گھرونکو قبرین نہ بناؤ اور جہان کہین تم ہو وہین سے مجھپر درود بھیجو تحقیق
تمھارا درود پہونچتا ہے اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت

[1] یعنی ہان اے امیر المومنین مین یہ کرونگا یعنی حاضر ہونگا ۱۲

کرتے ہین کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ گھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور
بیچ او رو عا کرتا ہی اسکو منع فرمایا اور اوسی حدیث مذکور کا مضمون اوسے سنایا اور رہ وہ جو دوسری روایت
مین آیا ہے کہ سہل بن سہیل کہتے ہین کہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے سلام کو آیا تھا اور حسن
بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر مین تعشی کہرتے
تھے مجھو بلایا مگر مجھے چونکہ اوسوقت کھانے کیطرف رغبت کم تھی نہ گیا فرمایا کہ قبر شریف کے
پاس گیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہانسے ہٹو اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور جو اندلس مین ہی دونون برابر ہین قرب مین اور
جو مثل اوسکے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتی ہین ان سب کا جواب یہ ہی کہ شاید اوس شخص
نے جسکو ان امامان دین نے منع فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اوس مین بناوٹ کا اثر
پایا اس منع سے ان حضرات کو تعلیم وتنبیہ اسبات کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی مین قرب و بعد مسافت
ایک ہی ہی چنانچہ کسینے کہا ہی شعر در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست ہ می بینمت عیان و دعای فرستمت
اور امام مالک کے مذہب مین قبر شریف کے پاس ٹھہرنا بہت مکروہ ہی خصوصاً اہل مدینہ کو ولا انکار اصل
زیارت کا اور قبر شریف پر حاضر ہونیکا اور اوس مقام معلی مین ٹھہرنیکا ہو نہین سکتا اسواسطے صحیح ان آئمہ
اہلبیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہی کہ جب یہ حضرات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت حاضر ہوتے تھے تو اوس اسطوانہ کے پاس جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہے کھڑے ہوتے اور
سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہ ہی سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا مطری کہتے ہین
کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنیسے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانہ مین کھڑے
ہونیکی جگہ سلام کیواسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہی جو چہرہ مبارک کے سامنے دیوار مین بٹھلائی ہی چنانچہ
باب زیارت مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لا تجعلوا
قبری عیدا کو حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت زیارت

ف ۱ یعنی شام کو کھانا کھاتے تھے ۱۲ ف ۲ یعنی نہ بناؤ تم لوگ میری قبر کو عید ۱۲ ف ۳ حضرت شیخ کے زمانے مین مواجہہ شریف
کی پہچان مسمار قصہ سے رکھی ہوگی اور مترجم کے زمانے مین مواجہہ شریفہ مین تین ہیرے نہایت بیش بہا ماکے گندھے ہوے جالی شریف کے
اندر دیوار حجرہ مبارک سے متعلق ہین اوسی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہین ۱۲

قبر شریف پر اور اشارہ ہوا اسبات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید
نہ ٹھہراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین کہ قول حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تجعلو بیوتکم قبورا سے مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے گھرون بغیر طاعت وعبادت پڑے
نہ رہا کرو اور اپنے گھرونکو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ جیسے قبرون مین مُردے پڑے رہتے ہین بیطاعت
وعبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو اور ان اقوال شریفہ کا محل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا
ہے جیسا منذری نے کہا سبکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہے زیارت کیواسطے جیسا کہ عید کیواسطے
تعیین روز وقت ہوتا ہے بلکہ تمام سال اور ہر وقت زیارت ہو یا مراد تشبیہ ہے عید کے ساتھ
اظہار زینت واجتماع وغیرہ مین کہ عیدین مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیئے یہ ہے کہ زیارت سلام و دعا
پر اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہین آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل دعا و کثرت
تضرع والتجا مین کسی طرح کی کراہت ہو فیالہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا ونسالہ الاعادۃ
فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب الٰہی مین
چاہیے ہے یا نہین سو تحقیق اوسکی یہ ہے کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
جناب باری مین اور طلب مدد اوس جناب سے کرنا فعل انبیا و مرسلین اور سلف وخلف صالحین
ہے کیا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ مین بھی اور عالم برزخ مین
بھی اور عرصہ قیامت مین بھی کہ انبیا و مرسل کو وہان دم مارنے کی تاب نہوگی اور ہماری حضرت
سرور عالم سردار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرماوینگے اور اولین
اور آخرین کو مستغرق بحار رحمت ونعمت کرینگے اور باب استمداد مین اوس جناب عالم و عالمیان
سے ان چارون موطن مین اخبار و آثار وارد ہوئے ہین پہلے موطن مین تو از جملہ اخبار و احادیث یہ حدیث
ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ علیہ السلام سے وہ خطیئہ صادر ہوا تو اپنی
قبول ہونے کیواسطے یہ کہا یارب اسئلک بحق محمد ان تغفرلی درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان آیا

ف۱ یعنی نہ بناؤ تم لوگ اپنے گھرون کو قبرین ۱۲ ف۲ یعنی ای وہ شخص واسطے اوسی مرقد کے سعادت سے روزی دے ہمکو اللہ رجوع کیطرف اوسی مرقد کے اور سوال کرتے ہین ہم اعادہ ٹیین ۱۲ ف۳ اس حدیث کی تصحیح علما نے کی ہے ۱۲
ف۴ یعنی اے رب میرے مین تجھ سے مانگتا ہون کہ بحق محمد تو مجھے بخشدے ۱۲

کہ تونے محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حالانکہ ابتک مین اونکے جوہر روحانی کو حمدت جسمانیت
مین نہین لایا اونھون نے عرض کیا کہ جسدن تونے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میری قالب
بشری مین پھونکا تو مین نے قوائم عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اوسدن پہنے
پہچانا کہ یہ تیرا بندہ محبوب ترین خلق ہے تیرے نزدیک اور مقرب ترین تیری درگاہ کا فرمان آیا
کہ اے آدم تو اوسکو ہماری درگاہ مین اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہے تیرے گناہ بخشے ای آدم اگر محمد نہوتا
تو ہم تجھ پیدا نہ کرتا اور بعضے روات مین آیا ہو کہ جن کلمات سے کہ آدم صلی اللہ علیہ السلام کی توبہ
ہوئی چنانچہ آیہ کریمہ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ اوسپر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھے الٰہی
بحرمت محمد و آلہ اغفرلی سبکی کہتے ہین کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسکے کہ وہ اعمال
صالحہ افعال انسان ہین اور افعال انسان تصور نہ نقصان سے متصف ہوا کرتے ہین درست جائز
ہی تو تشفیع لاتا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت حبیب رب العالمین کو کہ محب و محبوب حضرت علی و اللہ تو
حبل علا مین بطریق اولا ہوگا شعر یا اکرام ابوسل لی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث
العسم + اور دوسرا مواطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا
آپکی مدت حیات دنیا مین وہ اتنے بار واقع ہوا ہو کہ حضرت سے زیادہ ہو خبر مین آیا ہو کہ ایک
اندھے نے حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا
کیجیے کہ حق سبحانہ وتعالی مجھے عافیت عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بصارت چاہتا ہی
تو مین دعا کرون اللہ تعالی تجھے بینا کر دے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہے تو صبر کر کہ یہ تیری حق
مین بہتر ہے اوسنے عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یا رسول اللہ فرمایا وضو کر اوسنے وضو کیا فرمایا پڑھ
اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی
لی اللھم فشفعہ فی ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب اور بیہقی بھی اسکی تصحیح کرتے ہین

۱ پس سیکھ لین آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتین پس پھر آیا اوپر اوسکے ۱۲ ۲ یعنی اے اللہ میرے بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور اولاد انکی کی بخش تو مجکو ۱۲ ۳ اے بزرگترین انبیا نہین ہے میرے واسطے کوئی ایسا شخص کہ مین اسکی طرف پناہ لاؤن سوا تیری حادثہ عام
نازل ہونیکے وقت ۱۲ ۴ یعنی یا اللہ مین سوال کرتا ہون تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف بذریعہ تیری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی
الرحمۃ کہ ای محمد مین متوجہ ہوا بذریعہ تمہارے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت مین کہ روا نہ کیجائے واسطے میرے تو اونکی شفاعت قبول کر میرے حق مین ۱۲

اور بھی اسکے انتہی عبارت اور بھی زیادہ کرتے ہین فقام وقد ایعرونی رویۃ ففعل الرجل فبرء ورد اخبار باب توسل اور استمداد ارباب حاجات مین اس جناب عالم و عالمیان مآب سے بحیات ثابت ہین اور بکر تمیسر امو طن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ توسل کرنا اور آپکو شفیع لانا بعد آنکی رحلت فرمانی کے اسمین بھی بہت سے آثار وارد ہوتی ہین طبرانی معجم کبیر مین حضرت عثمان بن حنیف سے روایت لاتی ہین کہ ایک شخص کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حاجت تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نظر التفات اسکی طرف اصلا نہ تھی وہ شخص اونکے پاس آیا یعنے حضرت عثمان بن حنیف کے اور اونسے اوس حاجت کی روا ہونیکی تدبیر پوچھی انھون نے کہا کہ تو وضو کرکے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لیقضی حاجتی بعد اسکے اپنی حاجت عرض کر اس شخص نے موافق اونکے فرمانے کے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا دربان نے آگے بڑھکر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حضور مین لیگیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہے اوسنے جو حاجت بیان کی آپ نے روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے تم ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کردیا کرینگے وہ شخص بہت خوشحال ہوکر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالی تمکو جزای خیر دے شاید تمنے کچھہ میری حاجت روائی کے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اسطرح مجھسے پیش آئے اور اس سے پہلے اصلا وہ میری طرف متوجہ نہوتے تھے حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ واللہ مینے تمھارے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھہ نہین کہا سوا اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپکے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور اوسنے اپنے بینا ہوجانے کی باب مین آپسے دعا چاہی اور ساری اوس حدیث سابق کو ذکر کیا پس مینے اوسپر قیاس کیا کہ توسل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضاے حاجت اور سبب انجاح مرام ہے اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا مین لاتے ہین کہ ایک دن مسجد نبوی مین درمیان ابو جعفر خلیفہ اور حضرت

---

۱ پس کھڑا ہوگیا اور تحقیق بینا ہوگیا اور دوسری روایت مین ہے پس کیا اوس آدمی نے پس اچھا ہوگیا ۱۲

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا تھا یہ کہ اثنای گفتگو مین ابو جعفر کی آواز کچھ بلند ہو گئی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ای امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مسجد مین کیون آواز بلند کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ حق تعالیٰ اپنی کتاب عزیز مین ایک قوم کو ادب بتا ہی اور فرماتا ہی کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہی اور فرماتا ہی ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی الآیہ اور تو یہ بات کو جان لے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہی جیسے آپ کے حالت حیات مین تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع اور خضوع اوسپر طاری ہوا اور کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیطرف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیون پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منھ پھیر یگا اور حال یہ ہی کہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہی اور تیری باپ آدم صفی اللہ کا بھی خدا کے تعالیٰ کی درگاہ مین پس تو اوسکی طرف منھ کر کے طلب شفاعت کر تا کہ وہ تیرا شفیع ہو جا اور آگے باب زیارت مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی منھ کرتے اور آپکو وسیلہ ٹھہراتے اور آپکے حضور مین دعا کرنیکا استحباب اور مضمون رعایت کرنے کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور پہلے قبر حضرت فاطمہ بنت اسد ام علی ابن طالب رضی اللہ عنہما مین مذکور ہو چکا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی قبر مین اُترے اور فرمایا بحق بینک و الانبیاء الذین من قبلی اس حدیث مین دلیل ہی توسل پر دونون حالتون مین یہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حالت مین اور نسبت اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جب کہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جب کہ اور انبیا علیہم السلام کے بعد وفات کے توسل جائز ہوگا تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بطریق اولی جائز ہوگا بلکہ ساتھ اس حدیث کے اولیاء کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد وفات ہو قیاس کرین تو دور نہین ہان مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو تو البتہ جائز نہو گا مگر ایسی دلیل کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱؎ مت بلند کرو آواز اپنی اوپر آواز نبی کے ۱۲ ۲؎ تحقیق کہ جو لوگ پست یعنی نیچا کرتے ہین آواز اپنی کو نزدیک رسول خدا کے یہ لوگ ہین وہ جو آزمایا ہے اللہ نے دلون انکے کو واسطے پرہیزگاری کے ۱۲ ۳؎ یعنی بحرمت اپنے نبی کے اور بحرمت اون انبیا کے جو ۲

کے زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ استسق لامتک فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع توسل طلب دعا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالی وتقدس سے عرض کرکے اس حاجت کو روا کروا دین جیسا کہ حالت حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون عبارت یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اسبات کا مشعر ہے فافہم اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینہ والونکو قحط شدید آیا لوگ حضور حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو اور ایک کھڑکی حجرہ مبارک مین آسمان کی طرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز حائل باقی نرہے لوگون نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپکی برکت شفاعت سے خوب پانی برسا او قحط جاتا رہا یہان ایک بات سمجھا چاہیے وہ یہ حضرت جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اوس مین ایک رمز ہے ظاہر ہے اسبات کی طرف کہ موجب فتحیاب مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا وسوال ہے درگاہ جناب باری جل جلالہ مین اور اسی قبیل سے ہے سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا اوسنے اسالک مرافقتک فی الجنۃ اور مکرر پوچھا سو ظن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سارے عالم کو بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی اخبار متواترہ سے ثابت ہے اور علما کا اجماع اسپر منعقد ہے اور صالحین کے ساتھ بھی جو اوس جناب سے علاقہ رکھتے ہین توسل کرنے مین اخبار و آثار ثابت ہوے ہین چنانچہ قصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طلب باران کرنیکا توسل حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسبات کا مثبت ہے خبر صحیح مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا ہے امساک باران ہوتا تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران مین حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

م مجھ سے پہلے گذر گئے ۱۲ ف۱ یعنے آپ اپنی امت کیواسطے خدا سے پانی مانگئے کہ وہ لوگ تحقیق ہلاک ہوگئے ۱۲ ف۲ یعنے ای محمد تحقیق کہ مینے منہ کیا طرف رب اپنے کے وقت حاجت اپنی کے تاکہ پوری ہوجاوے واسطے میرے ۱۲ ف۳ یعنی مین سوال کرتا ہون آپکی جناب مین اسبات کا کہ آپ اپنے پروردگار تعالے وتقدس سے درخواست کیجئے اور شفارس فرمایئے کہ مجھے آپ کے ساتھ جنت مین لیجائے اور اس سعادت سے مشرف کرے ۱۲

ساتھ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھ توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ مین اپنی قبولیت دعا و مغفرت کیواسطے انکو وسیلہ ٹھہراتے تھے اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھ توسل کرتے ہین ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا ہم تجھسے پانی مانگتے ہین تیرے پیغمبر کے چچا کے وسیلہ سے اور اونکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی مین شفیع لاتے ہین اور اسوقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی دعا مین یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف توجہ لائی ہے اوس قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھ ہے خداوندا مجھے اس قوم کے آگے شرمندہ نہ کر اسی معنی مین کہا ہی عباس بن عتبہ ابی لہب نے شعر بمی سقی اللہ الحجاز و اھلہ + علیہ یستقی بشیبہ عمر + اور حصول مطالب مین کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مرقد منور سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محتاجون اور مسکینون کو ہوئے ہین اخبار آثار بہت آئی ہین محمد بن منکدر کہتے ہین کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت رکھکر جہاد کو چلا گیا اون سے کہہ گیا کہ اگر تمکو حاجت پڑے تو اس مین سے خرچ کرنا میرے باپ نے وہ سب اپنی حاجت مین خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا تو اوسنے اپنے دینار طلب کئے اور میرا باپ اونکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے اوس سے کہا کہ تو کل میرے پاس آنا مین اوسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین شب باشی اختیار کی اور حال ونکا یہ تھا کہ غایت اضطراب سے کبھی حضور شریف مین جاتے تھے اور کبھی منبر شریف کے پاس آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب مین ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی دینار کی تھیلی انکے ہاتھ مین دیکر چلا گیا انھون نے صبحکو یہ اسی دینار کی تھیلی انکے ہاتھ مین دیکر چلا گیا اونھون نے صبحکو یہ اسی دینار اوسکو دیئے اور رحمت مطالبہ سے خلاصی پائی اور امام ابو بکر بن مقری کہتے ہین کہ مین اور طبرانی اور ابو الشیخ یہ تینون آدمی حرم شریف مصطفوی مین تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اوسی حال مین دو دن گذر گئے جب عشا کا وقت آیا تو مینے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر کہا یا رسول ہو کر کہا یا رسول اللہ الجوع اور اسکے سوا اور کوئی کلمہ نہین کہا اور پھر کر چلا آیا اور مین اور ابو الشیخ سو گئے اور طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنیکا انتظار

۱ھ بحرمت میرے چچا کے سیراب کیا اللہ نے اور اہل حجاز کو طلب باران کرے اور ساتھ بڑھاپے اون کے کے عسر ۱۲

ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اوسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک زنبیل تھی کھانے سے پُر ہمنے دروازہ کھولدیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اوس نے کھایا اور جو کچھ کھانے سے باقی رہا اوسکو ہمارے پاس چھوڑکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید تمنے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اوسوقت مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہین کہ ان لوگونکو کھانا کھلاؤ اور ابن جلا کہتے ہین کہ مین مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا تو مجھپر ایک مرتبہ دو فاقے گذرے مینے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ انا ضیفک[1] یا رسول اللہ بعد اوسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ مین ایک روٹی عنایت کی مینے آدھی خواب مین کھائی جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ مین باقی ہے اور ابوبکر اقطع کہتے ہین کہ مین مدینے مین آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہین ملا مینے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا انا ضیفک یا رسول اللہ بعد اسکے مین سو گیا تو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین اس عنوان پر کہ ابوبکر صدیق آپکے داہنے ہین اور عمر فاروق آپ کے بائین اور علی مرتضیٰ آگے آگے ہین علی مرتضیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اوٹھ حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین مینے اوٹھکر آپکے دونون چشم مبارک کے بیچ مین بوسہ لیا آپنے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی مینے کھائی جب بیدار ہوا تو مینے ایک ٹکڑا اوسکا اپنے ہاتھ مین اور احمد بن محمد صوفی کہتے ہین کہ تین مہینے تک مین جنگلون جنگلون گھومتا تھا اور میرے بدن کا چمڑا سب پھٹ گیا تھا مین مدینے مین آیا اور مزار مقدس پر حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور دونون صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا مینے اوسکے بعد دیکھتا کیا ہون کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرماتے ہین کہ احمد تو تو آیا کیا حال ہے تیرا مینے عرض کیا انا جائع فی ضیافتک[2] یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول مینے ہاتھ کھولا آپنے چند درہم میرے ہاتھ مین رکھدیے مین بیدار ہوا تو دراہم میرے ہاتھ مین تھے مینے بازار مین جاکر فرنی و فالودہ خرید کرکے کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہین اکثر ان مین سے مشائخ صوفیہ سے منقول ہین

---

[1] یعنی مین آپکا مہمان ہون یا رسول اللہ ۱۲

[2] یعنی مین بھوکا ہون اور مین آپکی ضیافت مین ہون یا رسول اللہ ۱۲

کہ محرمان اسرار و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم اور اکثر اوس
مین جو کھانے پینے سے متعلق ہے تو یا آپ بنفس اسکے متکفل ہوتے ہین یا کسیکو اہلبیت مین سے حکم دیا ہے
اور بیگانے کو نہین بھیجا چنانکہ مقتضائے کرام ہے **شعر** اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بدرگاہش بیاد
ہر چہ می خواہی تمنا کن **شعر** حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ او یرجع الجار منہ غیر محترم[1] صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **تتمیم** یہ بات ٹھہری ہے کہ آن چار وطن
مین پہلا موطن اوس جناب عالم و عالمیان آپ کے ساتھ خاص ہے یعنی جیساکہ توسل کیا گیا آپکی روح
مبارک کے ساتھ قبل آپ کے خلعت جسمانی پہنے کے اور کسی نبی یا ولی کی روح شریف کے ساتھ
وقوع مین نہین آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمی مین آپ کے ساتھ شریک نہین اور نہ
وارد ہوتا لیکن کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا مین اسبات مین کفایت کرتا ہے مگر توسل
اوس جناب کے ساتھ نشاۂ حیات دنیا مین ظاہر ہے کہ آپ کے خصائص سے نہین ہے بلکہ آپ کے
بعضے تابعین کو بھی کہ آپ کے شرف اتباع اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہے اور ثبوت
کرامات اور تصرفات غیر متناہیہ ان حضرات کا نمونات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہے
اور توسل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب
باران مین بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالم کا اسمین خلاف معلوم و محقق نہین ہے اور اسی طرح توسل
اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور اولیائے امت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی
کتابون مین موجود ہے اب رہا نیرنگ و توسل عالم برزخ موطن قبر مین وہ بھی حضرات انبیا علیہم
السلام کے ساتھ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحائے امت کے ساتھ جائز ہے واللہ اعلم اس جہت
سے کہ حالت حیات مین تو جواز توسل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد موت کے روح میت باقی
رہتی ہے اور بسبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اسکو شعور رہا اور اگر وہ قربت منزلت خدائے تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد مرنے کے بھی انکے ساتھ
توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ساتھ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال و دعا ہے جناب
باری سے بواسطہ اوس محبت و اکرام کے جو اس بندہ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اوس بندے کی روح

[1] یعنی ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امیدوار اوس کی عنایتون کا یا پھر جاوے ہمسایہ اونکا یاس سے بغیر عزت پائے ہوئے ۱۲

سے طلب فی التماس ہو اسبات کی کہ حضرت حقتعالی وتقدس کی جناب مین بوسیلہ اپنے قریب کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہے اوسکی ذات باقی ہو بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اسکے منع پر کافی ہے ہان اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اسبات پر کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے اور کسیکے ساتھ توسل کرنا درست نہین تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے یعنی انبیا علیہم السلام کے اور کسیکی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہینگے کہ بقا اوسکا اون لوگونمین جو مشہرین خصوصاً وعموماً یقینی ہو پس توسل انکے ساتھ جائز ہوگا اور اسمین تفرقی کا قائل کوئی نہین ہے ساتھ اسکے کہ وارد ہونا اخبار وآثار مشائخ کبار سے کہ ارباب کشف وشہود ومحرمان سر عالم مثال ہین اس سبب کے مادہ کا حاسم ہو ہان بعضے فقہا کو اس مسئلے مین گونہ خلاف ہو ولیکن حق مستحق اسکا ہو کہ اسکی اتباع کیجائے دان علم

باب سولھوان

ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلواۃ والسلام اور مدینہ منورہ کی اقامت در مع الخیر اپنے وطن مین پہونچنے کے والسلام چونکہ قصد زیارت ایک سفر مخصوص ہو تو ضرور ہین آداب متعلقہ سفر بعضی انمین سے متعلق ہین مطلق سفر کے ساتھ جیسے استخارہ کرنا اور نئے سر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور عیال کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طالب رفیق کرنا اور بھائیونکو وداع کرنا اور دعائین اپنے ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل اوترنے وقت مسنون و ماثور ہے او شمار ے آداب جو ابتدائے سفر اور وسط راہ مین وصول مقصد تک اور وطن کو پھر آنے تک مستحب ومسنون ہین یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین مین ذکر کئے ہین جو چوتھائی کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ ہے اسی جہت سے یہان اتنے ہی آداب کے ذکر پر اقتصار کیا جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص ہین از جملہ اون آداب کے جنکی سبب سے زیادہ رعایت درکار ہے نیت خالص کرنا ہو کیونکہ اوسی پر سارے اعمال وافعال کا دارومدار ہو فمن[1] کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مین نیت تقرب الی اللہ ہے اور کونسا تقرب وتوسل اعلی واکمل ہوگا حبیب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین حاضر ہونے سے

[1] پس جو شخص کہ ہو ہجرت اوسکی اللہ ورسول کی پس ہجرت اوسکی اللہ ورسول کی طرف ہے ۱۲

من مطع الرسول فقد اطاع اللہ وان ولدین بایعونک انما یبایعون اللہ اور مستحب ہی کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی مین حاضر ہونے کو بھی مقصود وملحوظ رکھے جیسا کہ ابن صلاح وامام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے اسواسطے کہ اس مسجد شریف کی شد رحال کرنے مین اور اس مسجد شریف مین نماز پڑھنے کے باب مین بہت سی حدیثین وارد ہوتی اور شیخ الحنفیہ کمال الدین بن الہمام بھی اپنے مشائخ سے ایسا ہی نقل کرتے ہین ولیکن بعد اوسکے کہتے ہین کہ اولی تجرید نیت ہی زیارت کیواسطے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کر کے جائے اور بعد مدینے مین پہونچنے اور حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کرے یا دوسرے سفر مین دونون کی نیت بجالائے اس صورت مین شان زیارت کی تعظیم واجلال بہت ہے اور بہت موافق ہے حدیث لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت کو منافی نہین ہے کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنی اور اوس مین نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپکے حکم سے عین ملاحظہ ومشاہدہ ہی آپ ہی نسبت کا اور از قبیل اُن حاجات کے نہین جنکا عمل مین لانا سعادت وشفاعت کے حاصل کرنے مین کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے متممات سے یہ ہی کہ نیت اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہوسکے کرے اگرچہ ایک ساعت اور تعلیم وتعلم خیر اور ذکر الٰہی اور کثرت درود وختم قرآن مین مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ مطہرہ مین پہونچنے سے پہلے نیت مسجد کی کرتے تو اسکے ثواب نیت پانے مین کچھ شبہہ نہین ہے اور از جملہ آداب سفر زیارت زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش وخروش اور کمال شوق و ذوق کے ساتھ دریائے محبت محبوب رب العالمین مین مستغرق عبادت وطاعت الٰہی مین مشغول شوق وصل مین چور فرح وسرور سے معمور حسن اخلاق وکثرت وخیرات مین ڈوبا ہوا اذکار واشغال فرحان و شادان بغیر کسیل وملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی واسرار احمدی ہو جاے شعر

ؔ۱ جو کوئی کہا مانے رسول کا پس تحقیق کہا مانا اللہ کا ۱۲

ؔ۲ تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہین تجھ سے سوا اسکے نہین کہ بیعت کرتے ہین اللہ سے ۱۲

ؔ۳ ولاوے نو وس کو کوئی حاجت مگر میری زیارت ۱۲

اور اگر چشم پاک تو آن دید چون ہلال + ہر دیدۂ جاے منظر آن ماہ پارہ نیست + مصرع پاک شو اول
و پس دیدہ بر آن پاک انداز + اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہے کہ اس راہ مین اکثر احوال بلکہ
سارے اوقات مین سواے اداے فرائض و قضاے ضروریات کے برعایت شرائط آداب کہ
خاتمہ کتاب مین لکھی جائینگی شوق و حضور و طہارت و لطافت کے ساتھ حضرت سید الانام علیہ افضل
الصلواۃ والسلام پر صلواۃ و سلام بھیجتا رہے کہ اسباب مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ
یہی ہے اگر خدا چاہے تو اوسکے وسیلہ سے زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصاً اوقات بہتر کہ مین جیسے
صبح کی نماز کے بعد او خصوصاً مدینہ منورہ کے پاس پہونچکر حدیث آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک
گروہ فرشتونکا فقط اوس کام کے مخلوق کیا ہے کہ قاصدین زیارت جو راہ مین صلواۃ و سلام
سید الانام علیہ الصلواۃ والسلام پر بھیجتے ہین تو یہ اوسکو حضور مین اسطور پر پہونچاتے ہین کہ فلان
بن فلان حضور کی زیارت کو آتا ہے اور یہ تحفہ سلام پیش پہونچاتا ہے اور غور کرنا چاہیے کہ کون
سی سعادت اس سے بڑھکر ہوگی کہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام حضور مجلس پر نور جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ذکر کیا جاے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جسقدر مساجد محمدی
اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اون سب کی زیارت و تتبع کو لازم وقت جانے اور از
جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ طیبہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کے قریب پہونچے
اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع و خشوع و تفرع و حضور بڑھاوے و بتصور حصول مقصود
و وصول بلوغ بغایت مطلوب و محبوب کمال فرحت و سرور نشاط پیدا کرے **شعر** و اعظم
مایکون الشوق یوما + اذا دنت الخیام من الخیام + **شعر** وعدہ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد + خبر مین آیا ہے کہ جب زیارت قصد کرنے والا مدینہ منورہ کے قریب
پہونچتا ہے تو فرشتے ہدایاے رحمت ساتھ لیکر اوسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین
اوسکے شامل کرتے ہین اور طبقہاے انوار حضور سرور اوسکے نثار وقت کرنے مین **شعر** ہر دم
از جل سرورے تازہ سر بر میزند + غالباً روز وصال یار نزدیک آمدست + اور چاہیئے ہے کہ جب وہ پہونچے
اوس منزل شریف کے ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہے اور مشاہدہ آثار و علامات مدینہ مطہرہ سے

ف ۱ یعنی اعظم اوس چیز کا کہ ہوے شوق کسی دن جب ہے کہ جب قریب ہوجاوین خیمے خیمون سے ۱۲

مثل اون پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اوسکے واقع ہین اور غلبۂ شوق زیارت و عظمت پیغمبر سے کہ باطن سے سبعث ہے ایک حالت عظیم پیدا ہو جاے اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن ہے ساتھ محافظت اعضاے ظاہری کے گناہونسے اور جاری رکھنا ہے زبان کا صلواۃ و سلام مین ساتھ تفکر کرنے کے ملاحظہ عظمت و جلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پہ ورود جاری رہے اور دل مین غفلت طاری ہو اور یا زور رہتا ہے آواز بلند سے کہ طریقہ عوام ہے ولیکن اگر کمال مراقبہ کسیکو نصیب نہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقہ تشبیہ اہل دل ہاتھ سے نہ دیکہ وہ بھی جب دوام استقامت قبول کریگا تو البتہ اس حالت تک یا اس حالت کے قریب تک پہونچیگا انشاء اللہ تعالے چنانچہ بعضون نے کہا ہے شعر یا صاحبی ہذا العقیق فقف بہ متوالہا ان کنت لست بوالہ اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب جبل مفرح تک پہونچے تو اوسکے اوپر نہ چڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت ہونے کا توہم ہوگا یا یہ موجب ہو گا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے خالی ہو اور جانے کہ جمال جان افزاے مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم و ہیبت بڑھ جائیگی تو اوپر چڑھنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ موافق قواعد و دلائل کے چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہے اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ مشاہدۂ مدینہ کیواسطے اس پہاڑ پہ چڑھنا بدعت سیئہ ہے یہ قول پایہ تحقیق سے گرا ہوا ہے بلکہ بہت شنیع ہے اور انصاف سے بہت دور ہے کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار آرام گاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور وسیلہ امر محبوب ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین نظم قرب الدیار یزید شوق الوالہ ۞ لاسیما ان لاح نور جمالہ و لبشر الہادی بان لاح النقا + و بدت علی بعد رؤس جبالہ + فہناک عیل الصبر من ذی صبرہ + و بدی الذی یخفیہ من احوالہ ۞ بیت چنین کہ رقص کنان گرم سرو مجنون

سه اے میرے رفیق یہی ہے مقام عقیق پس ٹھہر جا یہان اس حال مین کہ سرگردان ہے اگرچہ نہین ہے تو سرگشتہ ۱۲

سه یعنی نزدیک ہو جانا دیار کا بڑھاتا ہے شوق عاشق حیران کو خصوصاً اگر ظاہر ہو تو رجمال اوسکا بشارت دی رہنمائی کہ ظاہر ہوا اتھا یا ظاہر ہوئین دور سے چوٹیان وہان کے پہاڑونکی پس یہان سے جاتا رہا صبر صبر والے سے اور کھل گیا وہ کچھ چھپایا تھا اپنے احوال سے ۱۲

نگرز و ورنگاہش بمحمل افتادست + اور کیونکر ہو سکےگا اوس مشتاق سے کہ لقای حبیب کے شوق سے قدر منازل
طے کرتے سرحد قریب و منزل وصول کو پہونچا ہو اور مقام وصال مین پہونچنے سے پہلے کسی طرح پر مشاہدہ
در و دیوار آرام گاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کر جائے بیت دلی کہ عاشق صابر بود
مگر سنگست + ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست + اور اپنی عمر پر کسیکو اعتماد ہے شاید حرم
شریف مین پہونچنے سے پہلے موت آجائے بیت بدان کہ کعبہ نمایان شود زپا منشین کہ تیم
اگام جدائی ہزار فرسنگست + بارے اوسکے مشاہدے سے محروم نرہے اور جب مسجد
ذوی الخلیفہ تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہے پہونچے تو وہان ٹھہر کر دو رکعت نماز ادا کرے بشرطیکہ
جان و مال کیطرف سے بے کھٹکے ہو اور یہ علی جسکی طرف یہ کنوئین منسوب ہین مراد اوس سے حضرت امیر المومنین
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہین ہین یہ کوئی اور شخص تھا زمانے سابق مین اسیطرح وادی فاطمہ جو مکۂ
معظمہ کے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ کیطرف منسوب نہاین یہ کوئی اور فاطمہ ہین اور از جملہ
آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ مطہرہ اور منارے اور قبے نظر پڑین تو تعظیماً و اجلالاً اوتر پڑے اور
اپنے تئین سواری سے زمین پر گرادے اور اگر ہو سکے تو مسجد شریف تک پیادہ جائے نظم اہذی قبابہ
وہذی تیربہ + البشر فقد حصل الھنا والمطلت + البشر فقد حصل التواصل والقفنے + زمن الجفا
والوقت وقت طیب + والریح قد اھدت لنا من طیبہ +عرفا کنشر المسک بل ہو اطیب وادخل
بحجرۃ احمد قبیابہ + یا ذی الفقیر و تسجیر المذنب + حدیث مین آیا ہے کہ جب وفد عبد القیس
کی نظر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو قبل اوٹ بٹھانے
کے فوراً سب نے اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو
اس سے منع نہ فرمایا بیت واذا المطی بنا بلغن محمداً + فظھورھن علی الرجال حرام + شعر گو طاقت آنم
کہ بپا ین جا ویہ شوق رخسار ترا بینم و بیتاب نگردم اور از جملۂ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت

ف ۱ یہ قبے ہین اور یہ مدینہ ہے خوش ہو کہ حاصل ہوا مطلوب اور خوش ہو کہ حاصل ہوا کہ وصل اور گذر گیا زمانہ ظلم کا اور وقت
بہت اچھا وقت ہے اور ہوا نے ہمکو پہونچائی مدینے سے ایک خوشبو سے مشک کے بلکہ یہ خوشبودار تر ہے مشک سے داخل ہو
حجرۂ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیونکہ اونکے دروازے کے ساتھ پناہ لیتا ہے فقیر اور گناہگار ۱۲

ف ۲ یعنے جب کہ سواریون نے ہمکو پہونچایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اونکے پیٹھین اونکے بوجھون پر حرام ہین ۱۲

جب حرم شریف مدینہ سے مشرف ہو تو حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجکر یہ دعا پڑھے اللھم ہذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اللھم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارۃ نبیک ما رزقتہ اولیائک واہل طاعتک واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول اور عمدہ اسباب میں استغراق ظاہر و باطن ہے صلوٰۃ وسلام میں اور عظمت وجلالت عتبۂ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور اسوقت کے لوازم سے ہے فرحت وسرور اور شکر گزاری حقتعالی وتقدس کی کہ اوس مفضل منعام جلت نعمایہ وتعالت الایہ نے اپنے فضل وکرم سے یہ دن دکھایا اور بخت خفتہ کو جگایا شعر چندا روز سعادت چندا روز وصال + باغ من گل می کند امروز بعد از چند سال + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ اوس بلدۂ طیبہ مطیبہ مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ میں داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجا لاوے اور مسواک کرے اور جامہ لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کپڑوں میں سفید کپڑے کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور حلم ووقار سے آراستہ ہو اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام کرتے ہیں پرہیز کرے کیونکہ وہ خصوصیات مکہ معظمہ اور خواص حج وعمرہ سے ہے بعد اوسکے عظمت وجلال شناسان مصطفوے پیش نگاہ کرکے کمال خشوع وخضوع ظاہری باطنی کے ساتھ داخل بلدہ معظمہ ہو اور اسباب کو جانے کہ یہ وہ مکان ہے کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب مصطفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے اختیار کیا ہے اور جتنے فتوحات وبرکات عالم میں شائع وظاہر ہیں اون سب کا منبع ومنشا یہی ہے مکان متبرک ہے شعر ہر گل وسبزہ کہ در باغ نمودی دارد + آخر اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست + اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے کہ جسمیں حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقدام شریف چوے ہیں اور پائے مبارک اسپر رکھے گئے ہیں اور اوس زمین مقدس پر پانون رکھنے اور اوٹھانے میں ہیبت وسکینت کو دخل دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تھی اور جانے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہے کہ یہاں اونچی سواونچی شکل یہ قبح صوت وغیرہ کے حبط

لہ یعنی اے میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم پس گردان دے تو اسکو واسطے بچاؤ آگ سے اور پناہ عذاب اور برے حساب سے اے اللہ میرے دروازے رحمت اپنی کے اور عنایت کر مجھے اپنے نبی کی زیارت میں وہ کچھ عنایت کیا ہے تونے اپنے اولیا کو اور اپنے طاعت والونکو اور بخشدے مجھکو اور رحمت کر مجھپر اے بہتر سوال کئے گیوان سے ۱۲

عمل ہوتا ہے نظم[لہ] طابت بطیبک یثرب ترا ہا ۞ من اجل ذلک طیبہ سما ہا + وزہت[لہ] لوامع نورہا مع نورہ وہبت ریاض قبا بہا وقبا ہا + اناوفودک یا ختام الانبیا + جئنا لنفاقتنا وانت غناہا + جئنا الیک بضاعۃ قد ازجت فاقبل لنفا عیبنا ولا تخفا ہا + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر پناہ مین داخل ہونے کے وقت کہے بسم[لہ] اللہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ رب اور اورخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللہم انی اسئلک بحق السائلین علیک بحق ممشار ہذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ اخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تبعدنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور یہ دعا مسجد مین داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مین آیا کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ مین پڑھے اللہ تعالی ستر ہزار فرشتے اوسپر موکل کرتا ہے کہ اوسکے واسطے استغفار کرین اور رب العزت جل جلالہ ساتھ ہوتا ہے اور از جملہ آداب زیارت یہ کہ مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ صدر اسلام مین یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قصد تخلیہ کرتا تھا اوسپر واجب تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اوسکے ملازمت شریف مین حاضر ہوتا تھا چنانچہ آیہ کریمہ اذا[لہ] ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقہ اسپر دال ہے کہتے ہین کہ اول جسنے اس آیات پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور منسوخ ہوجانے اسکے وجوب کے استحباب اپنی جگہ پہ باقی رہا کہ وہ صفت لاپر مطلق صدقہ ہے اور حضرت علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی زیارت وفات کی بعد حکم ملازمت

لہ خوشبودار ہوگئی آپکی خوشبو سے یثرب اور سٹی اسکی اس جہت سے نام اسکا طیبہ ۱۲ لہ اور روشن ہوئی لوامع نوار آپکے سے ساتھ نور آپکے اور ترو تازہ ہوئی باغ قبون اسکے کے اور قبا اسکے کی ہم آپکے مہمان ہین اے خاتم الانبیا ہم آئے ہین محتاج اور آپ ہمارے غنا ہین لائے ہین ہم آپکے پاس کھوٹی پونجی بس آپ قبول کیجیے ہماری پونجی کو اور نہ پوشیدہ کیجیے اوسکو ۱۲ لہ یعنی شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے جو کچھ کہ اللہ نے چاہا نہین قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے رب داخل کر مجکو سچا داخل کرنا اور نکال مجکو سچا نکالنا اور کر دے مجکو اپنے پاس سے سلطان نصیر اللہ مجھے کافی ہے ایمان لایا مین ساتھ اللہ کے اور بھروسا کیا اوپر اللہ کے پھیر نہین حول وقت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے اللہ بیشک سوال کرتا ہون تجھسے بحق سائلین جو تجھپر ہے اور بحق اس راہ کے جو تیری طرف سے اسواسطے کہ مین نہین نکالا گیا ہون واسطے نافرمانی کے اور نہ دکھانے اور نہ سنانے کے نکالا گیا ہون واسطے ڈرنے کے تیرے غضب سے اور واسطے کہ تیری مرضی کو مین سوال کرتا ہون تجھسے ایسا تھا کہ تو مجھے دور رکھ آگ سے اور یہ کہ میرے گناہ بخشدے کہ بخشنے والا گناہونکا کوئی نہین ہے سوا تیرے ۱۲ لہ جب کانونین باتین کرو

رکھتی ہر حالت مین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور از جملہ آداب زیارت یہ ہر کہ قصد زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف مین داخل ہونیکو سب کامون سے مقدم رکھے اور پہلے اوس سے کسی کام مین مشغول نہوگا مگر وہ جو ضروری ہو کہ بغیر اوسکے خاطر مطمئن نہو اور دل اسطرف لگا رہے اور جب داخل ہو تو اس مکان کی عظمت وہیبت کے تصور سے اور اوسکے شرف وعزت کے ملاحظہ سے غفلت نہ کرے اور جانتا رہے کہ یہ مکان مہبط وحی اور منزل رحمت اور مقام عزت اور مسجد الانبیا سید المرسلین حبیب رب العالمین ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ واتباعہ اجمعین اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت تھوڑا سا وقفہ کرے گویا کہ اس جناب سے اندر حاضر ہونیکا اذن مانگتا ہے اور بعضے علما کہتے ہین کہ اسکی کچھ اصل نہین واللہ اعلم اور مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت پہلے داہنا پانون رکھے اور یہ دعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد مین داخل ہونے کے وقت مستحب ہے اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وبنورہ القدیم من الشیطان الرجیم بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہم صل علی سیدنا محمد عبدک ورسولک وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا اللہم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللہم وفقنی واعنی علی کل ما یرضیک ومن علی بحسن الادب السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یہ اس دعا کو مسجد مین آنے کے وقت اور اوس سے باہر جانے کے وقت ترک نہ کرے لیکن باہر جانیکے وقت وافتح لی ابواب فضلک کہے بجاے رحمتک کے اور کم سے کم جو اس مین کفایت کرتا ہے یہ کلمات ہین اعوذ باللہ بسم اللہ الحمد للہ السلام علی رسول اللہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد رسول ہے پس ایمان لاؤ تم اوس پر اور تصدیق کرنے کے صدق ۱۲ ف ا یعنی مین پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ بزرگ کے اور ساتھ اوسکی وجہ کریم کے اور ساتھ اوسکے نور قدیم کے شیطان راندے گئے سے ساتھ نام پاک اللہ کے نہین ہے حول و قوت ہر مگر ساتھ اللہ کے جو کچھ اللہ نے چاہا نہین قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اے اللہ تو رحمت بھیج اوپر ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہین اور اوسکی آل و اصحاب پر اور سلام بھیج بہت سلام بھیجنے کہ اے اللہ میرے بخشدے میرے گناہون کو اور کھولدے میرے واسطے اپنے دروازے رحمت کے اے اللہ میرے توفیق دے مجھے اور مدد کر میری ہر اس خیر پر جس سے تو راضی ہو اور احسان کر تو مجھ پر ساتھ حسن ادب کے سلام اوپر تمہارے اے نبی اور خدا کی رحمت اور خدا کی برکتین سلام اوپر ہمارے ۱۲ ف اور بندون اللہ کے جو صالح ہین ۱۲ ف کھول تو واسطے میرے دروازے فضل اپنے کے ۱۲ ف یعنی مین پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ کے سب تعریف اللہ کو ہے سلام اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام اوپر تمہارے اے نبی اور رحمت اللہ کی اور برکات اوسکی ۱۲

حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اس داخل ہونیوالے
کو چاہیے کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت و وقار اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد وغیرہ سے آنکھین چرائے
ہوئے جوارح کو فعل عبث سے بچائے ہوئے خاطر کو اور اشغال سے بچائے ہوئے عظمت محمدی اور
سطوت احمدی اپنے دل مین بٹھالے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور اعتقاد رکھے کہ سید الانس
والجان حبیب خالق کون و مکان علیہ الآف التحیۃ والسلام من الملک المنان موجود و حیات ہین اور
ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے ہین اور اگر اوسوقت کوئی شخص ایسا
سامنے آجائے کہ اوسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے چارہ نہین تو جہان تک ہوسکے اپنے تئین اوس
سے بچا جاوے اور چشم پوشی کیجاوے اور اگر ضرورت پڑجائے تو قدر ضرورت سے آگے نہ بڑھ جاوے
اور دل سے اوسطرف مشغول نہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو
اعتکاف کی نیت کرے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک
صحیح ہے اور فضیلت و ثواب حاصل کرنے کو کافی ہے اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ
ادب مرعی رہے اور سہل انگاری اسمین نہ کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا ہے
بعد اسکے روضۂ مبارک مین آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر کھڑے
ہوکر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اوسکی قرآت مین طوالت نہ دے فقط قل
یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد پر اکتفا کرے اور اگر جگہ آدمیونکی کثرت کی جہت سے پہونچ
نہ سکے تو اوسکے قریب کسی اور جگہ کھڑے ہوکر پڑھ لے اور اوسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی
ہو یا نماز فرض کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تو تحیۃ المسجد کے پڑھنے کے ساتھ مقید نہو کیونکہ یہ
غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہے اور بعد تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجالائے کہ اوس تقدس و
تعالی نے اس نعمت عظمی سے مشرف کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے
کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہے کہ کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہان سے مردود نا امید نہین پھرا
شعر حاشا دان یحرم الرجی امکارمہ + او یرجع الجار منہ غیر محترم + اور جیسا کہ کہا ہر ایک بزرگ نے نظم

ف۱ یعنی جب کوئی داخل ہو تم مین سے مسجد مین تو اوسکو چاہیے ہے کہ سلام کرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ۱۲ ف۲ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس محراب سے جو اس زمانے مین محراب نبوی مشہور ہے کچھ تھوڑا سا داہنے کو ہے ۱۲ ف۳ امید نہین ہے کہ
محروم رہے امیدوار انکی عنایات سے یا پھرے جیسا یہ اونکی جناب سے بغیر عزت پائے ۱۲

علی بابک العالی مددت ید الرجی	ومن جاء ہذا الباب لا یخشی الردا
سلام علی انوار طلعتک التی	اعیش بہا شکرا و افنے بہا وجدا
لعلک ان تعطف علینا بنظرۃ تری	ما بسر الوجد فینا و ما ابدا
و انت ملاذ العباد فی غایۃ المنی	و سید قدسا و من جارہ عبدا
و انت ارادتی و انت وسیلتی	فیا حبذا انت الوسیلۃ و القصدا

علماء کا اختلاف ہے کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کرنا بعضے مالکی زیارت کی تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر چہرۂ مبارک کے سامنے سے مرور ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہے اور اکثر علما کی نزدیک مستحب ہر تقدیر پر تقدیم تحیۃ المسجد ہے زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایکبار مین کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت و خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد مین داخل ہوا اور نماز پڑھی مینے عرض کیا نہین یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد مین داخل ہو اور نماز ادا کر اوسکے بعد ہمکو آکر سلام کر اور خلاف اوس سلام کے سوا ہین ہے جو آداب دخول مسجد سے ہے اسواسطے کہ وہ مقدم ہر تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدۂ شکر مین بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو یا پیچھے اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی نعمت تازہ سوا اون نعمتون کے جو متوالی و دائم ہین عنایت ہو تو جائز ہے اور اوسکے جواز مین علمائے حنفیہ کے روایات بھی آئے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل شریف سی بھی منقول ہوا ہی واللہ اعلم فصل بعد اسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کرچکے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو اور اللہ تعالی کی جناب سے رعایت ادب مین استعانت کرے کہ اوس مقام منیف اور موقف شریف مین بغیر اللہ تعالے کے مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہین اشعار

ترجمہ اوپر تمہارے دروازے عالی کے پھیلایا ہے مینے ہاتھ امید کا اور جو شخص آیا اس دروازے پر نہین ڈرتا سوال رد ہوجانیکو سلام ہو آپکے انوار طلعت پر ایسا انوار طلعت کہ زندگی کرتا ہون مین ساتھ اوسکے شکر کے اور جان دیتا ہون مین ساتھ اوسکے عشق کے شاید اگر تم پھیرو ہماری طرف کوئی نگاہ دیکھو تم جو چھپا ہے ہم مین جدا اور جو ظاہر ہے ۱۲ ترجمہ اور تم پناہ ہو غلام کی نہایت امید مین اور ایسے سردار ہو گیا وہ شخص کہ آیا اوسکے پاس غلام اور تم ارادہ ہو اور تم میرے وسیلہ ہو لیس کیا خوشی کی بات ہر کہ ۱۲

فلما اتینا قبر احمد لاح من سناہ ضیاء راغجل الشمس والبدرا + وقمنا مقاماً اشہد اللہ انہ + یذکرنا من فرط ہیبۃ الحشرا + وجینالہ فی شدت من نفوسنا + فجینا العسرا ولیسترنا الیسرا + ہو البحر الکن سلسبیل وان ترد + ترہ سلسبیلا الالم ینزل یدا + فیہدیک فی سبل العنایۃ والصلا الیہ یہ حتی تراہ انہ عہدا + ہو الکنز کنز اللہ بیت علومہ + ومن اودع الرحمٰن فی قلبہ سرا + اور جسقدر ممکن ہوسکے ظاہر و باطن میں خضوع و خشوع و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نکرے یہ البتہ ہے کہ سجدہ نہ کرے اور منھ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو شغل اسکے خلاف شرع امر ہوں اون سب سے اجتناب کرے اگرچہ ظاہر بینوں کی نظر میں وادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہوں بلکہ یقین اسبات کا رکھے کہ حقیقت ادب آپکی اتباع اور امتثال امر میں ہے اور جو اسبات سے نہیں وہ باطل ہے اور اگر کوئی امر غلبۂ حال و شوق سے پیدا ہو تو وہ بھی اگر لوگوں کے جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہے اور بعضے علما کو اسباب میں کچھ گفتگو ہے لیکن مفتی بہ اور مختار وہی ہے جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑے ہوا کرتے ہیں چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرلے اور مسمار فضہ کیطرف منھ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ اس زمانے میں کہ سن بارہ سو اسی ہیں مقابل چہرۂ مبارک میں ہیر دیوار حجرہ مبارک سے لٹکتے ہیں اور وہی مواجہہ شریفہ کی پہچان ہے اُنہی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ہوگی اب نہیں ہے اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف میں داخل کرنے سے پہلے قدما کے کھڑے ہونیکی جگہ اوس مقام کے اندر تھی جس مقام میں اب جالی شریف ہے اور وہ قبر مبارک سے تین چار گز فاصلے سے ہوگی اور اس زمانے میں زایرین شباک شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہیں بہرحال جالی شریف کی قریب کھڑا ہو یا دو

ترجمہ وسیلہ در قصیدہ ۱۲ منہ پس ہر گاہ کہ حاضر ہوئے ہم قبر شریف احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو ظاہر ہوا اونکی روشنی سے ایک چمک کہ شرمندہ کیا اوسکی شعشع بدر کو اور کھڑے ہوئے ہم ایسی جگہ کہ گواہ کرتا ہوں میں اللہ کو اسبات کا کہ وہ یاد دلاتا ہے ہمکو فرط ہیبت سے حشر کو اور آئے ہم واسطے اوسکے بیچ شدت کے اپنے نفوس سے پس گذرا تی ہم سبھوں نے سختی کے تئیں یہاں تک کہ آسان کر لیا ہم سبھوں نے آسانی کے تئیں وہ دریا ہے بلکہ سلسبیل ہے اور اگر وارد ہوگا تو وارد ہوگا تو سلسبیل کے تئیں تحقیق کہ وہ سلسبیل ہمیشہ فیض رساں ہے پس ہدایت کرتا ہے تیرے تئیں بیچ راہوں عنایت کی اور انعام کے پہونچنے والے ہیں طرف اوسکی ساتھ اسکے یہاں تک کہ دیکھے قرابت اسکی کے تئیں اونکا خزانہ اللہ کا گھر علموں کا اوسکے کا کوئی شخص ہے کہ امانت رکھی رحمن نے تئیں بیچ قلب اپنے کے پوشیدہ ۱۲ منہ کرمانی اعظم علما حنفیہ سے ہیں

ادب کو ہاتھ سے نہ دے اور یقین رکھے اس بات کا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اسکے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہین اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام عرض کرے السلام علیک ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالون مین لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہین اور مختار بعض سلف کا مثل حضرت عبداللہ بن عمر رضی وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار مقدار السلام علیک یا رسول اللہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شریف کو حاضر ہوتے کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ اور حضرت امام رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہین کہ کہتے تھے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور غالب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روزمرہ کی زیارت مین ہوگا یا تنگی وقت مین مثل اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے ورنہ اوس عاشق زار کو کہ یاد پر اشتیاق وسینہ پر از شکایت فراق ایک مدت جنگل وبیابان طے کر کے حبیب کے دروازے پہونچا ہو کب ہو سکتا ہے کہ اس مقدار قلیل پر اکتفا کرے بیت طے لسانی از خدا خواہم و روز محشری ؛ پیش تو اما بیان کنم حال شب و راز را اور اکثر علما نے تطویل وتکثیر کو اختیار کیا ہے اس واسطے کہ نبی کریم کے حضور مین کھڑا ہونا اور اوس جناب کے ساتھ مخاطب کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت ہے کما قال الشاعر شعر حمامۃ جرعی حومۃ الجندل اسجعی ؛ فانت بمرای من سعاد ومسمع ؛ اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت وخاتمیت مین سلام پہونچانے کی وصیت کی تو عرض کر دے اس عنوان پر کہ السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان سلم علیک یا رسول اللہ بعد اسکے داہنے طرف ایک گز شرعی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہو اور کہے السلام علیک یا ابا بکر الصدیق یا صفی رسول اللہ وثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرا السلام علیک یا عمر الفاروق الذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر السلام علیکما من فلان بن فلان

۱؎ اے کبوتر وطن جرعا کے جو ہالہ الجندل کی آواز کر اس واسطے کہ تو وہ ہے کہ سعاد تجکو دیکھتی ہے آواز تیری سنتی ہے مراد روضۃ الجندل نام مکان کا ہے اور سعاد نام معشوق کا ہے ۱۲ منہ ؎ سلام ہے تجپر اے ابوبکر صدیق برگزیدہ رسول اللہ کے اور ساتھی اونکے غار مین جزا دے اللہ امت محمد کیطرف سے بہتر جزا سلام تجپر اے عمر فاروق ایسے کہ غلبہ دیا اللہ نے بسبب اسکے اسلام کو جزا دے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے بہتر جزا اور سلام ہو تم دونون پر

اگر کسی نے وصیت کی ہو تو مواجہۂ شریف حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہو اور بطریق
سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل اور تشفع استمداد اور استغاثت مین نہایت تذلل و انکسار و خضوع
و خشوع بجا لاوے اور آثار سلف ہی ثابت ہی کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے ان اللّٰہ وملٰیکتہ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما[1] بعد اسکے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک
یا محمد تو فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہی کہ صلی اللہ علیک یا فلان[2] کوئی تیری حاجت وہ نہین ہے کہ آج بر نلائی
گئی ہو اور بعضے علمانی بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ ندا کرنے
مین نہی وارد ہی کہا ہی کہ اگر صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجاے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کہے تو اچھا ہی مین کہتا ہون کہ یا نبی اللہ کہے تو اچھا ہے کیونکہ نظم قرآنی کے ساتھ
موافق تر ہوگا بعد اوسکے اوپر کی طرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطوانہ
کے اسطوانہ پر کہ سر مبارک کیطرف پیٹھ ہوتے پائے قبلے کیطرف منھ کرکے کھڑا ہو جاوے اور حمد و
ثنا اور دعا اور درود و سلام مین مشغول ہو پھر روضہ مبارک مین آوے منبر شریف[3] کے پاس اور
دعا کرے کہ دعا اوس جگہ مستجاب ہی **فصل آداب اقامت مدینہ منورہ** مین از جملہ اون آداب کے یہ ہے
کہ مدینہ طیبہ مین جتنی مدت ٹھہرا ہو اوس مدت کو غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور
مسجد شریف کو انواع خیرات و صدقات و طاعات و صلوات کے ساتھ لازم سمجھے اور اوسمین تمسک
نہین ہو کہ اسقدر مسجد مین جو زمان نبوت مین تھی تخصیص طاعت کرنا افضل و اکمل ہوگا اور از جملہ
آداب اقامت مدینہ یہ ہی کہ اگر زایر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرہ مبارک سے نظر نہ اوٹھاوے اور اگر باہر ہو
تو قبہ مبارک پر کمال ہیبت و تعظیم و خضوع و خشوع سے نظر رکھے کہ قبہ مبارک پر نظر کرنیکا حکم اصحاب مین
حکم یعنی پر نظر کرنیکا ہے اور جو نورانیت اور ذوق قبہ مبارک کیطرف نظر کرنے سے عاشقان مشتاق اور
مشتاقان عاشق شہر کے باہر سے حاصل کرتے ہین اسکا دریافت کرنا موقوف ہے اوسی حالت پر
اسوقت اور کیفیت و ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہین **مصرع** ذوق این مے نشناسی بخدا
تا نچشی + اور جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ سے یہ ہی کہ ہو سکے مسجد شریف مین احیای لیل کو ہاتھ سے نہ دے

---

[1] تحقیق اللہ اور فرشتے اوسکے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے ای لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اور اوسکے اوپر سلام بھیجو سلام بھیجنا ۱۲ [2] رحمت کرے اللہ تجھپر اے فلانے شخص ۱۲ [3] یہ منبر جو مسجد نبوی مین اب بنا ہوا ہے اوسجگہ پہ جہان پر حضرت م
ولانے بیٹے فلانے سے ۱۲

اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اوس رات کی قدر شب قدر سے کچھ کم نہین بلکہ زیادہ ہے مصرع آن شب قدرے
کہ گویند اہل خلوت امشب ست شعر و کل اللیالی لیلۃ القدر ان دنت + لما کان یوم اللقا یوم جمعۃ نظم
سخن فی حضرۃ الحبیب بلوس + تفیلۃ ہذہ ولا منام + یا رسول الالہ انی محبت + فیک اللہ عاشق
مستہام + یا رسول اللہ انی منزل ونزیل الکرام لیس یضام + یا رسول الالہ انت رجائی وا ما مے
الرجا والامام + اور اگر وہان کی شب باشی کی اجازت لینے مین کچھ تردد و تذلل کی نوبت آوے
اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق پڑے تو اوسکو اپنی سعادت وقت اور شرف روزگار
سمجھے اور طوالی اور اغوات کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آوے کہ اوس جناب عرش مآب کے
خدام ہین اور یہ ادب دوسرا ہے از جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کہ ہر مدنی کی طرف اسمین خواہ چھوٹا
ہو خواہ بڑا ہو نظر عظمت و عزت سے نگاہ والے اسواسطے کہ ہر تقدیر پر اور ہر حال مین یہ لوگ
اس جناب کے ساتھ ایک نسبت و اضافت خاص رکھتے ہین شعر کفی شرفا انی مضاف الیکم +
وانی بکم ادعی وادعو واعرف + اور چاہیے ہر کہ اس رات مین کہ تمام عمر وہی ایک رات ہے سارے اپنے اعمال
و اشغال و ورد وہی کو ٹھہرائے اللہم صلی علی محمد و الہ صلواۃ انت لہا اہل وصل وسلم علیہ صلواۃ ہو لہا
اہل صلوۃ ناشیہ من عین السر الذی بینک و بینہ لا یعرف قدرہا الا انت والا ہو صلواۃ ہی معراج
قدرہ الیک وسمتہ النسہ لدیک اور اسقدر کیفیت و وجد بہم پہونچا کے کہ نیند اوسکے پاس پھٹکنے نپائے اور
حاشا و کلا کہ مشتاق جمال باکمال حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خبردار کو اوس درگاہ با عظمت
عزت و جلال مین نیند آئے مصرع قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا + شعر گفتی ام در خواب
روتا بینیش اندر خیال + این سخن بیگانہ را گو آشنا را خواب نیست + اور اوس صاحب
دولت کی خدمت مین جو سعادت و اقبال اوس شب وصال کا پاوے میری التماس
یہ ہے کہ اس فریفتہ جمال محمدی و شیفتہ کمال احمدی بیمار فراق سراپا

ف کا اصلی ہنر کہا تھا یعنی جسپر آپ جلوہ فرما ہوئے تھے ۱۲ ف ۱ اور ساری راتین شب قدر ہین اگر نزدیک ہو جیسا کہ ہو دن
ملاقات کا دن جمعے کا ۱۲ ف ۲ ہم درگاہ حبیب مین بیٹھے ہین بیداری ہو اور نہین ہے خواب اے رسول اللہ کے مین دوست رکھتا ہون آپکو قسم ہے خدا کی
عاشق شیدا ہون اے رسول اللہ کے مین آپکے یہان آکر اترا ہون اور مہمان آدمیون کے یہان اترنیوالا ذرہ نہین کہا جاتا اے رسول اللہ کی تو میری
امید ہو اور میرا امام ہو اور بہتر امام ۱۲ ف ۳ آغا یعنی خواجہ سرا ۱۲ ف ۴ کفایت کرتا ہے شرف کو یہ کہ میری اضافت آپکی طرف ہے اور مین ہون آپکو سبب پکارا گیا

اشتیاق کو فراموش نہ کرے اور اگر اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانہ کو یاد کرنا ضرور ہے شعر

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی		بیاد آر حریفان باد پیما را

کیونکہ اگر یاد کرو تو تمکو بھی اس دیوانے نے اپنے وقت مین یاد کیا ہے اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو اس جناب سے دریافت کر لو تاکہ تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان تھے اور کہان آ گئے الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ النشور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت سے نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور ہر اوس چیز سے جو ادب و اخلاص کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ مین رہے کہ مین ایک بڑے ادب کی جگہ مین حاضر ہون اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ مجالست اور مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا ہو ہمنشینی وہ اس سے چاہے تو اوسکو چاہیے کہ اپنے تئین اوس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑا دے اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے اللہم اغفر لنا و تقبل منا ما عملنا بفضلک و کرمک و اجبر ما فات عنا بعفوک و حلمک انہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جیسا بعضے عوام الناس تمر وغیرہ کھا کر گٹھلی مسجد ہی مین ڈال دیتے ہین ایسا نہ کرے اسواسطے کہ یہ فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور ہے اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہے اوس چیز سے جو اسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی ہے خس وغیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس ادب کا آداب زیارت کی کتابون مین شاید بملاحظہ عادات خلق ہوا ہو کہ اگلے زمانے مین تھی ورنہ فی زمانہ تو اسباب کا اثر بھی نہین ہے شاید اگلے لوگ اصحاب صفہ کے فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے کہ وہ حضرت رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الٰہی تھے مسجد ہی مین رہتے تھے اور مسجد ہی مین تمر وغیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے ہی سے اپنی جا نماز کسی خاص جگہ مین روضہ من ریاض الجنہ سے ڈال نرکھے اور لوگون پر جگہ کو تنگ نکرے بلکہ اوس مکان متبرک کی فضیلت جمع کرنے کی حرص رکھتا ہو تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے

ہو اور رعایت کیا گیا اور پہچانا گیا ۱۲ ۱ سب تعریف اللہ ہی کی ہے جسنے زندہ کیا مجھکو بعد اسکے کہ مردہ کیا مجھکو اور اوسی کیطرف پھر اٹھکر جانا ہوتا نہین کوئی لائق پرستش کے مگر اللہ اور محمد رسول ہین اسکے ۱۲ ۲ اے اللہ بخش دے ہمکو اور قبول فرما ہمسے جو عمل کیا ہمنے ساتھ فضل اپنے کے اور بخشش اپنے کے اور پورا کر دے اوس چیز کو جو فوت ہو گئی ہمسے ساتھ عفو اپنے کے اور حلم اپنے کے نہین کوئی معبود مگر تو پاکی ہے تجھکو تحقیق مین تھا

نہ یہ کہ مصلے ایک خاص جگہ پر ڈال دیا اور آپ تشریف لیگئے پھر جسوقت امام محراب مین کھڑا ہوا آپ تشریف لاکر اپنے مصلے پر نماز مین مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت و منع مین گفتگو ہے ملاہت ہے اور فتوی اسکی کراہت پر دیا ہوا اور اوسی کی حکم مین ہے وہ جو صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے آگے پہلے ہی سے منتظر بیٹھے ہین دفعۃً دوڑ پڑتے ہین اور پہلی صف مین جگہ گھیر کر اپنی اپنی جانمازین ڈالکر زیارت شریف کیطرف متوجہ ہوجاتے ہین اور آداب اور سکینہ ووقار کو کہ خصوصًا اس مسجد شریف مین داخل ہونیکا درکار ہے ہاتھ سے دیتے ہین بلکہ بعضے سادہ لوح غایت حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اوس فضیلت کے حاصل کرنے مین رکھتے ہین زیارت کو بھی مقید نہین ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو باستعجال تمام شعر حافظا علم وادب ورزکہ در حضرت شاہ + ہرکرا نیست ادب لایق قرب نبود شعر اولیوا التفس ایہا الاصحاب طرق العشق کلہا آداب + نعوذ باللہ من الجفوۃ والقلۃ ربنا لاتجعلنا من الغافلین + اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد مین تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اسکی حرمت پر ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ دفن کردینا تھوک کا کفارہ ہوجاتا ہے ڈالنے کا اوسکو بھی کہتے ہین کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ دفن ہمیشگی گناہ کو مانع ہے اوسوقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہے پہلے سے اور وہ حکایت جو رسالہ قشیریہ مین حضرت سلطان ابایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ ایک شخص کی زیارت کو تکلیف لیگئے تھے ناگاہ اوس شخص نے مسجد مین تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوے اور اسکی زیارت نہ کی مشہور ومعروف ہے یہ حکم سارے مساجد مین ہے چہ جای آنکہ مسجد خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین یہ ہے کہ بائین پانوں کی طرف ڈالے اور داہنی طرف سے احتراز کرے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول قرآن اور مہبط جبرئیل ہے ختم قرآن مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نہ کرے اور اگر ہوسکے تو کسی کتاب کی قراءت ومطالعہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے فضایل وشمایل پر مشتمل ہو اسکے ساتھ ختم کرے یا کسی سیر سے تاکہ صفات وفضایل نبویہ مکرر سنکر باعث شوق لقاے آن جناب و داعیۃ

عالموں نے ۱۲ ک ایک قسم ہے کھجور کی ۱۲ ف ادب والو نفس کو اے رفیقوں طریقہ عشق کے سب ادب ہین پناہ لیتے ہین اللہ کے ساتھ بیہودگی اور غفلت سے اے پروردگار ہمارے اگر دن ہمکو غافلوں سے ۱۲ ک سبکی اعاظم علماے شافعیہ سے ہین ۱۲

اور درود وتعظیم آن ختمی مآب علیہ الصلواۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر جانی اور از جملہ آداب یہ ہے
کہ جتنے ہو سکین مدت اقامت مین روزے رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور ہوا گرم تا کہ کچھ
شدت مدینہ منورہ کا مزہ چکھ لے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کی
زیارت کے زیارت بقیع کہ آل واصحاب کرام وازواج مطہرات وتابع وتبع اتباع وعلما وصلحاے
امت کا مرقد پاک ہے اور زیارت سید الشہدا عم النبی المصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد وزیارت آبار[لہ] وسائر امکنہ وآثار سید الابرار
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان اون مواضع اور احوال واخبار اون مواضع کا
پہلے ہو چکا ہے لیکن کلام اس مین ہے کہ زیارت بقیع کہ ہر روز بعد زیارت حضرت صلواۃ اللہ علیہ
وعلی آلہ کے جایا کرے یا فقط جمعے کے دن جیسا کہ اب جاری ہے امام نووی اور اونکے تابعین
استحباب پر ہین کہ زیارت بقیع ہر روز کرنا چاہیے اور بعضے علما اس کلام مین مناقشہ کرتے ہین
کہ اسکے واسطے کوئی دلیل مستند نہین ہے شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ زیارت
قبور سنت مؤکدہ ہے اور یہ شامل ہے ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہے کہ جمعے کے دن افضل واوکد ہوگی اور
از جملہ آداب یہ ہے کہ جس مرتبہ قبر مبارک کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جاے اور صلواۃ
وسلام آپ پر بھیجے اور اگرچہ ہو نکلنا دن بھر مین کتنے ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہین کہ اس
ادب کے ترک کرنے مین ایک شخص بزرگان قدیم مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی جناب سے خواب مین معاتب ہوے ہین اور مسجد کے اندر چاہیے ہے کہ جس مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ
الصلواۃ والتسلیمات پر سلام بھیجے اور بیٹھے اگر ہر مرتبہ مواجہہ شریف سے مشرف ہو کر طریق زیارت کی بجا لایا
کرے تو افضل واکمل ہوگا سارے مذاہب مین سواے مذہب امام مالک رحمۃ اللہ کے وہ کثرت سے زیارت کرنیکو
مستحب نہین رکھتے چنانچہ اوپر اسباب کیطرف اشارہ ہو آیا ہے اور خلاصہ سارے آداب کا یہ ہے کہ رعایت
تعظیم ومہابت واستغراق اور حضور اور شوق اور محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیونکو
غنیمت عظمیٰ جوارح کے ساتھ ظاہر وباطن مین اوسکے ساتھ غنیمت جانے مدت اقامت کی باعتقاد اسکے کہ خلاصہ
عمر بھی ایک زمانہ ہے تو جہاں تک اتم واکمل اور اوفق وافضل بجا لاے اور ایکدم نسبت توجہ وحضور سے غافل

لہ جمع بیر یعنی کنوان ۱۲

نہ ہو اور تعطش طلب اور تردد طرق ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر

تا دیدہ رخت عمرے سودای تو ورزیدم	فارغ ز تو کے باشم اکنون ترا دیدم

اور اگر اس جناب کی طرف سے جاذبہ عنایت قوی ہے تو ہرگز نہ چھوڑے گا کہ دوسری جگہ جاوے شعر

با آنچہ دلم قرار گیرد بے تو	آتش بمن اندر زن و آنگہ بستان

اور از جملہ آداب مہمہ کہ لوگوں میں بعضے عوارض کی جہت سے اوسکی رعایت میں قصور واقع ہوتا ہے یہ ہے کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور رعایت تعظیم میں علی حسب مراتبہم کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے تا بحدیکہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ و فضیلت زیادہ نہ رکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور سارے اقسام گناہ سے مطعون ہو اسواسطے کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت و بدعت سے زائل نہیں ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہیں کرتا شعر

قیاساً کنتی اکتناف طیبہ کلکم[۱]	الی القلب من اجل الحبیب حبیب

قطعہ رای المجنون فی البیداء کلبا + فمد لہ من الاحسان ذیلا + فلاموہ علی ما کان منہ + وقالوا لم سحبت للکلب نیلا + فقال دعوا الملامۃ ان عینی + رأتہ مرۃ فی حی لیلی[۲] مثنوی بود الفضولی گفت اے مجنون خام + اینچہ شید است این کہ می آرے مدام + پوز سگ دائم پلیدی می خورد + مقعد خود را بلب می استرد + عیبہای سگ بسے او بر شمرد + عیب دان از غیب بوی نبرد + گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن + اندر آنگر تشی از چشم من + کین طلسم بستہ مولاست این + پاسبان کوچہ لیلی ست این

اور وہ جو اس ادب واجب الاہتمام کی رعایت میں قدم رک جانے کی جگہ ہے یعنے شریفوں اور خادمان حرم کا حال ہے کہ بعضے بدعات اور تقصیرات کے ساتھ منسوب ہیں چاہیے یہ ہے کہ اونکی طرف بھی بنظر نسبت قرابت اور جوار شریف کے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے کہ سکیوں میں بدوں کا بھی حصہ ہے اور ملاحظہ سر اوسکا قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شان بدریین باوجود صدور بعضے تقصیرات کے بعضے اونکے سے غافل نہ ہے اور مخالفت کے بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتھ سے نہ دے اور گالی گلوچ اور سختی سے

[۱] پس اے رہنے والو گرد و پیش مدینہ کے قسم ہے طرف قلبہ کے سب حبیب کے حبیب ہو ۱۲

[۲] دیکھا مجنوں نے بیابان میں ایک کتے کو پس پھیلایا واسطے اوسکے احسان سے دامن پس ملامت کیا اسکو لوگوں نے اوپر اوسکے کہ ہوا اوس سے اور کہا لوگوں نے کہ کیوں پھیلایا تو نے کتے کو پس کہا اوس نے چھوڑ دو ملامت کو تحقیق میری آنکھ نے دیکھا ہے اسکو ایک مرتبہ کوچہ لیلی میں ۱۲

اپنے تئین باز رکھو اسواسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہوجانے کے بھی بعضے احکام سے مثل استحقاق
ارث اور صحت نسبت کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت صدیق اور فاروق اور
دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اوس چیز مین کہ اونکے حق سے متعلق ہے
سوا عفو کر دینے کے اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھہ
اور حق کو اہل حق پر چھوڑ اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران اہلبیت نبوت و رسالت مین
درکار نہو کہ جنکے ظاہر کرنیکی طرف ارادہ الٰہی جل جلالہ متوجہ ہے تو پھر اس سے اور کونسا محل ہوگا
اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے اس آیہ سے ایسا سمجھا ہے کہ اہلبیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا
سے انتقال نہ کریگا جب تک نجاست معنوی سے پاک نہووے گا خواہ اسکا سبب لحوق مرض ہو
خواہ اور کوئی امر صعب مکفر سیئات تہ ترجمہ ہے کلام بعضے علماء ملکہ معظمہ کا اس کتاب جو آداب
زیارت مین تصنیف ہوئی ہے بعبارت اور کلام سمہودی وغیرہ اس ادب کے محل رعایت
مین اسکے ساتھ موافق ہے واللہ اعلم **فصل** جب کہ زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ و
السلام اور زیارت مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کرکے اپنے وطن کیطرف
پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے کہ پہلے وداع مسجد نبوی کیطرف مشغول ہو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام مین یا دوسری جگہ اسکے قریب نماز پڑھے اور دعا کرے بعد اسکے
قبر مطہر کی طرف جسطرح کہ آداب زیارت مین متوجہ ہو اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہونے
کی دعا اپنے حق مین اور اپنے عزیز و قریب و دوستون کے حق مین مانگے اور اللہ تعالی سے قبولیت حج و
زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت
کے ساتھ وطن کو پہونچاوے اور لڑکون بالون کو اچھی طرح سے دکھاوے اور یہ دعا پڑھے اللّٰھم انا نسالک فی سفرنا ھذا البر
والتقوی ومن العمل ما ترضی اللھم لا تجعل ھذا آخر العھد بنبیک و مسجدہ و یسر لی العود الیہ والعکوف لدیہ وارزقنی العفو
والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ وردنا الی اھلنا سالمین غانمین آمین ۔ اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اوسوقت رولائی آوے

ف ۱ یعنی اے اللہ ہم تجھسے مانگتے ہین اس سفر مین نیکی اور تقوی اور عمل ایسے کہ وہ عمل تو دوست رکھتا ہے تو اور آسان
کرے ہم پر سفر اور نہ کرا اوسکو آخر عہد ساتھ اپنے نبی اور مسجد نبی اور حرم نبی کے اور آسان کر دے میرے واسطے پھر یہان حاضر ہونیکو
اور یہان حاضر رہنے اور عنایت کر مجھے عفو اور عافیت دنیا و آخرت مین اور پہونچا ہمکو ہمارے اہل و عیال تک صحت و سلامت سے ۱۲

بلکہ گریہ وزاری ساری اوقات مین باعث ذوق ونشان امیدواری ہے مثنوی این دو علم یا غنیمت
وچشم ابر وش + ہر کرا بہ باغ خندد وشاد وخوش + ذوق خندہ دیدۂ اے خیرہ خند + ذوق گریہ
بین کہ ہست آن کان قند + روشنی خانہ باشی ہمچو شمع + گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع +
تانگرید ابر کی خندد چمن + تانگرید طفل کے یابد لبن + اور اگر رولائی غلبہ نہ کرے تو اپنے تئین رولانے
مین سعی وکوشش کرے کچھ مضامین دردانگیز یاد کرے اور روئے کہ اس مقام مین رونا ہر وجہ سے
علامت قبولیت ہے اگر تھوڑا سا سررشتہ محبت اور علاقہ دوستی کیطرف رکھتا ہوگا تو رولانے
کیطرف احتیاج نہ پڑیگی بیت دلی از سنگ بباید بسر راہ وداع + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود
نظم اخون الی زیارتہ جے بیلے + وعہدی زیارتہا قریب + وکنت اظن قرب الدار یطفی +
لہیب الشوق فازداد اللہیب + بعد اوسکے اسی طرح روتا ہوا اوس درگاہ عالیجاہ عالم پناہ
کی مفارقت اور اون مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت وغم کھاتا ہوا بغیر اسبات کے پچھلے پانون
چلے بلکہ جسطرح چلا کرتے ہین چلے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت مین وداع کے
وقت پچھلے پانون چلنے کو کسینے آداب مین سے نہین گیا بخلاف وداع بیت اللہ شریف
کے کہ وہان وداع کے وقت سنت یہ ہے کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پانون چلے
اسواسطے کہ ثابت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے
کے وقت اسیطرح چلے تھے اور کسیجگہ منقول نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
مین وداع کے وقت صحابہ کرام اسطرح کرتے ہین واللہ اعلم اور چاہیے کہ وداع وقت جسقدر ہو سکے
صدقہ دیکر مین قصور نکرے اور اکثر علما اسبات ہین کہ خاک مدینہ مطہرہ سے اینٹ وپتھر وصراحی و
کوزہ وغیرہ ساتھ نہ لے مگر علماء حنفیہ اور بعضے شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہین بہرحال کچھ ہدایا مثل کھجور وپانی
وغیرہ کے کہ جس سے اہل وعیال ودوست آشنا خوش ہون ہمراہ لیلی تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ اوس
مین تکلف کو دخل دے اور سفر سے آتے والی کو اہل وعیال کیواسطے ہدیہ ساتھ لانی مین آثار بولدہ واخبار
صحیحہ وارد ہوے اور مراجعت کی جتنے آداب کہ باب رجوع من السفر مین آگے ہین اون سبکی رعایت کرے

ف ۱۵ ناکہ کرتا ہون مین طرف زیارت کو چہ لیلی کے اور عہد میرا اوسکی زیارت سے قریب ہے اور تھا مین کہ گمان کرتا تھا
اسبات کا کہ قریب دار بجھادیگا آتش شوق کو پس زیادہ ہوگئی بھڑک ۱۲

اور جب اپنے شہر کے پاس پہونچے تو یہ دعا پڑھے اللھم[۱] انی اسئلک خیرہا وخیر اہلہا ما فیہا واعوذ بک من
شرہا وشر اہلہا وشر ما فیہا اللھم اجعل لنا قرارًا ورزقنا حسنا اور جب شہر مین گھسے تو پڑھے الا الٰہ الا اللہ[۲]
وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا
حامدون لا آلہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شئی بعدہ
اور چاہیے کہ اپنے گھر مین پہونچنے سے پہلے لڑکے بالونکو اپنے صحیح وسالم پہونچنے کی خبر پہونچا دے
اور یکایک نہ چلا جاوے اور رات کو نہ آوے اور بہت اچھا وقت آنیکا وقت چاشت ہے آخر دن تک
رات داخل ہونے سے پہلے اور گھر مین داخل ہونے سے پہلے مسجد مین جاے اور دو رکعت نماز پڑھے
اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت وسلامت کے ساتھ پہونچنے کا شکر نعمت بجالاوے اور
کہے الحمد للہ[۳] الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات اور جو سامنے پڑجاوے اوس سے مصافحہ کرے اور
معانقہ بھی کرے تو جائز ہے اگر امرد نہو نقل ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ اوستاد امام شافعی رحمہما
اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ نے اونسے
مصافحہ کیا اور فرمایا کہ مین معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا حضرت سفیان رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ
معانقہ کیا اوس شخص نے جو ہمسے تمسے دونون سے بہتر تھا معانقہ کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور اونکا بوسہ لیا جس زمانہ مین کہ حبش سے
آئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا وہ مخصوص جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمۃ اللہ نے فرمایا
نہین عام ہے حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صالحین مین سے ہون اور فرمایا کہ تم مجھے
اذن دیتے ہو کہ تمہاری مجلس مین حدیث بیان کرون حضرت امام مالک رحمۃ اللہ

---

۱ اے اللہ تحقیق کہ مین سوال کرتا ہون تجھسے نیکی شہر کی اور نیکی رہنے والے اوسکے کی اور نیکی اوسکی کہ بیچ اوسکے ہے اور پناہ مانگتا ہون
مین ساتھ تیرے برائی اوسی شہر اور برائی رہنے والے اوسی شہر کے اور برائی اوس چیز کے بیچ اوسکے ہے اے اللہ کر دے تو واسطے ہم سبھون کے
اوسی شہر کو جگہ ٹھہرنے کی اور روزی دے ۱۲ ۲ نہین کوئی معبود سواے اوسکے کہ وہ ایک ہے اور نہین کوئی شریک اوسکا واسطے اوسکے
ملک ہے اور واسطے اوسکے سب تعریف اور وہی اوپر ہر چیز کے قادر ہے رجوع کرنیوالے ہین ہم توبہ کرنیوالے ہین اپنے رب کو تعریف
کرنیوالے نہین کوئی معبود مگر اللہ اکیلا سچا ہے وعدہ اوسکا اور مددگار ہے بندہ اپنے کا اور شکست دے گروہ کفار کو مدد دی لشکر کے اور
غالب کیا گروہ اپنے کے تئین نہین ہے کوئی چیز بعد اسکے ۱۲ ۳ سب تعریف واسطے اللہ کو ہے ایسا اللہ کہ ساتھ نعمت

نے فرمایا ہاں بیان کرو میں نے اذن دیا پس حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حدیث بیان کی اوس سند سے جو اپنے نزدیک رکھتے تھے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ نے سکوت فرمایا بیان پر حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہے ظہور تصویب قول سفیان رحمۃ اللہ پر جب تک کہ کوئی دلیل قایم ہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام انتفاضی اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے پر حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر سے پھر کر آئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے اور ردا ومبارک کھینچتے ہوئے چلے اور پہونچکر اونسے معانقہ کیا اور اونکی دونوں آنکھونکے درمیان میں بوسہ لیا کذا قال بعض المالکیہ اور اگر کسی عالم یا صالح شریف سے ملاقات ہو تو اوسکے ہاتھونکو چومنا بھی درست ہے اور منھ چومنا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی اور اوسکے سارے اعضا کا اگرچہ وہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہے اور جب گھر کے اندر داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا وظیفہ شکر و دعا و حمد و ثنا ادا کرے بعد اوسکے اپنے اہل و عیال سے ملے گھر سے باہر نکلکر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اوس سے آکر ملیں پس جو شخص ملاقات کو آوے اوسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف و شفقت و تواضع سے پیش آوے اور دعا کرے خصوصاً شہر میں آتے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دعا مسافر کی خصوصاً حاجی کی اپنے شہر میں پہونچنے سے پہلے مستجاب ہے اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف و مزامیر کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگوں کے یہاں بجا کرتے ہیں منع کرے اور خلاصہ ساری آداب کا اور روح ساری مناسک کی اور عمدہ سارے افعال میں اور افضل سارے اوضع سے یہ ہے کہ اوس سفر مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر و باطن کی نیکیاں حاصل کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہیں کہ علامات حج مبرور سے یہ ہے کہ جیسا کیا تھا اس سے بہتر پھرے دلیل اسپر اور علامت اسکی یہ ہے کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا اور اہل دنیا سے سرد دلی اور محبت آخرت پر گرمی پیدا ہو الحذر الحذر سے کہ پھر گناہونکی گرد پھرے اور بے قیدی کرے فان النکسۃ اشد من المرض نعوذ باللہ من الحور بعد الکور اور اگر بعض ابواب خیر میں اپنے پروردگار سے عہد کرے اوسکی وفا کرنیکو لازم سمجھے کہ خدا سے نقض عہد کرنیکا انجام اچھا نہیں

اسکی کے اور جلال اوسکی تمام ہو جاتی ہیں صالحات ۱۲ سلہ ۱۵ اسواسطے عود کا کرنا بہت سخت ہے مرض سے درپناہ مانگتا ہوں نیستی بعد کی نقصان سے ہو ۱۲

فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاہد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما ومن اللہ التوفیق

باب ستر ھوان

ذکر فضائل درود مین اور جو کچھہ اوس سے متعلق ہی چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت احمدی درود ہی حضرت سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک المنان کے حضور مین اسواسطے اوسکے فضائل وثمرات واحکام واوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلون مین تفصیل پاتا ہی وباللہ التوفیق **فصل** جاننا چاہئے کہ درود کے فوائد جو حصر سے باہر ہین انکا ضبط کرنا زبان قلم سے ہو نہین سکتا لیکن بعضے علما وحفاظ حدیث کے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ وروایات حسنہ سے اونکے نزدیک ثابت ہوتے ہین اون سبکو ضبط کیا ہی اور سلک مین پرو دیا ہی بعضے اون فوائد مین سے نتیجہ اصل درود ہین اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہین اور بعضے کسی خاص کیفیت کے اثر ہین اور بعضے کسی ایک معین کے ساتھہ خاص ہین اور بعضے ایک حالت خاص کو لازم ہین اور انمین سے کچھہ کچھہ اس کتاب مین مذکور ہوئے ہین واللہ الموافق ازجملہ فوائد درود امتثال امر الٰہی ہے اور موافقت اوس جناب کے ساتھہ اور اسکے ملائکہ کے کیونکہ اللہ تعالی وتقدس نے فرمایا ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور ازجملہ فوائد درود یہ ہے کہ جو کوئی آدمی ایک درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالے اوسکے بدلے مین دس رحمتین اوسپر اوتارتا ہی اور دس درجے اوسکے بلند کرتا ہی اور دس نیکیان نامہ اعمال مین لکھہ دیتا ہی اور دس گناہ اوسکے مٹا دیتا ہے اور بعضے احادیث مین واقع ہوا کہ دس گردنین آزاد کرنے اور بیس غزوے کے برابر ہوجاتا ہی اور ازجملہ فوائد یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کی دعا قبول ہوتی ہی اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسکے حق مین واجب ہوجاتی ہی اور ازجملہ اسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہی اور قیامت کو دروازہ جنت پر دونکا شانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے بھڑ جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب سے پہلے پہنچیگا

جو عہد زیادتی کے ۱۲ پس جس نے عہد توڑا پس سوا اسکے نہین کہ عہد توڑا اوپر جان اپنی کے اور جس نے وفا کی ساتھہ اوس چیز کے کہ عہد کیا ہی اوپر اسکے اللہ سے شتاب دیگا اوسکو ثواب بڑا ۱۲ یعنے تحقیق اللہ تعالی اور اوسکے فرشتے درود بھیجتے ہین نبی پر اے ایمان والون تم درود بھیجو اوسپر اور سلام بھیجنے کر ۱۲

اور اوس شمار کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے سارے امور کے متولی ہوجائینگے اور از جملہ
اوسکے یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور ساری حاجتین بر آتی
ہین اور سارے گناہ بخشے جاتے ہین اور ساری برائیوں کا کفارہ ہو جاتا ہی اور ایک قول پر جتنے
فرض کہ فرض ہو گئے ہون اونکا بھی کفارہ ہو جاتا ہی اور صدقہ کی جگہ پر قائم ہوتا ہے بلکہ ایک
قول اوس سے افضل ہی اور از جملہ اوسکے یہ ہی کہ درود پڑھنے کی وجہ سے کرب جاتا ہے اور بیماری
سے شفا پاتا ہی اور خوف وجزع دور ہوتا ہی اور متہم کا بری ہوتا کھل جاتا ہے اور دشمنون پر
فتح پاتا ہی حقتعالی راضی ہوتا ہی اور اوسکی محبت دل مین پیدا ہوتی اور فرشتے اوسکے حق مین دعا
کرتے ہین اور عمل ومال اوسکی برکت سے پاک ہوتا ہی اور بڑھتا ہی اور صفائی قلب اور فراغبالی اور
ساری امور مین برکت حاصل ہوئی ہی حتی کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین
چوتھے طبقے تک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اوسکے ہی اہوال قیامت سے نجات پانا اور
سکرات موت کی آسانی ہونا اور مہالک دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور
فقر وحاجت کا دور ہو جانا اور اقسام بخل وجفا وعار زعم الف سے سالم رہتا اسواسطے کہ حدیث
شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے بخیل ہے اور گویا کہ اس نے
جفا کی مجھپر اور اوسپر دعا کیجاتی ہی رغم الف کی یعنی خاک مین ملجانے ناک کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
از جملہ اوسکے مجلس کا پاک ہو جانا اور گھیر لینا رحمت کا اس مجلس کے بیٹھنے والونکو اور نور بڑھ
جانا صراط پر اترنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اوس حال پر آفات مین اور
اوس سے نجات پانا طرفۃ العین مین برخلاف حال ان لوگون کے جو درود کے تارک ہین اور
سارے فوائد درود سے اعظم واتم ذکر آنا اے درود بھیجنے والے کا حضرت سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین شعر لک البشارۃ فاخلع ما علیک لقد ٭ ذکرت ثم علی ما فیک
من عوج بیت جان میدہم درد آرزو کہ قاصد آخر باز گو ٭ در مجلس آن نازنین حرفی کہ از ما میرود٭
اور از جملہ اوسکے ہے زیادہ ہو جانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور
آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور متخیل ہو جانا خیال کا آنکھ کا مین کہ اکثر درود کو

---

[۱] تجکو خوشخبری ہی پس اتار اوس قوجہ کو جو تجھ پہ ہی کہ تحقیق یاد کیا گیا تو اوس دربار عالی مین باوجود کجروی کے جو تجھ مین ہی ۱۲

مین کہ اکثر درود کو لازم ہی مگر وہ درود جو بہ صفت حضور ہو تو جہ متصف ہو اللہم صل وسلم علیہ شعر
وشق عن قلبی ترای وسطہ + ذکرک فی سطر والتوحید فی سطر + اور از جملہ اسکے ہے محبت کرنا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے ساتھ اور مصافحہ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سے
قیامت کے دن اور زیارت کرنا اوسکا جمال جہان آرائے محمدی کو خواب مین اور محبت
کرنا فرشتونکا اسکے ساتھ اور مرحبا کہنا فرشتونکا اوسکے واسطے اور لکھنا اونکا اسکے درود کو سونے
کے قلموں سے چاندی کے ورقون پہ اور دعا اور استغفار کرنا انکا اسکے واسطے اور
پہونچانا ملائکہ سیاحین کا اسکے درود کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے
کہ فلان بن فلان مثل کمترین بندگان عبد الحق بن سیف الدین تسلیم علیک یا رسول اللہ و
کمترین غلامان عبد الحق بن غلام رسول تسلیم علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد صلوٰۃ وسلام سے
مشرف ہوتا ہی شرف رد سلام سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہی اور کون سی
سعادت اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے خیر وسلامت اوسکی شامل حال ہو
اگر تمام عمر مین ایکبار بھی ہاتھ لگے تو ثمر خیر وسلامت اور سو ہزار کرامت کا موجب ہی بیت پھر سلام
نکن رنجہ در جواب آن لب + کہ صد سلام مرا بس یکی جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل
ہونا یقینیات اسواسطے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہے اور یہ بھی ثابت
ہے کہ جواب سلام سنت ہی بلکہ فرض ہی ضرور ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت
سنیہ کے ادا فرمانے مین موافق اپنی خصلت کریمہ کے کان بیادہ بالسلام مروی ہی مبادرت
اور مسارعت فرماتے ہونگے اور اسبات سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہی کہ زیارت کرنیوالا وقت
زیارت کے سلام عرض کرنے سے پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہی اور بعد سلام کرنے کے
پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہی اور از جملہ فوائد درود ہی تین روز تک باز رہنا فرشتونکا اوسکے
گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا انکا آدمیونکو اسکی غیبت سے اور آنا اوسکا قیامت کے دن عرش کے سایے مین
اور اوسکی ترازو اعمال کا بھاری ہوجانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت مین بہت سی حورین
پانا اور مشتمل ہونا درود کا ذکر وشکر ومعرفت حق نعمت منعم جل سلطانہ پر اور اظہار عجز ہونا اوسے حق رسالت سے

لہ یعنی اگر پھاڑا جاے میرا دل تو دیکھے تو اسکے درمیان اپنا ذکر ایک سطر مین اور توحید ایک سطر مین ۱۲

کیونکہ درود مین طلب و سوال توہی حقتعالی ہی حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت و ثنا کے ساتھہ اور اس مین کچھ شک نہین کہ حقتعالی و تقدس اپنے بندے سے اس سوال و طلب کو دوست رکھتا ہے اور جب کہ بندے نے اپنی رغبت و سوال و طلب کو خدا و رسول کی خوشی کے امر مین صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی کے امور پر غالب رکھا تو ضرور ہے کہ مستحق جزار کامل اور فضل خاص کا قابل ہوگا اور حاجتین بر آتے اور مشکلین آسان ہوجانی کا سبب یہی ہے جو مذکور ہوا فافہم و باللہ التوفیق اور مکرر حاصل ہوناذکر خدا کا ضمن درود مین ظاہر ہی کیونکہ اکثر صیغے درود کے مشتمل ہین اسم مبارک اللھم پر کہ مرات ملاحظہ جمیع اسما و صفات ہے حسن بصرے رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سی نقل ہی کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی و تقدس کو لفظ اللھم کے ساتھہ کرے تو اوسنے گویا سارے اسماء حسنی کے ساتھہ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہی کہ اس عبادت کے پڑھانی اور اوسکے اختیار کرنی مین اور اعمال مین تقصیر نہ کری اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اوس سے ہوسکے اور اسپر آسان ہو روزمرہ کا ورد ٹھہرائی وارد ہوا ہی کہ خیر العمل ادومہ و ان قل[۱] خیر من کثیر منقطع اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر اسقدر نہو تو پانسو پر اکتفا کرے اور یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیا کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہے اور بعضون کا دو سو صبح و شام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور چاہیے کہ کچھہ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود پڑھنے کی عادت ڈالتا ہے تو اوسپر آسان ہوجاتا ہی اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ ایک ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہے اور جب اسکی حلاوت و لذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین پہونچے تو اس کی قوت و قوام روح اسی سے ہوگی فذکر الحبیب للمریض طبیب[۲] اور بڑا تعجب ہے اس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ مجمع انوار و برکات اور مفتاح ابواب جمیع خیرات و سعادت ہی صرف نہ کری اور قول حضرت سرور انبیا صلے اللہ و آلہ وسلم کا اذن

[۱] یعنے بہتر عمل کا وہ ہی جو ہمیشہ ہوا اور تھوڑا عمل ہمیشگی کے ساتھہ بہتر ہے اوس بہت سے جو چھوٹ جائے ۱۲

[۲] پس ذکر حبیب کا واسطے مریض کے طبیب ہے ۱۲

[۳] اسوقت کفایت کرتا ہے تیرے غم کو ۱۲

یکفی ہمک اس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اجعل لک صلوٰتی کلہا اور قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا لولا احد مانی ذکر اللہ لجعلت الصلوٰۃ النبویہ عبادتی کلہا اسباب مین کافی ہو اور سلوک والون کو اس ورد آگر آنے مین فتوحات عظیمہ حاصل ہوتی ہین اور بعضے مشائخ فرماتے ہین کہ جب شیخ کامل مکمل کسیکو ہاتھ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک پاسانی پہونچیگا اور یہی درود اور اوسکا توجہ اس جناب کی طرف اسکی ترتیب اور تہذیب کریگا اور درگاہ خداوندی تک پہونچاویگا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے مشرف کریگا اور وصیت کرتے تھے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرأت قل ہو اللہ احد کو کثرت درود کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ قل ہو اللہ احد پڑھنے سے ہمنے خداے واحد کو پہچانا اور کثرت درود سے ہمنے صحبت رکھی ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے تھے کہ جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے گا وہ سوتے جاگتے آپ کی زیارت سے مشرف رہیگا جیسا کہ نقل کرتے ہین شیخ کامل امام علی متقی حکم کبیر مین حضرت شیخ احمد بن موسیٰ متشرع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشائخ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہین کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل معرفت الٰہی یہ ہے کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت درود سے ایک نور عظیم باطن مین پیدا ہوگا کہ رہنمائی اوسکی کریگا اور اوس جناب ملایک مآب سے بے واسطہ فیض اس تک پہونچائیگا اور خلاصہ طریق شاذلیہ کا جو ایک شعبہ ہے طریقہ عالیہ قادریہ کا یہی ہے کہ بوسیلہ التزام متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہین فسددوا واجتہدوا من اللہ الاعانۃ والتوفیق فصل سخاوی اور بعضی محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے ہین کہ محمد بن مطرب ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اونکے گھر مین تشریف لیگئے اور اپنے جمال باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہین کہ ادھر لا اپنا منھ جس سے درود پڑھا کرتا ہے ہم اوسکا بوسہ لین کہتے ہین کہ مجھ کو شرم آئی کہ دہن مبارک سے اپنے دہن نالایق کو ملاؤن تو اپنا رخسار

۹۱ کرونگا مین واسطے آپکے اپنی ساری دعا ۱۲ ۹۲ یعنی اگر نپاتا مین وہ چیز کہ خدا کے ذکر مین ہو تو کردیتا مین صلوٰۃ نبویہ کو اپنی عبادت ۱۲ ۹۳ پس سعی اور کوشش کرو تم اللہ سے ہے مدد دینا اور اسباب خیر کا مہیا کرنا ۱۲

آپکے دہن مبارک کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر مین مینے مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارہ سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہین گئی اور شیخ احمد بن ابی بکر بن رداد صوفی محارث اپنی کتاب مین شیخ مجدالدین فیروزآبادی سے ساتھ اون اسانید کے جو اون کے نزدیک معتبر ہین روایت کرتے ہین کہ اقلیشی نے کہا ہے کہ ایک روز شبلی ابو بکر مجاہد کے پاس آئے ابو بکر اونکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی ایسا کچھ اس شخص کے ساتھ آپ نے کیا اور حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین فرمایا یہ کچھ اوسکے ساتھ مینے نہین کیا بلکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر مینے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ اوسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اوسکے ساتھ معانقہ فرمایا اور اوسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ پڑھا کرتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم اور بعد اوس کے مجھپر درود بھیجتا ہے اور بھی اوس کتاب مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسایہ مین مرگیا تھا اوسے مینے خواب مین دیکھا مینے کہا کہ خدا ے تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا اس نے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھکو بڑی وقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ سزا اوسکی ہے کہ جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اوس نے حجت ایمان مجھے یاد دلائی مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہے کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خدا ے تعالی نے

۱؎ تحقیق آیا ہے تمھارے سے مشاق ہے اوپر اوسکے یہ کہ ایذا مین پڑو تم حرص کرنے والا ہے اوپر بھلائی تمھاری کے ساتھ مسلمانون کے شفقت کرنے والا مہربان ہے ۱۲

انکی کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا ہی کہ ہر شدت و کرب مین تیری اعانت کرون اور
یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی ہے ذکر شبلی اور اونکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہے اور بھی اوسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ
حقتعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اتارون ایک دانہ زمین سے
نہ اوگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہان تک فرمایا کہ اے موسے تو
چاہتا ہی کہ مین تجھسے قریب تر ہو جاؤن اوس قریب سے جو تیرے کلام کو تیری زبان
سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن
سے ہے اور تیری نگاہ کو تیرے آنکھ سے ہے اونھون نے عرض کیا کہ ہان یا اللہ مین
چاہتا ہون فرمایا پس تو بہت درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا کہ تجھے یہ نسبت حاصل
ہوجاے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا ہے
موسی تو چاہتا ہے کہ قیامت کی پیاس سے محفوظ رہو اونھون نے عرض کیا ہان یا اللہ مین
چاہتا ہون فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت کی اسکو حافظ
ابونعیم نے حلیہ مین اور بھی اوسی کتاب مین مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر درود بھیجنا گناہونکو ایسا مٹاتا ہی کہ پانی آگ کو نہین بجھاتا اور آپ پر سلام بھیجنا افضل
ہے گردنون کے آزاد کرنے سے اور آپ کے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے خدا کی راہ
مین تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابوالقاسم اصفہانی نے اور وہ بھی وہی روایت
لاتے ہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
دو مسلمان آپس مین ملاقات کے وقت مصافحہ کرین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پر درود بھیجین تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو دونون کے سارے گناہ
اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہین روایت کی اسکی حافظ ابن علی بشکوال نے اور بھی حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا جو شخص محبت الاسلام سے مشرف ہو اور بعد اوسکے ایک غزوہ کرے تو چار سو حج کے برابر ہوگا پس جو لوگ ایسے تھے کہ اُنکو استطاعت حج اور قوت جہاد نہ تھی اسبات کے سننے سے دل اونکے ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تمپر درود بھیجے گا اوسکو چار سو غزوے کا ثواب ملیگا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر نکلا ہے اسکو ابو حفص بن عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ مین اور بھی اوسی کتاب مین فصل احادیث خضر و الیاس علیہم السلام مین لاتے ہین شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے متصل تصفیہ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام سمرقندی کے کہ کہا اونھون نے کہ مینے ایک وزراہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مینے کہ کہتا ہے آؤ پس مین اوسکے ساتھ ہو لیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مینے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے فرمایا خضر بن الیشا ابو العباس اور اونکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی پایا اونسے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اونھون نے فرمایا کہ الیاس بن شام پھر مین نے اون دونون صاحبون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمپر خدائے تعالیٰ رحمت کرے آیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا وہ بولے کہ ہان دیکھا ہے مینے کہا کہ خدا کے واسطے جو کچھ تمنے اونکی زبان مبارک سے ہو مجھ سے بیان کرو کہ مین روایت کرون تم سے فرمانے لگے کہ ہم نے سُنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے تھے کہ جو کوئی کہے صلی اللہ علی محمد و آلہ وسلم تو اس کا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے جیسے پاک کیا جاتا ہے کپڑا پانی سے اور اسناد سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ والسلم نے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علے محمد بہ تحقیق کہ اوسکے منہ پر کھول دئے جاتے ہین ستر دروازے رحمت کے اور ساتھ اونھین اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علی محمد تو حقتعالیٰ ایک فرشتے کو موکل کرتا ہے کہ تمکو غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اُٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علی محمد تو اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہے آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے اور ساتھ انھین اسناد کے فرمایا حضرت خضر و الیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص شام سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض

عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ دوست رکھتا ہے کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور نابینا ہے اور قدرت آنے کی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہہ سات ہفتے مین یعنی سات شب مین کہے صلی اللہ علی محمد تجھ وہ خواب مین دیکھے گا اور کہہ روایت کرے مجھ سے حدیث کی اوس نے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اوس نے آپکو خواب مین اور روایت کی ان نے آپ سے حدیث اور اوسی کتاب مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خدا کے انبیا و رسل پر کیونکہ حق تعالے نے جیسا مجھکو رسول کرکے بھیجا ہے اونکو بھی رسول کر کے بھیجا ہے اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الدعوات الکبیر اور حضرت انس بن مالک کی روایت سے لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا سلمتم علی فسلموا علی المرسلین اخرجہ ابن ابی عاصم اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین حاضر ہوئے اور مجلس مین ذکر چلا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہین ہو کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اوترے ہین ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہین قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو دیتے ہین اور آپ پر درود بھیجتے ہین اور جب شام ہوتی ہے تو وہ عروج کر جاتے ہین اور دوسرا گروہ اوسی عدد کے ساتھ اترتا ہے اور جو کچھ وہ کر گئے ہین یہ بھی ویسا ہی کرتے ہین یہ اوس دن تک رہیگا کہ آپ قبر مقدس سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ کے گرد اگرد ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم روایت کی اسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا الصلوٰۃ علی النبی تدرک الرجل وولدہ وولد ولدہ روایت کیا ابن بشکوال نے

۱ نکالا بیہقی نے شعب الایمان مین اور کتاب دعوات کبیر مین ۱۲

۲ یعنے جس وقت کہ سلام بھیجو تم مجھپر تو بھیجو اوپر مرسلین کے ۱۲

۳ یعنے درود نبی پر پاتا ہے آدمی کو اور اوسکی اولاد کو اور اوسکی اولاد کی اولاد کو ۱۲

نیچے ان احادیث کے جنھین نقل کیا ہی کتاب لرواوسے اصل پر پڑھا کر حضرت شیخ فرماتے
ہین اوس سی نقل کیا ہو اور انتساخ کیا ہی کتاب اصل سی مدینہ مطہرہ تین ہفتے کی روز دسوین
جمادی الاولی سنہ نوسے سالوے مین اور وہی تاریخ ہے ان اوراق یعنے
جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد رب العالمین والصلواۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین حکایت نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف
وسعی صفا مروہ اور ساری مواقف ومناسک حج مین سوا درود کے اور کوئی دعا نہین
پڑھتا لوگون نے کہا کہ ان مقامات مین تو ادعیہ ماثورہ کیون نہین پڑھتا فقط درود پر
اکتفا کرنے کی وجہ کیا ہے اوس نے کہا کہ مین نے عہد کیا ہے کہ درود کے ساتھ کسی دعا کو
شریک نہین کرونگا اور اسکا سبب یہ ہی کہ جب میرے باپ نے انتقال کیا اوسکا منہ گدھے
کاسا ہو گیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سو گیا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپکا دامن پکڑ لیا اور اپنے باپ
کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہو جانے کا سبب پوچھا آپ نی فرمایا کہ تیرا باپ
سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اوسکا حال دنیا اور آخرت مین یہی ہوتا ہے
لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجتا تھا اس جہت سی مین نے
اوسکی شفاعت کی اللہ تعالی نے قبول فرمائی پس مین جاگ اوٹھا اب دیکھتا کیا ہون
کہ میرے باپ کا منھ چودھوین رات کا چاند سا ہو گیا ہی اور دفن کے وقت بھی مینے
سنا ہاتف سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت ومغفرت کا سبب درود وسلام ہو
کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث
کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالی نے بخشدیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع
حدیث کرتے تھی یہ سبب ذکر درود کے کہ اس فن شریف کے قراءت کے لوازم سی ہے
اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچہ مین نقل کرتے ہین
کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھی کہ مینے
ابو زرعہ کو بعد اسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتونکی امامت

کرتا ہو مینے اس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اس نے کہا مین نے اپنے ہاتھ سے ہزار بار حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من صلی علی صلوۃ مرۃ صلی اللہ علیہ عشرا[۱] اور بھی نقل کرتے ہین ایک مرد صالح کے سیکے تین ہزار دینار کا قرض دار ہو گیا صاحب مال نے اوسکا مرافعہ قاضی کے یہان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد صالح قاضی کے یہان سے آکر محراب تضرع وانکسار مین بیٹھ کر درود مین مشغول ہوا مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہو کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالے وتقدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن علیسی وزیر کے پاس جا اور اوس سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ مین اپنا قرض ادا کرون مرد صالح کہتا ہو کہ مین سوتے سے جاگا تو اپنے مین خوشی کا اثر پایا لیکن اپنے دلمین سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعی کی سچائی کی علامت کیا ہو تو کیا مین کہونگا اوسدن مین نے اوسکے پاس جانے مین توقف کیا پھر دوسری رات کو خود سرور عالم مخدوم ونبی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وکو خواب مین دیکھا کہ آپ وہی فرماتے مین جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا مین بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر اوسدن بھی بمقتضاے بشریت علی بن علیسی کے پاس جانے سے مینے اپنے تئین باز رکھا تیسری راتکو پھر مینے حضرت سرور دین ودنیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کو خواب مین دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن علیسی کے پاس پوچھتے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم اس واقعہ کی سچائی کی ایک علامت چاہتا ہون حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن علیسی علامت اس واقعہ کے سچائی کی تم سے مانگے تو اس سے کہنا کہ علامت یہ ہو کہ تو ہر روز بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچہزار درود پڑھکر ہمارے حضور مین پیشکش کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہین جانتا سوا خداوند

[۱] یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر ایک بار تو رحمت کرتا ہے اللہ اسپر دس بار ۱۲

تعالیٰ کے اور کراماً کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو مین اوٹھا تو سیدھا وزیر کے پاس چلا گیا
اور اوس سے اوس خواب کا قصہ مین نے بیان کیا اور اوس سے واقعے کی سچائی کی علامت جو
آپ نے ارشاد فرمائی تھی اوس کے سامنے ظاہر کی وہ نہایت خوش ہوا اور کہنے
لگا کہ مرحبا[۱] رسول رسول اللہ حقا بعد اوسکے مجھے تین ہزار دینار اوس نے لاکر دیے
اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنے عیال کا نفقہ
کر اور تین ہزار اور روپے کہ اسکو اپنا مایہ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو رابطہ محبت
مجھسے قطع نہ کرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر مین تیری حاجت روائی
مین بدل وجان کوشش کرونگا پس مین اون تین ہزار دینار کو لیکر قاضی کے پاس
گیا تاکہ اوسکے سامنے ادا کر دون صاحب دین کہ دیکھا مینے کہ مبہوت قاضی کے
پاس آیا بیٹھے ونا تیر گئے اور سارا قصہ اون کے سامنے بیان کیا قاضی نے کہ یہ
ساری کرامتین وزیر ہی کیون لے لے مینے یہ دین تمھارا ادا کیا پس صاحب دین بولا کہ یہ
سب کرامتین تم لوگون کو لینے کی کیا وجہ ہے مین ہزاروار تر ہون اسباب یا مین
کہ برات اسکی تیرے ذمے سے کرون مینے اللہ و رسول کیواسطے اپنا دین
معاف کیا پس قاضی نے کہا کہ جو کچھ اللہ اور رسول کیواسطے نکال کے لایا ہون اسکو
اب پھیر کر نہ لیجاونگا وہ مرد صالح کہتا ہے کہ مین وہ سارا مال لیکر اپنے گھر آیا اور
حقتعالے کا شکر بجا لایا واللہ الحمد و المنۃ وعلی رسولہ الصلواۃ والتحیۃ[۲] فصل پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت و استحباب ہر وقت و ہر حال
مین ہے ولیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل و اجب ہی اس رات اور دن کے
شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے کی
فضیلت اخبار آثار سے ہوئی ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
کرتے ہین کہ شب جمعہ افضل ہے شب قدر سے اسواسطے کہ لطیفہ ظاہر نے کہ ساری خیرات

۱ خوشی ہو ساتھ رسول اللہ کے حق کے ۱۲

۲ اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اور احسان اور اوپر رسول اوسکے کے ہے درود وتحفہ ۱۲

وبرکات کا اصلی مادہ ہوا اسی رات آمنہ کے پیٹ مین قرار پایا ہے ساتھہ اور خصوصیات
کے جو اسکی شان مین وارد ہین واللہ اعلم اور حدیث مین آیا ہے کہ افضل[۵۱] ایامکم یوم الجمعہ
فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم
معروضۃ علی فادعوا لکم واستغفر رواہ ابوداؤد وصححہ النووی اور دوسری روایت مین آیا ہے
کہ فانہ[۵۲] یوم مشہود تشہدہ الملائکہ اور درود والے پڑھنے والے سے سنکر مجھے پہونچاتے
ہین کہ خبر مین آیا ہے کہ جو درود کہ تم جمعے کے دن مجھپر بھیجتے ہو وہ عرش کے نیچے تک
نہین ٹھہرتا اور جس فرشتے کے پاس تک پہونچتا ہے وہ ملائکہ سے کہتا ہے کہ صلوا[۵۳] علی
قائلہا اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اکثروا[۵۴] علی من الصلوٰۃ فی لیلۃ الغراء والیوم الاغرا
اور ایک روایت مین ہے فی لیلۃ الزہراء والیوم الازہر اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ شب جمعہ
کی خصوصیات سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جواب صلوٰۃ وسلام دیتے
ہین صلوٰۃ وسلام عرض کرنیوالے کو اس شب مین[۵۵] اللہم صل وسلم علیہ فی کل یوم ولیلۃ
وکل لمحۃ ولحظۃ اور مفاخر الاسلام مین حدیث لاتا ہے من[۵۶] صلی علی فی لیلۃ الجمعہ مائۃ صلوٰۃ
قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ سبعین حاجۃ من امور الدنیا وثلثین من امور الآخرۃ اور دوسری
حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے اللہم[۵۷] صلی علی محمد وآلہ
الف الف مرۃ تو وہ شخص جب تک اپنی جگہ بہشت مین نہ دیکھ لیگا اس جہان سے
انتقال نہ کریگا سخاوی نقل کرتے ہین کہ حدیث مرفوع مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سات
جمعے مین ہر روز سات بار یہ درود پڑھیگا اسکے حق مین میری شفاعت واجب ہوجائیگی

---

۵۱ یعنے تمہارے سب دنون سے افضل دن جمعہ کا ہے اس مین پیدا کیا آدم اور اسمین روح قبض کیگئی اور اسمین نفخہ ہے اسمین صعقہ ہو
پس تم لوگ اوس دن درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اسدن تمھارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے پس مین دعا کرتا ہون تمھارے لیے اور استغفار کرتا
ہون روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور صحیح کہا نووی نے ۱۲ ۵۲ یعنے جمعے کا دن ہے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین ۱۲ ۵۳ یعنی درود بھیجو
اوس درود بھیجنے والے پر ۱۲ ۵۴ اور روز دن کی نسبت شب روشن اور روز روشن مین مجھپر زیادہ درود بھیجا کرو ۱۲ ۵۵ ای اللہ
درود وسلام بھیج اسپر ہر دن اور رات مین اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ مین ۱۲ ۵۶ یعنی فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو مجھپر
درود بھیجے شب جمعہ کو سو بار تو اس آدمی کی سو حاجتین بر آتی ہین ستر ان مین سے دنیا کی حاجتین اور تیس آخرت کی ۱۲
۵۷ اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل انکی پر ہزار ہزار مرتبہ ۱۲ ۵۸ اے اللہ میرے درود
بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر ایسا کہ ہو موافق تیری خوشی کے اور واسطے حق انکے کے اور عنایات فرما انکو وسیلہ

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء وآتہ الوسیلۃ والمقام المحمود
الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ عنا افضل ما جازیت نبینا عن امتہ وصل علی
جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یا ارحم الراحمین اور حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن وھب سے کہا کہ جمعہ کے دن درود ترک نکر
ہزار مرتبہ پڑھا کر اللھم صلی علی محمد النبی الامی اور بھی کتاب مفاخر الاسلام مین حضرت سعید
بن مسیب سے لایا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من صلی علی
یوم الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرہ ذنوبہ ثمانین سنۃ اور دمیری شرح منہاج مین نقل کرتے ہین
کہ حدیث حسن مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
پہ درود بھیجے بصیغہ اللھم صلی علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وسلم
تسلیما کے تو اسی برس کے گناہ اس کے بخشے جاتے ہین اور مفاخر الاسلام مین لایا ہے
کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل اس سے کہ اوٹھے اوس جگہ سے جہان
پر نماز ادا کی ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ اسی مرتبہ درود بھیجے تو اسکے اسی برس کے
گناہ بخشے جاوینگے اور خبر مین آیا ہی کہ خالد بن کثیر کے سرہانے قبل دم ٹوٹنے کے ایک
پرچہ کاغذ کا پایا گیا اس مین لکھا تھا کہ براءۃ من النار لخالد بن کثیر انکے گھر والون سے
پوچھا گیا کہ یہ کیا کام ایسا کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوے انھون نے کہا
کہ وہ ہر جمعہ کو ہزار بار درود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتی تھے
فصل جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہے شب جمعہ مین ویسا ہی شب دوشنبہ مین
بھی ہے اس واسطے کہ دوشنبہ بھی روز بزرگ ہے کہ اس مین بندون کے

۱ اور مقام محمود جو وعدہ فرمایا تونے اور جزا دے ہماری جانب سے جس چیز کے سزاوار ہین وہ جزا دے ہماری طرف سے بزرگ ترسین
اس جزا کا کہ جزا دی تو نے او نبیو کو انکی امت کیطرف سے اور درود بھیج تمام بھائیون انکے پر نبیون سے اور صدیقون سے
اور شہیدون اور صالحون سے یا ارحم زیادہ رحم والون کے ۱۲ ۲ یعنی جو شخص مجھپر درود بھیجے جمعہ کے دن اسی مرتبہ تو بخشے جاوینگے گناہ
اوسکے اسی برس کے ۱۲ ۳ اے اللہ درود بھیج محمد بندہ پر اور رسول اپنے پر جو نبی اور امی ہین اور آل اصحاب انکے پر اور سلام ۱۲ ۴
بیزاری ہے آگ سے خالد بن کثیر کو ۱۲

اعمال درگاہ رب العزت مین عرض کیے جاتے ہین اسی جہت سے حضرت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ اکثر اس دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اوس دن بندون کے اعمال حضرت ذو الجلال مین عرض کیے جاتے ہین پس مین دوست رکھتا ہون کہ اعمال میرے عرض کیے جائین اس حال مین کہ روزہ سے ہون احیاء العلوم مین ہے کہ جو شخص شب دوشنبہ مین دو رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلے رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت مین اکیس بار پڑھے اور تیسری رکعت مین تیس بار پڑھے اور چوتھی رکعت مین چالیس بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد پچھتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حقتعالی سے مانگے گا پاویگا الحدیث اور پنجشنبہ کے روز درود پڑھنے کی فضیلت مین بھی ایک حدیث وارد ہوئی مفاخر الاسلام مین لایا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ من صلی علی یوم الخمیس مائۃ مرۃ لم یفتقر ابداً فصل اس مین شک نہین کہ برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن ومستحب ہے لیکن علماء رحمہم اللہ تعالی نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جہان استحباب اس فضیلت کا موکدتر اور فاضلتر ہے وہ یہ ہین کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہو اور نماز مین بعد تشہد کے اور امام شافعی کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان اور اقامت کے اور رات کو اوٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو تہجد کے اور بعد نماز تہجد کے اور مسجد کے پاس نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصاً بعد نماز جمعے کے اور روز پنجشنبہ کو اور دوشنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبون مین اور اول روز اور آخر روز کو اور وقت سحر کو اور خطبون مین بعد بسم اللہ کے اور تکبیرات عید مین شافعیہ کے نزدیک اور نماز جنازہ اور احرام مین لبیک کہنے کے بعد اور صفا اور مروہ پر اور بعد تہلیل اور تکبیر کے اور بیت اللہ شریف زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کے وقت اور حجر اسود کے بوسہ لینے کے وقت اور طواف مین

سا یعنی جو شخص مجھپر درود بھیجا کرے پنجشنبہ کے روز سو مرتبہ وہ محتاج کبھی نہوگا ۱۲

اور ملتزم کے پاس اور ساری مواقف حج مین اور قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و
سلم کے پاس کہ اخص واقرب مواضع اور مستجاب انوار و برکات ہی اور مشاہدہ آثار نبویہ
کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینہ منورہ معطرہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تکریماً
اور وادی بدر اور جبل احد وغیرہ اور بیع اور شرا کے وقت اور وصیت نامہ لکھنے
کے وقت اور ارادہ سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور منزل مین اترنے
کے وقت اور بازار کے جانے کے وقت اور بازار مین داخل ہونے کے وقت چنانچہ
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہین بازار مین کہ کثرت شغل بیع و شرا کی
جہت سے لوگون کو خدائے تعالیٰ سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے
اور حمد و صلواۃ کہتے تھے اور دعوت مین جاتے وقت اور دعوت سے پھرتے وقت
اور گھر مین آنے کے وقت اور نزول حاجت کے وقت اور خوف احتیاج کیوقت
اور غلام یا جانور کے یا جانور کے بھاگ جاتے وقت اور غم و شدت کے وقت اور طاعون
کے وقت اور خوف غرق کے وقت اور کان بولنے کے وقت ساتھ ضمیمہ اس قول کے
کہ ذکر اللہ من ذکرنی بخیر[۱] اور پاؤن سو جانے کے وقت اور بھولی چیز یاد کرنے کے وقت
اور خوف نسیان کے اور شرب کھانے کے وقت اور پانی پینے کے وقت طرسنے
اور گدھے کی آواز کرنے کے وقت اور گناہ کرنے کے وقت بعد تاکہ اوسکا کفارہ ہو جاوے
اور اول و آخر دعا کے اور ملاقات کے وقت کسی بھائی مسلمان و یار و مصاحب
کے ساتھ اور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے سے پہلے اور مجلس سے اوٹھنے کے وقت
تاکہ ہون رہ غنیمت سے اور ہر جاؤ مین جو خدا کے واسطے ہو اور شعائر اسلام کیواسطے
اور قرآن کے ختم ہونے کے وقت اور دعائے حفظ قرآن مین اور کلام کے شروع
ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ ہو اور درس دینے سے پہلے اور وعظ سے
پہلے اور قراءت حدیث کے اول و آخر اور جسوقت کوئی چیز اچھی معلوم ہو مگر بعضے
علماء مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب مین مکروہ رکھتے ہین چنانچہ تسبیح و تہلیل کسیکا امر ام

[۱] یعنی خدا کو یاد کیا جسنے مجھے یاد کیا بھلائی کے ساتھ ۱۲

کے نزدیک بائز و یک عرض اسباب دیکھنے کو متاع کو مکروہ ہی اور بڑی ضروری جگہ درود بھیجنے کی یہ کہ آپ کا نام مبارک زبان پر آئے یا لکھا جاوے اور حدیث مین آیا ہے کہ من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما دام اسمی فی الکتاب اس حدیث کی روایت بہت سے علمائے حدیث نے کی ہے ولیکن سند اسکی ضعیف ہی اور ابن جوزی نے اوسکو وضعی کہا ہے واللہ اعلم اور نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کاغذ کے بخل کی جہت سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین لکھتا تھا اوسکا ہاتھ سڑکر گر گیا اور ایک اور تھا کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے تئین چالیس نیکیون سے کیون محروم رکھتا ہے یعنی لفظ وسلم مین چار حرف ہین اور ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہین پس اس حساب سے چالیس نیکیان ہوئین اور اسی قبیل سے ہی وہ جو بعضے رمز اور اشارات پر اکتفا کرتے ہین چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت صلعم یا صلعم رکھتے ہین اور رمز علیہ السلام کا عم کرتے ہین وعلی ہذا القیاس حکایت کرتے ہین کہ ایک سے خواب مین کسی نے پوچھا کہ حقتعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس بات پر بخشا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک جب کبھی لکھتا تھا تو اوسکے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ضرور لکھتا تھا یہی سبب میری بخشایش کا ہوا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھپر رحمت کی اور مجھے بخشدیا اور مجھے بہشت مین لیگیا جیسے دولھا کو لیجاتے ہین اور موتی اور یاقوت مجھپر نثار کیے جیسے دولھا پر نثار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہوا کہ رسالہ لکھنے مین مین کہا کرتا تھا صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون

فصل حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت

لہ یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر کتاب مین تو ہمیشہ فرشتے اسکے واسطے استغفار کرین گے جبتک کہ میرا نام کتاب پر ہوگا ۱۲ ۔ کہ درود بھیج اللہ اوپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمار اوس چیز کی کہ ذکر کرین اسکو ذکر کرنیوالے اور شمار کر اوس چیز کا کہ غافل ہون ذکر اسکے سے غافل ۱۲ ۔ لہ اے اللہ درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور جیسا دوست رکھتا ہے

خواب مین حاصل ہونیکے اسباب مین سے ایک سبب ہی التزام درود طہارت کے ساتھ بصیغہ اللھم صلی علی محمد وعلی آلہ وسلم کما تحب وترضی لہ اور اس درود کے التزام سی بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہی اللھم صلی علی روح محمد فی الارواح اللھم صلی علی جسدہ فی الاجساد اللھم صل علی قبرہ فی القبور اور مفاخر الاسلام مین لاتا ہی کہ جو شخص جمعی کی روز ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللھم صل علی محمد ن النبی الامی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھے یا اپنا گھر بہشت مین دیکھی اور اگر نہ دیکھی تو خدا چاہے تو پانچ جمعہ تک ایسا کچھ دیکھے کہ اوس سے خوشی حاصل ہو اور جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت پڑھی اسطور پر کہ دونون رکعتون مین بعد سورۂ فاتحہ کی گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھی اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے بصیغہ اللھم صل علی محمد ن النبی الامی وآلہ وسلم اگر نصیب ہوگا تو انشاء اللہ تین جمعی نہ گذرینگے کہ خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کریگا اور مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ مینی اسکا تجربہ کیا ہی اور بھی روایت ہے کہ جو شخص جمعی کو دو رکعت نماز ادا کری اس طور پر کہ ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس ۲۵ بار پڑھی اور بعد سلام پھیرنیکے ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللھم صل علی النبی الامی وہ خواب مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہی کہ جو شخص طاہر فرش پر لیٹے کہ داہنی ہاتھ کو تکیہ کری اور یہ دعا پڑھکر سو جاے انشاء اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سی خواب مین مشرف ہوگا اور وہ دعا یہ ہی اللھم انی اسئلک بجلال وجھک الکریم ان ترینی فی منامی وجہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رویۃ تقر بھا عینی وتنشرح بھا صدری وتجمع بھا شملی وتفرج بھا کربتی وتجمع بیننا وبینہ یوم القیامۃ فی الدرجات العلی ثم لا تفرق بینی وبینہ ابدا یا ارحم الراحمین

اور پسند کرتا ہی اوسکے واسطے ۱۲ ؁۵۲ اے اللہ درود بھیج اوپر روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارواحون مین اور اے اللہ درود بھیج اوپر جسد اوسکے اجسادون مین اے اللہ درود بھیج اوپر قبر اسکے کی قبرون مین ۱۲ ؁۵۳ یعنی اے اللہ میں سوال کرتا ہون ساتھ تیری وجہ کریم کے بزرگی کی کہ تو دکھادے مجھے اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خواب مین کہ ٹھنڈی کردی اُس سے میری آنکھہ اور کھولدے برکت اسکی سی میرا سینا اور جمع کردے اوس برکت سی میری پراگندگی اور کھودے اُسکی برکت سی کرب اور جمع کردی اسکی جہت سی درمیان میرے اور درمیان انکے قیامت کے دن درجات عالیہ مین اور نہ جدائی ڈال درمیان میرے اور درمیان اونکے کبھی اے سب رحیمون سے زیادہ رحیم ۱۲

اگرچہ اس طریق کے درود بھیجنے کا ذکر نہین کیا لیکن طالب اس سعادت کا درود پڑھکر اسی دعا کو
پڑھے تو اس مین شک نہین کہ اتم و اکمل ہوگی اور اس سعادت کی حاصل کرینگے اور بھی طریق علما
نے بیان کئے ہین خلاصہ ان سب کا کثرت درود اور دوام توجہ اور استغراق ہی حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے ذکر شریف مین واللہ الموفق **فصل** جو صیغہ درود کے کہ حدیث شریف نبوی
مین وارد ہوے ہین اُنکا پڑھنا بیشک افضل و اکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہین حضرت
سید الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے الفاظ شریفہ پر پھر بعضے علما کہتے ہین کہ اون سب مین وہ
صیغہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہی سب سے افضل ہی اور وہ احادیث صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ پر
وارد ہوا ہی چنانچہ اسکا ذکر آئیگا اور ہر ایک حصول مقصود مین کافی و وافی ہی اسباب مین سب
ظاہر تر و مشہور تر یہ صیغہ ہے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم
و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید سبکی رحمۃ اللہ علیہ
کہتے ہین کہ جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد یہ تحقیق اوسنے
درود بھیجا بصیغہ اسوجہ پر کہ جسپر مامور ہوا ہی اور پالیا اس نے وہ ثواب جو موعود ہی درود پڑھنے
پر تحقیقا اسیواسطے اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر افضل صلوۃ بھیجنے کی قسم
کھائے تو درود تشہد پڑھنے سے اسکا ذمہ بری ہو جاتا ہے اس قسم کے عہد سے اور امام
نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ درود بھیجنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ احادیث صحیحہ مین کیفیات
مخصوصہ سے وارد ہوا ہی وہ سب جمع کرے اور پڑھے تاکہ ساری صیغہای ماثورہ کا ثواب پاوے اور وہ
یہ ہین اللھم صلی علی محمد عبدک و رسولک النبی الامی و علی آل محمد و ازواجہ امہات المؤمنین و
ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید اللھم بارک علی
محمد عبدک و رسولک النبی الامی و علی آل محمد و ازواجہ امہات المؤمنین و ذریتہ و اہل بیتہ
کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید و کما یلیق بعظیم شرفہ و کمالہ
و رضاک عنہ و کما تحب و ترضی لہ عدد معلوماتک و مداد کلماتک کلما ذکرک و ذکرہ الذاکرون فضل
صلواتہ و اکملہا و اتمہا ذکرہ الذاکرون و غفل عن ذکرہ الغافلون و سلم تسلیما
کذالک و علینا معہم اور شیخ کمال الدین بن الہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

اگرچہ جتنی کیفیات کہ حدیث مین وارد ہین اس صیغے مین موجود ہین اللھم صل ابدا افضل صلوٰتک علی سیدنا محمد عبدک ونبیک ورسولک محمد وآلہ وسلم تسلیما وزدہ تشریفا وتکریما وانزلہ المنزل المقرب عندک یوم القیمۃ ابن قیم جوزی نا بلہ سے اور بعضے علمای شافعیہ سے کہتے ہین کہ اولی یہ ہی کہ جو جو درود جس جس صورت پہ وارد ہوا ہی جدا جدا ایک ایک وقت مین پڑھے تاکہ سب کے پڑھنے سے مشرف ہو اور سب کا اکٹھا کرنا مستلزم ہے ایک نیا صیغہ بنی کا کہ ہیئت مجموعی اوسکی کسی حدیث مین وارد نہین ہوئی انتہی بہر تقدیر بعضے صیغے کہ احادیث مین مذکور ہین اور اخبار ماثورہ سے پہونچے ہین یہان انکا ذکر ہوتا ہی وباللہ التوفیق پہلا صیغہ اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید روایت کی اسکی مسلم نے لیکن بعضے طرق حدیث مین کچھ اور زیادتی بھی ہے دوسرا اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارک علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی بخاری اور مسلم نے تیسرا اللھم صل علی محمد ن النبی الامی وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی احمد نے اپنی مسند مین چوتھا اللھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچوان اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اس کی شیخین اور نسائی نے چھٹا اللھم اجعل صلوٰتک وبرکاتک علی محمد وعلی وآل محمد کما جعلتہا علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اوسکی قاسم نے جیسا کہ آگاہ کیا ہے

اسپر نسائی نے اپنے مفاخر مین ساتوان اللهم صلی علی محمد واهل بیته کما صلیت
علی ابراهیم انک حمید مجید اللهم صل علینا معهم اللهم بارک علی محمد واهل بیته
کما بارکت علی ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک علینا معهم صلواة الله
وصلواة المومنین علی محمد ن النبی الامی السلام علینا ورحمة الله وبرکاته
روایت کی اسکی دارقطنی نے آٹھوان اللهم صل علی محمد وعلی آل
محمد روایت کی اسکی ابوداؤد نے نوان اللهم صل علی محمد ن
النبی الامی وازواجه امهات المومنین وذریته واهل بیته کما صلیت
علی ابراهیم انک حمید مجید راویت کی اسکی بھی ابوداؤد نے حضرت ابوهریره
رضی الله عنه سے کہا فرمایا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے که من سره
ان یکتال بالمکیال الاوفی اذا صلی علینا اهل البیت فلیقل هذا دسوان اللهم
صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک علی محمد کما صلیت وبارکت علی ابراهیم وعلی
آل ابراهیم انک حمید مجید روایت کی اسکی نسائی نے گیارہوان اللهم
اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی محمد وعلی آل محمد کما جعلتها علی
ابراهیم انک حمید مجید روایت کی اسکی احمد نے بارہوان اللهم صل علی
محمد کما امرتنا ان تصلی علیه وصل علیه کما ینبغی ان تصلی علیه ذکر کیا اسکو صاحب
شرف المصطفے نے شرف المصطفے مین تیرهوان اللهم صل علی محمد عبدک و
رسولک النبی الامی الذی امن بک وبحتابک واعط افضل رحمتک او تشرف
علی خلقک یوم القیمه واجره خیر الجزاء والسلام علیه ورحمة الله وبرکات تنبیه
ان صیغون مین جو صیغه خالی ہے ذکر سلام اوسکے بعد یه کلمه ختم کرنا چاہیے السلام
علیک ایها النبی الکریم ورحمة الله برکاته واسطے ذکر صلواة کا بغیر سلام کے اکثر
علما کے نزدیک مکروه ہے کیونکه الله تعالی نے آیه کریمه[۱] یا ایها الذین امنوا
صلوا علیه وسلموا تسلیما مین صلواة کے بعد سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچه بعضے کو اسکی

---

[۱] اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اوسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ۱۲

کراہیت مین کچھ کلام ہو لیکن خلاف اولی ہونا تو اوسکا متفق علیہ ہی اور رو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ صلواۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ صحابہ کرام کو اسکا علم پہلے سے تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمنے یہ تحقیق جان لیا کیفیت سلام کو کہ آپ پر سلام بھیجنا چاہیئے آپ ہمکو تعلیم فرمائیے کہ صلواۃ آپ پر کیونکر بھیجین فرمایا کہو اللہم صل علے محمد وعلی آل محمد الحدیث اور اس قیاس پر اختصار کرنا فقط سلام پر بھی مکروہ یا خلاف اولی ہوگا اور اکثر عجم والون کی عادت ہے کہ ذکر نام مبارک کے ساتھ علیہ السلام پر اقتصار کیا کرتے ہین لیکن عرب کی کتابون مین یہ بات بہت کم ہے اور نہایت حسن اختصار اور ایفای مقصود مین واقع ہوا ہے وہ جو اگلے پچھلے مصنفون نے اپنے کتب مین ذکر نام مبارک کے ساتھ صیغہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا التزام کیا ہے کہ شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہے علی آلہ ذکر نہ کرنے کا ورنہ اس کلمہ کا بڑھانا لفظا اور کتابت مین احسن واولی ہے چنانچہ بعض نسخہ مین مسطور ہوتا ہی اگرچہ منظور کا عطف ضمیر مجرور پر اعادہ جار کے اکثر نحویون کے نزدیک درست نہین اگرچہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متضمن ہی دعا کے آل اصحاب اور جمیع مومنین کو کما قیل وہذہ الدعاء شامل للبریۃ

فصل علما مین اختلاف ہے کہ سارے درودون سے افضل کونسا درود ہے اس مین اقوال متعددہ وارد ہوے ہین اور یہ نہین جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہے اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغے کی شان مین کوئی اثر وارد ہوا ہی یا اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغہ گھرے ہوے ہے کیفیت وکمیت فاضلہ کو جو کچھ بعضے زیارت کے رسالون مین علما نے لکھا ہے دس قول ہین پہلا قول سب درودون سے افضل وہ درود ہی کہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہے چنانچہ اس کے طرف اشارہ ہو آیا ہے

حاشیہ یعنی یہ دعا شامل ہے سارے خلق کو ۱۲

دوسرا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما ذکرہ الذاکرون وکما سہی عنہ الغافلون تیسرا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما ہو اہلہ و مستحقہ چوتھا قول اللھم صل علی محمد و علے آل محمد کما انت اہلہ پانچوان قول اللھم صل علے محمد و علے آل محمد افضل صلواۃ لک عدد معلوماتک چھٹا قول اللھم صل علی محمد النبی الامی علی کل نبی و ملک و دوتی عدد کلماتک ان تمات المبارکات ساتوان قول اللھم صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک النبی الامی و علی ازواجہ و ذریتہ عدد خلقک و رضی نفسک و زنۃ عرشک و مداد کلمات آٹھوان قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد صلواۃ تو ائمہ بدو ایک نوان قول اللھم بارک محمد و آل محمد صل علی محمد و آل محمد و اجز محمدا ما ہو اہلہ دسوان قول اللھم صل علی محمد و ازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید **فصل** حدیث مین آیا ہے کہ اذا صلیتم علے فاحسنوا الصلواۃ اور بعضے مفسرون نے آیۂ کریمہ وقولوا للناس حسنا کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین اور مراد قول سے حسن صلواۃ ہے اون پر اور سدی کہ علمای تفسیر سے ہین جماعہ صحابہ کرام وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہین کہ جسکو اللہ تعالے بیان شافی اور قوت تعبیر معانی ایچھہ ساتھہ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھہ اوس بیان شافی اور قوت تعبیر کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایات شریف و عظمت کو صلوات تسلیمات تصنیف و ایجاد کرکے ظاہر کرے اور اس راہ کے چلنے والون اور اس نعمت کی قدر جاننے والون مین داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجالانے والون مین سے ہوگا اور بعضے صیغون کی افضلیت مین جو اختلاف واقع ہوا ہے تو غالب ہے

ف۱ یعنی جب تم درود بھیجا کرو مجھپر تو اچھا کرے ۱۲

ف۲ اور کہو واسطے لوگون کے بھلائی ۱۲

کہ معتمد اسکا بھی حدیث ہو گی اور اسی پر بنا کر کے اکابر سلف و خلف نے صیغہ بلیغہ اور
کلمات بالغہ مطابق اوسکے جو ماثور ہے تصنیف کئے ہین اور بعضے ان مین
سے یہان مذکور ہوتے ہین ایک اون مین سے یہ ہے اللهم صل علی
سیدنا محمدن السابق الخلق نورہ ورحمة للعالمین ظہورہ عدد ما مضی من
خلقک وما بقی ومن سعد منہم ومن شقی صلوٰۃ تستغرق العد وتحیط بالحد
صلوٰۃ لا غایۃ لہا ولا انتہاء ولا امد لہا ولا انقضاء صلوٰۃ دائمۃ بدوامک وعلی آلہ
واصحابہ کذالک والحمد للہ علی ذالک سخاوی نقل کرتے ہین کہ اس درود کا
ثواب دس ہزار درود کا ہے اور اسکا عجیب وغریب قصہ ہے اور ایک
یہ ہے اللهم صل علی سیدنا محمد افضل ما صلیت علی احد من خلقک
صلوٰۃ دائمۃ بدوامک باقیۃ ببقائک صلوٰۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء صلوٰۃ
مقبولۃ لدیک معروضۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم یہ صیغہ مشہورہ ہے اور
مسبعات عشر[۱] مین ماثور ہے اور زمانہ تابعین سے معمول مشائخ آیا ہے
حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنے بعضون رسالون مین اس صیغہ کی وصیت
فرمائی ہے اور حضرت شیخ رحمة اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جس صیغہ کی کہ فقیر کو حضرت شیخ
عبد الوہاب متقی رحمة اللہ علیہ نے مدینہ منورہ مین وداع کے وقت اجازت فرمائی ہے
بھی یہی درود ہے اور اجازت مشائخ کی خاصیت سے جو کچھ اس بندہ کو ان لفظون مین
نور و سرور و حضور و خشوع و خضوع حاصل ہوا ہے اور صیغون مین ساتھ قطع نظر کے
مبالغات سے جو کیفیت وکمیت مین ہین کم حاصل ہوتا ہے اور جب پھر ایسے صیغے کیطرف
پھر نہین آتے دلکو آرام نہین ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص واسرار سے
ہے واللہ اعلم اور ایک یہ ہے اللهم لک الحمد بعدد من حمدک ولک الحمد
بعدد من لم یحمدک ولک الحمد کما تحب ان تحمد اللهم صل علی محمد بعدد من
صلی علیہ وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد

[۱] مسبعات عشر اوراد مشہورہ متبرک ہین ۱۲

کما یحب ان تصلی علیہ اس صیغہ کو انشا کیا ہے طبرانی نے اور کہا ہے کہ اس کو خواب مین حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو
سنکر تبسم فرمایا ہے یہان تک کہ کھل گئین کچلیان آپکی اور ثنایا ے شریف سے
نور ظاہر ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ایک یہ ہے اللہم
صلی علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ و بارک علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ وصل
علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد و
آلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ واصھارہ وانصارہ واشیاعہ و
محبیہ وامتہ وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین ذکر کیا ہے اسکو سخاوی نے
شفا سے اور نقل کیا ہے اسکو حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے کہ جو
شخص ارادہ کرے کہ پیئے پھر پیالہ حوض مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اسکو
پڑھے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الآخرین
وصلے علی محمد فی النبیین وصل علی محمد فی المرسلین وصل علی محمد فی الملاء
الاعلی الی یوم الدین اللہم اعط محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ والرفیعۃ
والبعثہ مقاما محمودا اللہم آمنت بمحمد ولم ارہ فلا تحرمنی فی الحیوۃ رویتہ وارزقنی محبتہ
وتوفنی علی ملتہ واسقنی من حوضہ شربا مریا سائغا ھنیا لا اظما بعدہ ابدا
انک علی کل شئی قدیر اللہم بلغ روح محمد وآلہ منا تحیۃ وسلاما اللہم کما آمنت
بہ ولم ارہ فلا تحرمنی فی الجنۃ رویتہ تلمسانی نیشاپوری سے نقل کرتے ہین کہ
عطا نے کہا ہے کہ جو کوئی اس صیغہ کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے
اسکے گناہ سب جاتے رہتے ہین اور ہمیشہ اسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا
اوسکی قبول ہوتی ہے اور امید اوسکی پوری ہوتی اور دشمنون پہ فتح پاتا ہے اور اچھے کامون
پر اوسی توفیق ہوتی ہے اور بہشت مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک
ہے اللہم صلی علی محمد وبارک وسلم وعظم وکرم فی الدنیا باعلاء دینہ واظہار دعوتہ

لہ طبرانی اکابر علماے حدیث سے ہین ۱۲

واعلام ذکرہ وابقاء شریعتہ وفی الآخرۃ بقبول شفاعتہ فی امتہ وتضعیف ثوابہ واظہار فضلہ علی الاولین والآخرین وتقدیمہ علی کافۃ الانبیاء والمرسلین فی الشفاعۃ وعلو درجتہ فی الجنۃ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اور ایک یہ ہے صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم صلوٰۃ ہو اہلہا صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے مین امر واقع ہوا ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ انت لہا اہل وہو لہا اہل وبارک وسلم یہ درود درجہ قبولیت تک پہونچا ہے نقل کرتے ہین کہ ایک شخص زایرین مقبولین سے یہ درود مدینہ منورہ پڑھا کرتے تھے جب انھون نے ارادہ سفر کا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے دن تم یہان اور رہو ہمکو یہ درود پڑھنا تمھارا خوش آیا ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد معدن الجود والکرم ومنبع العلم والحکم وعلی آلہ واصحابہ وسلم یہ صیغہ اس سلسلہ شریفہ کے مشایخ مین مشہور ومتعارف ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل وسلم علے حبیبک ومحبیک ولبیبک مظہر ربوبیتک ومثال حضرتک ومثال قدرتک روح القدس معطے الحیوٰۃ والفضیلۃ بامرک بکثیر العوام مفیض نور الحق النفوس صاحب النظر والتعالی الشموس نور ک نقل کرتے ہین کہ کلمات طیبات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ترکیب دیے ہوتے ہین اور ناقلین اسکے بعضے مشایخ قادریہ ہین اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ کلمات عالیات ہمارے پیر ومرشد برحق نے بھی اپنے رسالہ اوراد مین ذکر کیے ہین واللہ اعلم اور ایک یہ ہے اللہم صل وسلم علے روح محمد فی الارواح وصل وسلم علے جسدہ فے الاجساد صل وسلم علی قبرہ فی القبور سخاوی نے در منتظم سے نقل کیا ہے کہ ایسا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب مین مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب ہوگا اور بدن اوسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا اور یہ صیغہ حرمین شریفین والون مین بہت مستعمل ہے اور اوسپر زیادہ کرتے ہین وعلی اسم محمد فی الاسماء اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

فرماتے ہین کہ مین بعضے وقت غلبہ شوق و ذوق مین آپ کے پای مبارک سے تا سر مبارک
تک ہر عضو شریف کو ذکر کرتا ہون اور درود بھیجتا ہون اسطرح پر کہ اللہم صلی علی راس
محمد فی الرؤس وصل علی شعر محمد فی الشعور وعلی جبہۃ محمد فی الجباہ وعلی عین محمد فی العیون
وعلی اذن محمد فی الاذان وعلی وجہ محمد فی الوجوہ وعلی صدر محمد فی الصدور وعلی
قلب محمد فی القلوب وہکذا اور کبھی کہتا ہے وعلی بلد محمد فی البلاد وعلی دار محمد
فی الدور وعلی مسجد محمد فی المساجد وہکذہ اور ایک یہ ہے اللہم لبیک اللہم
سعدیک صلی وسلم علیہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما اور ایک یہ ہے صلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین و
النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ فی الارض والسماء
یا رب العالمین علی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب خاتم النبیین وسید المرسلین و
امام المتقین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وسلام علیہ وعلی آلہ
واصحابہ اجمعین یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اور
شفا مین مذکور ہے اور اوس نماز مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر بعد رحلت فرمانے کے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے پڑھی ہے یہی تھا
اور ایک یہ ہے اللہم اجعل صلواتک وبرکاتک ورحمتک علی سید
المرسلین او امام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر
ورسول الرحمت اللہم ابعثہ مقاما محمودا یغبطہ فیہ الاولون والآخرون اللہم
صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم
وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اس صیغے کی روایت حضرت
عبد اللہ بن مسعود کرتے ہین اور ایک یہ ہے اللہم تقبل شفاعۃ
محمد الکبری وارفع درجتہ العلیا وآتہ سؤلہ فی الآخرۃ والاولی کما اتیت
ابراہیم وموسی روایت کی ہے اسکو طاؤس نے عبد اللہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہے اللہم اعط محمدا افضل ما سالک لنفسہ و اعط محمدا افضل ما سالک لاحد من خلقک و اعط محمدا افضل ما انت مسئول لہ الی یوم القیامۃ یہ مروی وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد ن النبی الامی الذی ارسلتہ رحمۃ اللعالمین و اصطفیتہ علی الخلائق اجمعین عدد ما فی علمک و ملا ما فی علمک ذریتہ فی علمک و عدد خلقک و عدد کل ذرۃ اضعافا مضاعفۃ فی ذلک الف مرۃ فی الف مرۃ فی کل نفس ولمحۃ ولحظۃ وطرفۃ یطوف بہا اہل السموات والارض و علی آلہ وصحبہ وسلم اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد عبدک و رسولک السید الکامل الفاتح الخاتم نبوۃ النبیین و رسولک الصادق الامین ات سیدنا محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمود الذی وعدتہ الشفیع المرتضی و رسولک المجتبے اللہم صل علیہ و علی آلہ کما صلیت علی ابراہیم و بارک علیہ و علی آلہ کما بارکت علی ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید عدد ما خلقک و رضاء نفسک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا طیبا مبارکا برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد و علی آل محمد ما اختلف الملوان و تعاقب العصران وکرا الجدیدان واستقبل الفرقدان واضاء القمران و بلغ روحہ وارواح اہل بیتہ منا التحیۃ والسلام دبعد اسکے یہ دعا کیجاوے کہ اللہم مر الملئکۃ السائحین والذین خلقتہم لتبلیغ ھدایا الصلوٰۃ من الامۃ الی حضرات نبیک و حبیبک ان یبلغوا ھذہ الھدیۃ من ہذا الحقیر ویقولوا یا رسول اللہ قد بلغھا الیک العبد الفقیر مسکین عبدالحق بن سیف الدین الساکن ببلدۃ دہلی العبد المذنب العاصی الذی لا ملجا ولہ ولا مھرب الا جنابک و ما نیاسب ہذا المقام من العبارات اویقولوا یا رسول اللہ قد بلغھا الیک العبد الفقیر المسکین عبدالحق بن غلام رسول اھب اللہ تعالے علیھا قبول القبول

بجاہ ذریہ سیدتنا فاطمہ الزہرا البتول الساکن ببلدۃ کا تغفر العبد المذنب
العاصی الذی لا مجار لہ ولا منجا ر الا جنابک و ما نیا سب ہذا المقام من العبارات
اور ایک یہ ہے اللھم صل علی محمد بعدد اوراق الاشجار و بعدد
قطرات الامطار و بعدد دواب البراری و البحار و علی آلہ و صحبہ وسلم اور کبھی یوں
کہا جاتا ہے بعدد کل قطرۃ قطرت من سمائک الی ارضک من حین خلقت الدنیا
الی یوم القیمۃ و کذلک اوراق الاشجار و دواب البراری و البحار اور ایک
یہ ہے اللھم صلی علی سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ الف مرۃ و علی آلہ
وصحبہ وسلم اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے اور ایک
یہ ہے اللھم صل علی محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم عدد کل شئی و صل علی
محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم زنۃ کل شئی اللھم صل علی محمد و آلہ و صحبہ وسلم عدد
خلقک و رضاء نفسک و زنۃ عرشک و مداد کلماتک و منتہی علمک و مبلغ رضاک
اور ایک یہ ہے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد بعدد اسمائک
الحسنی و بعدد کل معلوم لک اور ایک یہ ہے اللھم صل علی محمد عدد
کل ما خلقت و ذرات و برات و عدد کل قطرۃ قطرت من سموٰتک الی ارضک
من حین خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ کل یوم الف مرۃ و علی آلہ و صحبہ وسلم
اور ایک یہ ہے اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد صلوٰۃ
تکون لک رضا و تحفہ او اداء و اعطہ الوسیلۃ و الفضیلہ و الدرجۃ الرفیعۃ و ابعثہ مقاما محمود
و اجزہ عنا افضل ما جزیت نبیا علی امتہ و صل علی جمیع اخوانہ من النبیین و الصدیقین
و الشہداء و الصالحین و علی جمیع الاولیاء و المتقین و علی سیدنا الشیخ محی الدین
عبد القادر المکین الامین و علی جمیع ملائکتک من اہل السموات و الارضین
و علی جمیع عبادک الصالحین و علینا معہم یا ارحم الراحمین اس صیغہ کا پڑھنا
بعد نماز صبح کے کتب مشائخ میں آیا ہے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی
سیدنا محمد و علی آل محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاہوال و الآفات و تقضی لنا بہا

جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیات وترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بہا اقصی
الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے وتطہرنا بہا من جمیع الآفات
کے پڑھے جاتے ہیں وتغفر لنا بہا جمیع الذنوب وتکفر بہا جمیع الخطیات اس درود
کے پڑھنے سے سارے مقاصد دنیا وآخرت کے برآتے ہیں اور ساری مشکلیں
آسان ہوتی ہیں اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میری مشکلیں اور حاجتیں
اسی سے برآئی ہیں اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات کشتی و دریا کے منقول
ومجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک
مشکل آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار
پڑھ چکا تھا کہ وہ مشکل آسان ہو گئی بعد اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا معین ہوا
جیسا کہ ذکر کیا ہے اسکو بعضے علما نے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا
محمد النبی الامی الطاہر الزکی صلوٰۃ تحل بہا العقد وتفک بہا الکرب صلوٰۃ تکون
لک رضاء ولحقہ اداء وعلی آلہ وصحبہ وسلم وبارک اس درود کے پڑھنے سے دل روشن
ہوتا ہے اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتیں برآتی ہیں اور غم دور ہو جاتے ہیں اور اس
وغوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور ایک یہ ہے اللہم
صل وسلم وبارک وکرم علی سیدنا ونبینا محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی
نبی الرحمۃ وشفیع الامۃ الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین علی آلہ واصحابہ والاولاد و
ذریتہ واہل بیت الطیبین الطاہرین وعلی ازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین افضل
صلوٰۃ وازکی سلام وانمی برکات عدد ما فی علمک وزنۃ فی علمک وملا ما فی
علمک مداد کلماتک ومبلغ رضاک وصل وسلم وبارک کرم کذلک کلہ
افضل صلوٰۃ وازکی السلام وانمی برکات وعلی جمیع الانبیاء و
المرسلین وعلی آل وازواج واصحاب کل منہم والتابعین اور حضرت
شیخ علیہ الرحمۃ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وعلی سیدنا الشیخ محی
الدین عبد القادر الکیلانی الاولین وعلی کل ولی اللہ فی العالمین وسائر

المومنین من الاولین و الآخرین عدد ما علم اللہ و ملا ما علم اللہ و زنة ما علم اللہ وارحمنا معہا
بحرمتہم اجمعین واشفقنا وعافنا من کل آفة وعاہة واعف عنا وعاملنا بلطفک الجمیل و
لا تسلط علینا بذنوبنا من لا یرحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین - آمین آمین آمین بعضے
صالحین سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو بالالتزام پڑھتا ہے وہ نجات
پاتا ہی ہر بلاء نازل سے اور محفوظ رہتا ہی ہر حادثہ سے اور حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ
مجھو اسکی اجازت بعضے مشائخ محدثین سے حاصل ہوئی ہی اور ایک یہ ہے اللہم
صل وسلم علے سیدنا ومولینا وشفیعنا وملاذنا وملجانا محمد وعلی آلہ واصحابہ و
اولادہ وذریتہ وازواجہ واہل بیتہ اتباعہ واشیاعہ صلواة ناشیة من معدن
السر الذی بینک وبینہ ولا یعرفہ احد الا انت او ہو وبارک وکرم وشرف وعظم
ومجد حسب قدرہ ودرجتہ عندک ومقدار اکرامک ومحبتک لہ وصل وسلم
علیہ وعلے الہ عدد کل علم علمتہ ایاہ وکل فضل خصصتہ بہ وکل نعمة انعمتہا علیہ صلواة
جامعة وبجمیع المراتب وشاملة لکل الدرجات وعامة لکل الخیرات
ما یمکن ان یتصور وما یظہر علی احد ولا یظہر اللہم صل سیدنا محمد عبدک ورسولک
ونبیک وحبیبک وخلیلک وصفیک ونجیک وذخیرتک وخیر خلقک الذی ارسلتہ
رحمة للعالمین وہادیا للضالین وشفیعا للمذنبین ودلیلا للمتحیرین وطریقا للعارفین
واماما للمتقین ونورا للمبصرین وراحما علے المساکین وبشیرا للمطیعین ونذیرا للعاصین
ورؤفا رحیما بالمومنین الذی نورت قلبہ وشرحت صدرہ و
رفعت ذکرہ وعظمت قدرہ واعلیت کلمتہ وایدت دینہ واتبعت
تقیمیہ ورحمت امتہ وعممت برکتہ اللہم صل وسلم علیہ صلواة
تنور بہا القلوب وتغفر الذنوب وتستر العیوب وتکشف الکروب
وتفرج الہموم وتزیل الغموم وتدفع البلاء وتنزل الشفاعة وتسہل
الامور وتشرح الصدور وتوسع القبور وتیسر الحساب وتعلی
الکتاب وتثقل المیزان وتبیح الجنان وتنور اللقاء وتم النعماء

صلوٰۃ تصلح الاحوال وتفرغ البال وتصفی الوقت وتجنب المقت صلوٰۃ تعم بركاتها وتحيط كراماتها وتشيع انوارها وتظهر اسرارها موجبة للسداد وباعثة على الارشاد ومانعة عن انصلال ودافعة للاختلال ومحصلة للكمال صلوٰۃ لاتدع خيرا من خير الدنيا والآخرة الاحصلتها ولاتترك كمالا من كمالات الظاهر والباطن الااتمتها واكملتها صلوٰۃ دائمة متصلة م باقية غير منقطعة واقعة م بلسان الحال والقال مودية بجميع الحقوق فى جميع الاحوال صلوٰۃ راضية مرضية كاملة مكملة تامة متممة نامية منمية مقبولة مشمولة جليلة جزيلة نوراً وسروراً وبهاءً وضياءً وسناءً وغناءً وعلماً وعملاً وحالاً ووجداً وذوقاً واولاً وآخراً وظاهراً وباطنا برحمتك وفضلك وجودك وعنايتك ورعايتك وكلائتك وحمايتك يا اله العالمين وخير الناصرين ويا ارحم الراحمين ويا اكرم الاكرمين ويا غياث المستغيثين الى يوم الدين من ازل الازال الى ابد الابدين برحمتك يا ارحم الراحمين وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین + حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ سارے کلمات اس درود کے بعضے زیارات حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مین کمال تضرع اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور فائض النور مین جلدی جلدی مین نے انشا کر کے آپ کے سامنے پڑھے ہین امید کہ مسموع سمع رضا ہوے ہون اور یہ میرے سفر حج کے غنائم مین سے ہے والحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الکتاب

سپاس بقیاس کے لائق خاص وہ پروردگار ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیہ ضلالت اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کیواسطے رایت ہدایت اور لوای رشادت بلند فرماکر حج وزیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو موافق کلام صداقت انجام حجوا فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن کے بموجب کفارت سیات اور

مطابق مضمون ہدایت مشحون من[1] زار قبری وجبت لہ شفاعتی کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوٰۃ کا ٹھرایا اور درود نامحدود اوس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وذریاتہ کو سزاوار ہے کہ جس نے واسطے صلاح امت اور فلاح جماعت کافہ مسلمین وزمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیلہ وکرامات متظاہرہ اور شداید اور صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا اما بعد اوپر رائے مومنین اور صاحبان صدق ویقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالۂ عجوبہ کہ ترجمۂ مرغوب کتاب مستطاب فارسی مسمی بہ **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مصنفہ حضرت مولٰنا شاہ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جسمین کوائف مدینہ طیبہ اور اذکار مفیدہ حالات حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ وعلی آلہ وصحابہ الصلوات والتسلیمات کو واسطے نفع عام خصوصًا واسطے اون مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کنایات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہین رکھتے ضبط کیا گیا ہے واقع تاریخ دوم ربیع الاول ۱۲۸۲ھ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات وتفصیل اشارات سے مقبول قلوب خاص وعام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت اس بلدہ مشرفہ کی معلوم کرکے ازدیاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اوسکی زیارت کو اپنی سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہوجائین اور حضرت مترجم کو کہ اُنھون نے نہایت عمدگی اور بغایت خوبی سے تصریح وتشریح زبان اُردو عام فہم مین ترجمہ فرمایا ہے دعائے خیریت کونین سے یاد وشاد فرمائین الٰہی بحرمت رسول اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ قبول ہو اور جو کوئی اسکو لکھے یا پڑھے یا سنے اوس کا مقصد دلی دونون جہان مین حاصل ہو آمین یارب العالمین

حاشیہ متعلق صفحہ ۲۸۴

سلہ حج کرو تم یہ تحقیق کہ حج دھوتا ہے گناہون کو جسطرح دھوتا ہی پانی میل کو ۱۲

[1] جس نے زیارت کی مزار میرے کی واجب ہوئی واسطے اُس شخص کے شفاعت میری ۱۲

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ ان ایام فرخ التیام مین رسالہ فیض مقالہ **مرغوب القلوب** ترجمہ اردو **جذب القلوب** جو فضایل مدینہ منورہ مین بے مثل ولاجواب ہے مطبع معروف ومشہور **منشی نولکشور** واقع لکھنؤ صانہ اللہ عن شر الدہور مین بسرپرستی عالیجناب **منشی بشن نراین** صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بعد حسن وخوبی ہزاران خوش اسلوبی بہ تصحیح تمام و تنقیح مالاکلام بماہ ستمبر ۱۹۱۸ء پانچوین مرتبہ باہتمام بابو کیسر یداس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ زیور انطباع سے آراستہ وپیراستہ ہوا

مؤید القرآن
جنگ نامۂ کربلا
روضات الجنان۔
احسن المواعظ۔ جلد اول۔
ایضاً۔ جلد دوم۔
کلید جنت۔
تذکرۃ الشہداء منظوم در واقعات کربلا
روضۃ الشہدا مسمیٰ بہ گنج شہیدا
شہادت نامہ آل نبی۔
معجزہ آل نبی۔ یعنی معجزہ سر مبارک امام حسین رضؓ۔
عناصر الشہادتین۔
شہادت نامہ موسوم بہ غمکدہ۔
تقریر الشہادتین۔ اردو ترجمہ تحریر الشہادتین۔
ذکر الشہادتین۔ در بیان شہادت امام حسنؓ وامام حسینؑ۔
تقویۃ [illegible] مع تذکرۃ الاخوان۔
سر الشہادتین۔
تاویل المنام ترجمہ تعبیر الرویا۔
چار آئینہ منظوم۔ در مدحت چار یار۔
اثمار غفلت۔
مجربات دیربی۔ عربی سے اردو ہوئی ہے۔
ضیاء البصائر فی الایمان والکبائر۔
تذکرۂ رسول اکبرؐ

قصہ [illegible]
د[illegible]
[illegible]ن۔
[illegible]عافیہ۔
[illegible] مولود شریف۔
[illegible]امہ۔
[illegible]۔
[illegible]
[illegible]فری۔
[illegible]شاق۔ ذخیرہ درود شریف با ترجمہ اردو
اسرار نبوت۔
ترجمہ وصایای امام محمد غزالی رحؒ۔
نالۂ عاصم۔
میلاد سرور انبیا۔
کلید باب الحج۔
وسیلۃ النجات
اسرار کربلا۔

کتب متفرقات دینیہ فارسی

زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبہ۔ از مولانا محمد عبدالحی رحؒ مطبع یوسفی۔
عمدۃ النصائح۔ مطبع یوسفی۔
تحفۂ اثنا عشریہ۔ در مناظرہ فریقین۔
تذکرۃ المعاد۔
فتوح الحرمین۔ مع نقشہ مقامات متبرکہ۔